

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخی، اصلاحی، قومی
دسمالہ

بِفَرْمَانِ عَالِی نَشَانِ اَعْلٰی خَرْتِ سُلْطَانِ الْعُلُومِ سِرْگَزْدِ اَللّٰہِ اَمِیْنِ تاجِ سَدَارِ دکن
حَرَسَهَا اللّٰہُ عَنِ الشَّرِّ وَالْفِتَنِ
مدارس محروسہ سرکار عالی کیلئے خریدی جانیکا فخر حاصل ہو

ایڈیٹر
محمد علی رونق

یونیورسٹی آف الیکٹرونکس پریس، کراچی میں محمد علی زرقی پبلشرز پرائیویٹ لمیٹڈ نے اپنی اہتمام سے جہاں

قواعد

Checked 1965

۱۔ "القرین" ہر انگریزی مہینے کی ۱۶ تاریخ کو باضابطہ تمام پوسٹ کیا جاتا ہے ،
ہفتہ ۲۵ تاریخ تک اگر کسی بیانی کو موصول نہ ہو تو وہ آئندہ مہینے کی پہلی
تاریخ تک دفتر سے مکر طلب کر لیں ، اس کے پرچہ نہ ملنے کی شکایت نہ سنی
جائیگی ،

۲۔ نقل مقام کی وجہ سے جن احباب کا ایڈریس تبدیل ہو جائے ، ان کے لئے
ضروری ہے کہ وہ اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈریس کی صحت
کرائیں ، ورنہ عدم رسمی رسالہ کا ذکر ذمہ دار نہ ہوگا ،

۳۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے ، ورنہ جواب نہ دیا
جائے گا۔

۴۔ سیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائیں گے ،

۵۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہ کئے جائیں گے ،

۶۔ برستم کی خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے ،

۷۔ نمونہ ملاحظہ کرنوالے حضرات اگر نشانی خریداری ، عدم خریداری سے مطلع
نہ کریں گے ، تو دوسری اشاعت کا پرچہ انکی خدمت بے فیض دے دی جائیگا

۸۔ طلباء بشرط تصدیق سالانہ قیمت میں ۸ روپیہ رعایت لے سکتے ہیں
مگر برستم بذریعہ منی آرڈر بھیجی ہوگی ،

نیازمند

مینجر

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	عنوان	صفحہ
۴	ایڈیٹر	شذرات	۱
۵	جناب شاکر صدیقی	تہنیت نوروز	۲
۶	دلگداز	سلام ہندوستان میں	۳
۱۱	جناب قاضی کوہ سوانظیفی	صاف بیانی	۴
۱۳	شباب اردو	انقلاب تجارت کی مختصر تاریخ	۵
۱۶	جناب قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی	کیا ہندوستان میں سائید لاکھڑیشی ہیں	۶
۱۸	آنری جرنل سکریٹری	انجمن فریشیان پنجاب	۷
۲۳	ایڈیٹر	جواہر دینے	۸
۲۵	جناب خیالی برانڈھی	ختمہ	۹
۲۶	جناب محمد عبدالرحمن صاحب	حمیدہ بانو بیگم	۱۰
۲۹	ان خطبہ صدارت	صدیقین تبلیغ کانفرنس کی نصیحتیں	۱۱
۳۲	ایڈیٹر	متفرقات	۱۲

اطلاع

انجمن فریشیان پنجاب کی سالانہ کارگاہی کی رپورٹ مغربی شائع ہو کر ممبران کچھ مدت میں پہنچ جائیگی ،

انجمن کے سالانہ اجلاس کے انعقاد پر مجلس عاملہ غور کر رہی ہے ، سرمدی زوروں پر ہی ممکن ہے کہ مارچ و اپریل میں کوئی تجویز ہو جائے ،

زندہ دلائل تو مجلس عاملہ کو اپنی اپنی آراء سے مستفید فرمائیں ، خط و کتابت سکریٹری انجمن فریشیان پنجاب گوجرانوالہ کے پتہ سے کیجائیے ،

شذرات

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس اشاعت کے ساتھ القریٰن کی چودھویں جلد شریعت ہوتی ہے، خدا کرے کہ یہ تقریب القریٰن اور اس کے معاونین کرام کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو، آمین،
قارئین کرام اگر اس کی خدمات کی قدر کرتے ہوئے اسکی توسیع اشاعت کے لئے اس موقع پر دو، دو خریداریوں سے امداد کریں، تو مالی سکنتا کے آئے دن کا رونا ایک حد تک ختم ہو سکتا ہے، ہم اس اہم ضرورت اور تکلیف کا بار اٹھا کر چکے ہیں، کیا یہی خاناں قرین کچھہ توجہ دینگے؟

یازمذ ایدیر ایک اہم قومی خدمت اور ضرورت جس کی تفصیل انشا و اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں ہوگی، اس کے لئے دو ہفتہ کے قریب دفتر سے غیر حاضر رہا، واپسی ایسے وقت میں ہوئی، جبکہ رسالہ کی اشاعت کے دن بالکل قریب تھے، اس لئے رسالہ کی ترتیب بنات مجبٹ اور بے اطمینانی میں لگی تھی، کئی ضروری نوٹ، کئی اہم واقعات و مضامین حواہ بخوہ رہ گئے، حتیٰ کہ قلمبراشتہ بھی کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا، کوشش لگی تھی کہ صحیح تاریخ پر رسالہ لوپٹ ہو جائے تاکہ محکمہ ذاک کی طرف سے کوئی اعتراض نہ ہو، مگر یہ بھی نہ ہو سکا۔ اور تین چار دن کی تاخیر ہو ہی گئی، ناظرین کرام ترتیب و تنظیم رسالہ کی فروگزاشتوں اور خامیوں پر توجہ نہ دیں، ہمیں اسباب کا بھی اعتراف ہے، کہ یہ اشاعت خلافت معمول تمام دیکھوں سے خالی پہنچے علاوہ حجم میں بھی کمی ہو گئی ہے، انشا و اللہ تعالیٰ آئندہ اس کمی کو بڑا کرنے کی کوشش کی جائیگی، اور اگر ہماری غیر حاضری کا کوئی حسب بخوہ نتیجہ ہوا تو وہی ان تمام فروگزاشتوں کا ایک معقول جواب ہوگا،

جن اصحاب کا سال خریداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے، وہ اپنے قدیم تعلقات اور ہماری ناچیز خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے سالانہ چندوں کی ترسیل سے مشکور فرمائیں ورنہ ماہ فروری کا رسالہ انکی ندمتیں بصیفہ دی پی ارسال ہوگا جس کا وصول کرنا ان کا قومی و اخلاقی فرض ہوگا،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

القریش

جنوبی سلسلہ جلد نمبر ۱۹۶۲، ۱۴

مہبت نوروز

کم ضو دیا رہندیں ہونہ چراغِ القریش اس سے ہی مل رہا ہے کچھہ بکھو سراغِ القریش
جلوتیان کہاں گئے بزمِ ادب کے تشنہ کام بادہٴ رُوحِ فروز سے پڑھی آیاغِ القریش
مجھ سے کہا وشرش نے رازِ ملاجِ قوم کا نظمِ قریش کیلئے دھوڑ فراغِ القریش
مہبتِ بال و پنہیں سحرِ عطائی خاص ہو بامِ حرمِ نصیب طائرِ راغِ القریش

نخلِ حسد کو کاٹ کر تشاکر خوش کلام نے

۱۹۶۲ - ۶۲ - ۲۰۰۰

مرثوہ سال نو کہا۔ رونقِ باغِ القریش

(ستارِ صدیقی)

اسلام ہندوستان میں

ہندوستان میں اسلام کے آنے کے حالات سے بڑی بڑی قدیم و جدید تاریخیں بہری پڑی ہیں، مگر میرے خیال میں ابھی اس بارہ میں بہت کچھ کہنا باقی ہے، اس سے بھی مجھے بحث نہیں، کہ ہندوستان میں آئندہ اسلام کا کیا حال ہو نیا لایا ہے، اس مسئلہ کو میں اپنے دقیقہ پس سیاستین کے لئے چھوڑتا ہوں، مجھے اس وقت صرف اس قدر بتانا ہے، کہ ہندوستان میں اسلام کس شان سے آیا؟ اس کے لایہ لے کون تھے؟ اور آخر تک اس کی کیا حالت رہی؟

ارض عرب کے اطراف اور اس کے صحابیات میں اسلام خود حضرت رسالت کے عہد ہمایوں میں پھیل گیا تھا، لہذا اس وقت یعنی ابتدائی بعثت سے آغاز تک اسلام نمونہ ہو، تعلیمات محمدی کی اصلی حالت کا آپ کے سفر فرمانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی جس کے آغاز میں اسلام اتنا عرب کے فتنے کو مٹانے کے سرزمین عرب سے باہر نکلا، اور شام، دروم و مصر و عجم میں اسلام کو اسی رشتہ برکت کے عہد نے پہنچایا،

اس عہد میں معمول تھا کہ جو شہر فتح ہو جاتے، انہیں مسجدیں قائم کجیا تیں، جنہیں امام اور موزن مقرر ہوتے، ان کا کام تھا کہ عقائد و مسائل دین کی تعلیم کریں، ان کے علاوہ ہر جگہ قرآن کے مدرسے کھولے جاتے اور انہیں مسترآن کیا تہ علوم عربیہ کی تعلیم لازم تھی، یہی مدارس اشاعت توحید کے ایسے ذریعے بن گئے، جیسے مبلغ دین، نہ بعد والے علوم کلام و عقائد کے فنون ہو سکے، ورنہ فقہ و حدیث کے عالیشان مدارس،

تبلیغ کی پہلی صوت یہ تھی، کہ عرب لوگ خود اپنی ذات سے تعلیم نبوی کے اعلیٰ نمونے بن گئے تھے، اور اخلاق و عادات اور معاشرت و تمدن کی بہترین اول پسندیدہ ترین تصویریں بنے ہوئے تھے، چنانچہ مشرور رعایا انکی حالت اور وضع دیکھ کر خود ہی ذوق و شوق سے دین حق کو قبول کر لیتی یہ دیکھ کر عرب لوگوں کی اخلاقی قوت انہیں سب پر غالب کر دیتی ہے اور کوئی تدبیر ان کے خلاف بن بڑتی، وہ مسلمان ہو رہے تھے، ساری ترمینوں کا بازار اسلام کو پاتے اور خود ہی آ کے اقرار توحید کراتے اور کلمہ گو بن جاتے،

اس کے ساتھ چونکہ مفوضہ علامتوں کے حکمرانوں اور تمام معزز سرداروں یا یوں کہنا چاہیے کہ حکومت کی زبان عربی تھی، لہذا ہر شہر و فریہ کے غیر مسلم لوگ عربی سیکھنا چاہتے، اور انہیں اس قرآن کی طرف رجوع کرنے جنہیں عربیت کی تعلیم ہوتی تھی، ایسی درسگاہیں ہر جگہ کثرت سے موجود تھیں، اساجد میں اماموں اور موزنون کے علاوہ اور بہت سے ایسے صحابہ موجود تھے، جو مسجد کے کسی کونے میں باکسی اور جگہ بیٹھ جاتے، اور ان کے گرد ہزاروں طلبہ کا ہجوم ہو جاتا، یہ بزرگ ان باضابطہ اور تنخواہ یاب بزرگوں کے علاوہ تھے، جو مفتی یا فاضل کی حیثیت سے از جانب خلافت مامور تھے،

بہر حال تعلیم دین اور تعلیم تربیت کا بہترین انتظام موجود تھا جس کے ذریعہ سے پہلے قرآن کی پیر عربیت کی بعد ازاں ایم عرب کی اور یہی سلسلے میں احادیث نبوی کی تعلیم ہر جگہ موری تھی ممالک دور و دراز کے نئے ایمان لانے والے عربی زبان کے ساتھ اس سے زیادہ ان باتوں کے جاننے کے شائق تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اطوار کیا تھے، آپ کے اقوال و افعال کیا تھے، اور آپ کس نوعیت اور کس شان کے انسان تھے، کہ آپ کا دین، دنیا کے سارے دینوں پر اور آپ کی حکومت سارے عالم کی سلطنتوں پر چاہائی جاتی ہے، کوئی معمولی شخص بھی جناب سرور عالم کے کچھ حالات بیان کرنا تو اس کے گرد ہزار خلعت کا سمٹھ لگھاتا، عوام کے اسی ذوق و شوق نے علم حدیث کو پیدا کیا۔ اور اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے حدیث نبوی کو ایک فن بنانے کے ساتھ ساری دنیا میں تبلیغی خطوط بھجور منہستان کے بعض راجاؤں تک کو مسلمان کر لیا۔ ان دنوں روایت حدیث مرحمت و مقبولیت کا اعلیٰ ترین ذریعہ بن گئی، سینکڑوں آدمی گڑھ گڑھ کے اور بٹ بٹ کے جہوئی حدیثیں سناتے لگے، اس نفع کے روکنے کے لئے نقد حدیث اور جرح و تعدیل کے قوانین بنے اور حدیث کے تحت میں بہت سے نئے علوم پیدا ہو گئے، جو تاریخ و سیر کے لازمی حصے ہیں،

الغرض خلافت راشدہ کے عہد میں قرآن و حدیث اور تعلیم عربیت کا یہ طریقہ تھا، اور یہ ایسا مبارک اور موثر طریقہ تھا، کہ تھوڑے ہی زمانہ میں باوجودیکہ مسلمان لا الگوارہ فی الدین کے علاوہ جادو سے کبھی نہیں بیٹے، ساری رعایا خود بخود مسلمان ہو گئی، اور عربی دلوں کی مادری زبان بن گئی۔ خلافت راشدہ کے آخر عہد تک اسلام مشرق میں مکران، کرمان، سیستان، خراسان اور پورے ہاتون تک شمالی میں آذربائیجان، کوہ قاف، حلب اور انطاکیہ تک اور مغرب میں افریقہ کے علاقہ بحر اتر تک پونچ گیا تھا اور جتنے ممالک ان حدود کے اندر ہیں، سب میں مذکورہ بالا

تعلیم جاری تھی، خلافت کے اس زریں عہد کے بعد خلافت بنی امیہ کا آغاز ہوا، اس دور میں اگرچہ تمدن و تعلیم کے وہی طریقے رواجی حیثیت سے قائم تھے، مگر خلفاء اور دایاں ملک کی وہ سادگی و حق پروری کی شان بدل گئی تھی، اب بھی عربی نسرو مازدا اور حاکم تھے، مگر ان میں بڑے ریاست پیدا ہو گئی تھی، خلیفہ اپنی نفس پروری اور عیش پرستی کی حص میں تبلیغ و اشاعت دین کو بھول گئے تھے جس کا لازمہ تھا، کہ اکثر دایاں ملک بھی اپنی ہوسوں کے بندے تھے، لیکن یہ خرابیاں ان کی ذات پر ختم ہو جاتی تھیں، خلافت رشتہ جو نقش قائم کر گئی تھی، قائم تھا اور فتوحات کے ساتھ تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ جاری تھا، دو چار سال کے لئے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے خلافت رشتہ کی شان کو زندہ کر کے تبلیغ کی ناصحانہ آواز انصائی عالم میں پہنچا دی تھی، مگر اس کی آنکھ بند ہوتے ہی پھر وہی سیسپتیاں تھیں اور وہی غفلت کی نیندیں،

ان خلفاء کے عہد میں اسلام مہرستان کے مغربی و جنوبی کونے یعنی سندھ میں آیا اگرچہ اسکے آنکی شان مبلغانہ نہیں بلکہ ناستخانہ تھی، مگر غرب کثرت سے بیاں آباد ہو گئے اور ان کو رسالت کے انداز نے ایسے رنگ میں رنگ دیا تھا، کہ وہ کوشش نہ بھی کرتے تو بھی خالی ان کی صحبت ہی تبلیغ دین کا کام کر جاتی تھی، دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں جو جعفر بنیہ نوں سیاحان عرب سندھ میں آئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملتان اور مئضہ میں حدیث و فقہ کی بڑی بڑی درسگاہیں کثرت سے موجود تھیں، اور ایک خلقت عظیم ان میں عرب کی زبان اور توحید کے دین کی تعلیم پا رہی ہے،

اگرچہ اب تبلیغ میں عرب کو وہ اگلا سا انہماک نہ تھا، مگر خلافت رشتہ کے قائم کئے ہوئے نظام اشاعت دین کے ایک حد تک بانی نہ رہنے کیا یہ برکت تھی، کہ آج سندھ میں مسلمانوں کی تعداد مئضہ کی تنگی سے بڑھ گئی ہے،

اس عربوں کی حکومت سندھ کا خلافت بنی عباس کے زوال کے بعد حیرہ ہوا کہ پہلے ہلمیہ کا تسلط ہوا، بعد ازاں شامیہ اور آخر کار اسمعیلیہ خلفائے مصر کی حکومت قائم ہو گئی، اور پانچویں صدی کے آغاز میں محمود غزنوی سندھ میں پہنچا، تو اگرچہ رعایا کا غالب حصہ مسلمان تھا، مگر سب اسمعیلی تھے،

اسلام کے دوبارہ آئیکا آغاز محمود غزنوی کے حملہ آورانہ عہد ہمایوں سے ہوا، محمود کی تبلیغ کا دائرہ نہ تنگینی یا اسمعیلیوں کی پامالی تک محدود تھا، اس کو تبلیغ دین کرنے سے زیادہ شوق اپنی کرمی

عقائد کو مسلمانوں میں پھیلا نیک تھا، چنانچہ وہ اہلسنت میں ابو محمد کرام کے اعتقادات کی طرف ذرا ہی میر
اشاعرہ اور شافعیہ کا دشمن تھا، فلسفیانہ خیال کے علمائے اسلام کے حزن کا پایا تھا، اور خنفسیہ سے
جی بے عن رکھتا تھا، لہذا انکی تبلیغی کوشش خور مسلمانوں پر جو رد تعدی کرتی، ہندوستان کے ہندوں
کے ساتھ اس نے بجز اس کے کچھ نہیں کیا، کہ ان کے شہر فتح کئے ان کے تھانے سمار کئے جن سے
عربوں کا اگلا دور خلافت محرز تھا، اس سے اہل ہند میں انکی طرف سے حسرت و نفرت پیدا ہوئی،
غرض سچا طریقہ تبلیغ اس کے عہد میں مفقود تھا،

اس کے بعد جتنے فاتح پیدا ہوئے، صرف ملک گیری کر رہے تھے، ان کے مسلمان ہونے کا
ذہنی و صنفی اثر ضرور رہتا تھا، اس لئے کہ مشہور ہے، ”المناس علیٰ دین ملوک کھندہ تامم محمد کے بعد وہ
مسلمان ناسخا نہ ہند میں ایک سادگی تھی، جو انکا کچھ نہ کچھ اخلاقی اثر دلتی، لیکن ان کا جہاد وہ
اسلام کا جہاد نہ تھا جس کی شان صحابہؓ نے اپنے دور فتح مذہبی میں دکھائی تھی، وہ ہندوں کے سامنے
اسلام اور جبرے کو نہیں پیش کرتے تھے، بلکہ مطیع کو اپنے سطوت کا زور دکھانے اور سرکشوں کا
سر اپنے آگے جھکانے کے لئے لڑتے تھے وہ اپنے استبداد کا دعب قائم کرنے کے لئے تلوار ہاتھ
میں لیتے تھے نہ اشاعت دین کے لئے،

چند روز بعد جب ہند و مغلوب ہوئے اور سر اٹھانے کے قابل نہ رہی، تو سوا ہند جو مستغرق
اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں تھیں، وہ آپس لڑنے لگیں، اور اب انہیں ہندوں سے بجز اس کے کہ وہ
ان کی فوج کے سپاہی بنیں اور کسی قسم کا سرور کار نہیں رہا،

ان کشمکشوں کے انجام نے پرانی سختی کے آثار پر دولت مغلیہ کا تختہ بچھایا، اس کے ابتدائی
دو بادشاہوں کا عہد ساسے ملک کو زیر نگین بنانے اور اپنا جبروت قائم کرنے میں صرف ہوا، اور اکبر
کے عہد سے ایک نیا دور شروع ہوا جس نے دوسری مسلمان قوتوں کے توڑنے اور اپنی سیادت
کا سکہ بٹھانے کے بعد ایک نوا سجاد مذہب کی تبلیغ کے ساتھ ایک نیا تمدن قائم کیا، جو ہند مسلمان
اور شیعہ سنی ہی نہیں پارسی و مسیحی عقائد و نیاللات کا بھی مجموعہ تھا، فقہاء و علما کو نئے میں بٹھا
دئے گئے، صنوب نے اہل بیت اپنے سموئے ہوئے رنگ سے اکبر کے قائم کئے ہوئے مشرک کا
دولت دارہ تمدن پر نئے نقش و نگار بنائے،

بہر حال ہندوستان میں عربوں کا دور ختم ہونے کے بعد نہ کبھی وہ اسلامی تعلیم جاری ہوئی مگر
میں دعوت و تبلیغ کی کوشش تھی، اور نہ وہ عربی معاشرت قائم ہونے باقی جو اپنی سادگی کی وجہ سے خور

ہی داعی و مبلغ دین ہو جایا کرتی تھی ، بادشاہوں کی زبان فارسی ہونے کے باعث دربار اور دفاتر کی زبان فارسی ہو گئی اور عربی کا عام و راج نہ ہونے پایا جس کا اثر پھر بغیر کسی مزید کا دوائی کے خود ہی دین اسلام قبول کرنے کا محرک ہو جانا کرتا تھا ، صرف علماء مفتی بننے اور قوم کی پیشوائی کرنے کے لئے اتنی عربی پڑھ لیا کرتے تھے ، کہ دیہی لٹریچر کو پڑھ سکیں ، بطرح عیسائیوں میں صرف انجیل پر معمولی نظر ڈالنے کے لئے یونانی کی تعلیم ہوتی ہے ، اس ناقص تعلیم کا نتیجہ یہ ہتا کہ یہاں کے عربی دان نہ عربوں سے بات کر سکتے تھے اور نہ عربی کے اعلیٰ ادبی لٹریچر کو سمجھ سکتے تھے ،

ہندوؤں کو خارجی اثروں سے باور کر دیا گیا ہے اور نوجوان ہندو اب بغیر کسی حجت و دلیل کے دعوے کرنے لگے ہیں ، کہ اسلام برزور جبر پھیلا گیا ، اس کوئی صحیح ثبوت نہ اسلام کے قرون اولیٰ یعنی نہ خلافت راشدہ میں ملتا ہے نہ خلافت اے بنی امیہ و بنی عباس میں اور نہ کسی عربی حکومت میں ،

ہندستان میں تو ان اگلی خلافتوں کے خلاف بجز دو ایک تاجداروں کے تمام بادشاہوں کا طبعی رجحان اس طرف ہتا ، کہ یہاں کی رعایا اگر مذہب ہی رہے تو ہماری مقاصد حکمرانی کے لئے زیادہ مفید ہے اس لئے کہ اس بے حدت و مسکینہ کرنیزائے علیٰ اہموم مسلمان ہو کرتے ہیں ، اور ان کو طبع و منقاد بنا نا بہت دشوار ہوتا ،

ایسے جزئی واقعات کہ کسی مسلمان سپاہی یا افسر کے ہاتھ سے ظلم ہو گیا ، بیشک پیش آؤ مگر بہت ہی کم اور پھر غصے تاریخ کے ورق اٹھتے تو یہ بہت زیادہ نظر آتا ہے کہ غیر مسلم رعایا پر ظلم کرنے کے پاداش میں مسلمان سرداروں کو سخت ترین سزا میں دی گئیں ،

ان باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ ہندستان میں کبھی مبتلغا نہ شان سے حکومت نہیں کی گئی ، اور نہ کبھی باضابطہ طور پر اسلام کی اشاعت و دعوت دی گئی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد غیر مسلمانوں سے بڑھنا نہ کسار ہو رہی نہ ہونے باقی ، یہ اور بات ہے کہ بمصدق الناس علیٰ دین ملو کھہر بہت سے ہندو خود اپنے شوق سے مسلمانوں کی حکومت و شوکت دیکھ کر بہ طیب خاطر خود اپنے شوق سے مسلمان ہو گئے ، (دنگلدار)

صاف بیانی

حمت غزل مولانا حالی محرم

(انجناب نامی کوہ سواد نظاسی)

کس سے پوچھیں کون ہے اب چارہ گر سب کی یکساں حالتیں آئیں نظر
کوئی نظر آتا نہیں اک حال پر کرتے سو سوطرح سے ہیں جلوہ گر
ایک ہوتا ہے اگر ہم میں ہمنسہ

نوم کا خود کو سمجھتے ہیں مدار بگنے میں مرکز ہر اعتبار
کیا بدی یہ کر سکتے زحیفار جانتے ہیں آپ کو پڑھیں زکار
میب کوئی کر نہیں کتے اگر

یہ کبھی کرتے نہیں مکروہ عنا ان کو آتا ہی نہیں کہنا برا
قوم کا کیا جانیں کیا ہے ماجرا دوست اس کے ہیں نہ اس کے آشنا
گو بظاہر سب سے ہیں شیر و شکر

مرد دانا اپنے تئیں کہتے ہیں ہسم عقل ہی کے کام کب کرتے ہیں ہم
پست حالت میں مدار بتے ہیں ہم خصلتیں رو باہ کی رکھتے ہیں ہم
گو دکھاتے آپ کو ہیں شیر

مثل اپنے اور کو سمجھ نہیں گر جب وہ رکھتا بھی ہو تاج و نگین
ہیں وہ گویا واقف دنیا و دیں اپنی نیکی کا دلاتے ہیں یقین
کرتے ہیں نفرت بدی سے جعفر

گو بھلائی پر نہیں کہتے ہیں سب علم تو ہر بات کا ہوتا ہے سب
کس طرح سے میں کہوں وہ بات اب کرنی پڑتی ہے کسی کی مدح جب
کرتے نقیر اکشر مختصر

جب کسی کے کام میں جاتے ہیں ہم عیب جوئی سے نہ گہیراتے ہیں ہم
 اپنے مطلب پر اسے لاتے ہیں ہم گر کسی کا عیب سن پاتے ہیں ہم
 کرتے ہیں رسوا اسے دل کہوں کر
 دل میں بھولے سے نہیں آتا کبھی ! غیر کی کچھ کھجے جل کر ہنسی !
 گر کسی کے ساتھ کچھ نیکی نہ کی کی نہیں جس سے کبھی کوئی بدی
 مشکر کے میں اس سے خاناں عمر بھر

میں ہماری حسن نیت کے کب یار کو اپنا عداوت پاتے ہیں جب
 پھر نہیں اس سے کسی شے کی طلب ایک رنجش میں بہا دیتے ہیں جب
 ہوں کسی کو ہمسہ پہ لاکھ احساں اگر
 کام تو کرتے میں جو کچھ ہو سو ہو دیکھتے ہرگز نہیں ہم ایک دو
 رہنے دو اس کو کچھ ان کی بھی مسکو عیب کچھ گنتے نہیں اس عیب کو
 جس سے ہوں اپنے سوا سب بھینر

نیک ہونے کا کسی پر ہو گماں اس کا ہوتا ہے ہمیشہ امتحان
 ذکر بھی ہوتا ہے اس کا ناگماں خیر کا ہوتا ہے ظن غالب جہاں
 کینچ کر لاتے ہیں اس کو سوئے سر
 دوستوں کے ہوتے ہیں جب راج گو بے سبب کیوں ان کے پھر دشمن بنو
 سب سے بہتر ہے زبان کا نام لو بٹتے ہیں یاروں کے ناصح تاکہ ہوا
 عیب ان کا خاتمہ اور اپنا ہنر
 کہنے سننے کے لئے ہیں سب کے دوست بیچ اگر پوچھو تو یہ ہیں کب کے دوست
 گو مہرباں ہیں ہمارے اب کے دست دوست اک عالم کے پر مطلب کے دست

ایسے یاروں سے نذر یار و حذر

حال اپنا یوں بیاں کرتا ہے کون اپنی حالت کا پتہ دیتا ہو کون
 رنج نامی اپنا خود سہتا ہے کون عیب حالی اپنے یوں کہتا ہے کون
 خواہش تختیں ہے حضرت کو مگر

انقلاب تجارت کی مختصر تاریخ

اٹھارویں صدی کے پہلے صنعت و تجارت کا کوئی حقیقی یا تاریخی انقلاب ظہور نہیں ہوا، اگرچہ آج سے بہت پہلے چین اور روم اسکندریہ اور حلب میں اکثر ایجادیں ہو چکی تھیں، مگر وہ تمام اختراعات صرف انسانی ہمتوں سے قابل عمل تھیں، اس لئے انہیں کوئی ایسی قوت موجود نہ تھی جو مردہ تجارت میں انقلاب پیدا کر سکتی، چین نے تیار کی کاغذ کا راز دریافت کر لیا تھا، روم اپنے صنعتی پتھر اور قلعی تصویروں کے لئے مشہور تھا، اسکندریہ نے آئینہ عکاس بنالیا تھا اور حلب نے سفید سازی کے مدارج طے کر لئے تھے، مگر انتقال و تبادلہ اشیاء کی قیمت بھی انسانی وقت اور محنت کی بدولت بہت گراں تھی،

وجود تاریخ سے ایک سو برس قبل روم کے ایک کلیسا میں فرس کے نیچے ایک دُغانی اجن موجود تھا جس کی وجہ سے معبد کا صدر دروازہ آپ سے آپ کہلاتا تھا اور بند ہو جاتا تھا، اس وقت کے سادہ لوح حضرات اپنی جہالت کی پُرت اس صفت کو معجزہ سمجھتے تھے،

جس میں واٹ ۱۶۳ء تک دُغانی اجن کے بنانے میں مصروف رہا، وہ ایک روز اپنی کیتلی کو بغور دیکھ رہا تھا، کیتلی کا پانی کھل رہا تھا، اور کھولتے ہوئے پانی سے ٹھکرتی ہوئی بہاب برابر ابل تھی، کیتلی کا دھکن جاتی ہوئی بہاب سے اُٹھ جاتا تھا اور بہاب نکل جانے کی بعد گر جاتا تھا، دھکن کی حرکت باقاعدہ مسلسل دور اور معین فاصلہ کے ساتھ تھی جس میں واٹ کے عرصہ دماغ میں سسیدہ سحری کی طرح ایک خیالی نفیس جلدہ زیر ہوا، کہ اگر یہ بہاب محفوظ کی جا سکے اور بہاب کی پیدا کی ہوئی حرکات کام میں لائی جاسکتی ہیں، اس نے اپنے نظریہ کے مطابق مصرفیت کے کام کرنا شروع کر دیا۔ اور مسلسل تجربات کی وقت تدبیر کا مہیا ہی اس کو ممنون احسان کرنی گئی، آخر کار تین برس کی محنت اور لگاتار محنت کے بعد اس نے ایک دُغانی اجن تیار کر لیا۔ ۱۷۸۰ء میں دُغانی ریل اور جہاز فریب فریب تمام پھیل گئے، ذرائع نقل بہت آسان ہو گئے، مکمل اشیاء کی قیمتیں گھٹ گئیں، روغنی اور ہوائی اجن بھی ایجاد ہو گئے، جنہوں

نے دنیاے تجارت میں ہل چل مچادی اور ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، مگر ان تمام ایجادات کا دار مدار صرف دو اصول پر ہے،

۱، گرمی کا تبادلہ فوت نقل میں اس طور پر ہو جائے، کہ آہنی گیند فاصلہ معینہ کے ساتھ نیچے اچڑ آتا جاتا رہے،

۲، انسانی حرکات کو مادی حرکات میں بدل دیا جائی،

اگر آپ کسی دغائیٰ سخن کے بعض حصص کو ذوق نگاہوں سے دیکھیں گے، تو اصول مستزاد کا حقیقی نقشہ نگاہوں میں کھینچ جائیگا،

۱۸۷۷ء میں مسٹر ڈائمن نے سوچا کہ اگر ریل والے سخن کے بہاری پرزے ہلکے کر دے جائیں تو پہیوں کی گردش رفتار بہت بڑھ جائیگی، بات یہ ہے کہ نئے مد جس قدر ہلکی ہوگی اتنی ہی زیادہ گردشیں کر سکیگی، اس نے بہت سے کامیاب تجربات کئے، اور آخر کار ایک دن دو بھی اگلیا کر مسٹر ڈائمن نے لنڈن کی پیری ہوئی شاہراہ پر اپنی پہلی کار چلا دی، اس کے موٹر کی مشین اور پہیہ ہلکی ہو کر موٹر سائیکل غیزہ میں استعمال ہونے لگی،

ہندوستان میں اختراعات ذرائع نقل کی کمی

اقتصادیات کے چوتھے درجہ میں لوگوں نے ہر طرح کی مشین ایجاد کر لی ہے، علوم حکمت و ادب کی ہمیشہ بڑھنے والی دولت نے اس قابل بنا دیا ہے کہ ہم بیاب، پانی، برق، موج، حواریاں اور زمین کے اندر دینی گرمی کو حسب منشاء اپنے کاموں میں لاسکیں، آج سے دو سو برس پہلے انگلستان کے دیہات کا حال بعینہ یہی تھا، جیسا آج ہندوستان کے شہروں کا ہے، اگر ہندوستان کو مایوس اور کم ہمتہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، وہ اس فرق کو ایک دو صدی میں پورا کر سکتا ہے، اگر ہندوستان میں ہر قسم کی اختراعات معینہ اور ذرائع انتقال کو فراہم کر لیں، تو سارا کام سدہر جائے، صرف انہیں دو چیزوں کی کمی ہے جو ہم کو منزل ترقی میں انگ برپا کئے ہوئے ہے، ہمالیہ میں کوئلہ کھودنے کے بہت سے کارخانے کھولے گئے مگر سب لوٹ گئے، جن کی وجہ صرف یہ ہے کہ ذرائع انتقال کافی و کم قیمت نہ تھے،

یورپ کی بعض دوکانوں میں جہاں گہڑیاں بنانے کا کام ہوتا ہے بہت سی انسانی حرکات نکلوں میں تبدیل کر دیکھیں، مثلاً اس بارہ ہاتھ لگے ہوئے ہیں، جو صرف ایک انسان کی مدد سے ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں اور اپنے معینہ فرائض انجام دیتے رہتے ہیں،

الکتریتی لفظ الکترادینانی سے مشتق ہے، بعض یونانیوں نے آج سے دو ہزار برس پہلے معلوم کر لیا تھا کہ پارچہ اور کبریا کے ملنے سے خفیف سی قوت کشش پیدا ہو جاتی ہے وہ اس پر عامل رہی اور جب اسباب مذکور کو آپس میں رگڑ دیتے تھے تو لوہے کی سویاں آپس سے آپ ناچنے لگیں، مگر اس میں بہا معلومات کا علی استعمال صرف تماشہ گری تک محفوظ تھا،

مستر زینکن نے معلوم کیا کہ آسمان سے گرنوالی بجلی بھی الکتریتی کا خزانہ ہے، مگر یہ نزل قوت صرف اس لئے مخصوص نہیں ہو سکتی، کہ وہ بہت اچانک اور بالکل بے قاعدہ طور پر گرتی رہتی ہے، اب تک صرف اتنا ہو سکا ہے کہ مکانات کی چوٹی پر ایک خاص قسم کی آئینی چھڑ لگا دیا جائے جو گرتی ہوئی بجلی کو اپنی طرف کھینچ لے اور مقصد تار کے ذریعے زمین کے اندر اتار دے، تاکہ وہ بلین مکان دونوں محفوظ رہ سکیں،

ہنری نے کچھ ابتدائی تجربات کئے تھے، اور یہ دریافت کر لیا تھا کہ تار نے اس سری سے اس سے تک انگلیوں کی حرکت سے مقرر نشان دوڑائے جاسکتے ہیں، مگر ابتدائی طرز تربت بہت ناکافی اور قیمتی ثابت ہوئے جس جیسے واٹ نے درست کیا اور اکثر اصلاحوں کے بعد اس قابل بنا دیا، کہ ایک ہی تار پر چھ سات پیام ایک ہی وقت پر بھیجے جاسکتے ہیں،

ٹیلیفون کے موجد مسٹر بل میں اس حسن قیمت سے وہ ایک ایسی دو شیزہ پر عاشق ہوئے جو اعلیٰ گہرنے کی بھی خسرو صاحب نے یہ شرط لگائی کہ اگر تم کوئی مفید شے ایجاد کرو اور اس سے کافی روپیہ فراہم ہو جائے تو میری لڑکی حاضر ہے، جس کے والد مدظم ماہر اصوات تھے، غریب بل نے دو شیزہ کے بہت دلائے اور اپنے والد کی اعانت سے ایک ایسا طریقہ ابتدائی ایجاد کر لیا کہ مختلف آوازیں تار پر دوڑائی جاسکیں مگر ابتدائی طریقہ صرف دوسو گز کے لئے کافی اور دوسری سرے پر آوازیں بہت کم سنائی دیتی تھیں،

جس کے والد ٹیلیفون کی ایک نمائش میں اپنے بیٹے کو اور اس کی ایجاد کو برزیل کے شہزادے سے دو پہلے ان کا شاگردہ چکاتا، متعارف کرادیا، اس طور پر ایجاد کو بہت بڑی ترقی اور وجہ کو دو شیزہ و دولت نصیب ہو گئی، (دستباب اردو)

کیا ہندوستان میں سٹھاکر قریشی ہیں؟

جمعیۃ القریش دہلی کی غلط بیانی

نواب ماجرادہ محبت حاجی محمد رشید الدین احمد رئیس اعظم میٹرو، صدر آل انڈیا جمعیۃ القریش نے تو بفضل جنرل افغانستان کے نام ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء کو ممبئی میں جن الفاظ میں تار ویاہی، قارئین کرام کے غور و فکر کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں،

آپ لکھتے ہیں کہ

”حضور پر نور جلالتہ الملک ہزار گز الشیخہ محبتی امیر افغانستان خلدیہ ملکہ و لازالت سلفۃ کے ہندوستان کو قدم مہمیت لزوم فرمانے پر بیویا کا دوسرا گران وغیرہم پر مشتمل جمعیۃ القریش ہند کے تقریباً ساٹھ لاکھ افراد محض کی خدمت سراپا برکت میں جوش و ہمت و فطرت و ضبط سے محمودی مبارکباد پیش کرتے ہیں“

”بیویا پائیں دوسرا گران وغیرہم پر مشتمل جمعیۃ القریش“ کا معنی تو کچھ جمعیۃ القریش دہلی ہی سمجھیں گے، شاید ہندوستان کے نام بیویا پر اور دوسرا گران قریش ہی کی ذریات آپ خیال کرتے ہوں یا بروہہ محض جو بیویا اور دوسرا گران کا پیشہ اختیار کر لے حواہ وہابی حیثیت سے کچھ بھی ہو، قریشی کہنا بیکار محض ہو جاتا ہو، لیکن تقریباً ساٹھ لاکھ افراد کی شرح و تفصیل ضرور سمجھنے کے قابل ہو جمعیۃ القریش کے صدر و سکریٹری کا قلم اپنے اند میں قدر طاقت رکھتا ہو، کہ وہ اپنی ایک قوم سے حرکت سے قریشی برادری کی تعداد میں لاکھوں کا اضافہ کر سکتا ہو، اور نمائندگی کا طرز و مہیا حاصل کرنے کے لئے حقیقت کے خلاف شمار و اعداد پیش کرنے کی جرأت دلا سکتا ہے، تقریباً ۶۰ لاکھ افراد کی جزویہ کمری قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی نے مردم شماری سلسلہ کی سرکاری رپورٹ کی رو سے کی ہے جمعیۃ القریش اور ناظرین القریش کی واقفیت کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے،

سال ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کی رو سے ہندوستان پر میں قرین وسادات کی تعدا حسب ذیل ہے،

صوبہ پنجاب { قرینہ مناسے ہزار چار سو اٹھادون، منجملہ ازاں بادون ہزار نو سو اکاٹھ مرد
بشمول دہلی { اور چالیس ہزار چار سو ستانوے عورتیں،

سید، دو لاکھ ساٹھ ہزار نو سو تراسی جن میں سے ایک لاکھ انتالیس ہزار تین سو ستادون مرد
اور ایک لاکھ اکیس ہزار چہر سو تیس عورتیں، میں،

صوبہ شمال مغربی، قرینہ، چھپیس ہزار سات سو انتالیس جنہیں سے چودہ ہزار چھ
چھپاسی مرد اور بارہ ہزار تین عورتیں،

سید، نوے ہزار چہر سو پانچ جنہیں سے سینتالیس ہزار چہر سو اکتر مرد اور بیالیس ہزار نو
سو چنٹیس عورتیں،

صوبہ یوپی (مختصر) سید، دو لاکھ انتاسی ہزار چار سو ستر، ان میں سے ایک لاکھ
چوالیس ہزار تین سو مرد، اور ایک لاکھ پینتیس ہزار ایک سو ستر عورتیں،

ریاست حیدرآباد و دکن، سید، ایک لاکھ ستاسی ہزار چہر سو انتاسی جن میں سے مرد چھانوے
ہزار سات سو چرانوے، اور نوے ہزار آٹھ سو چھپاسی عورتیں،

ریاست کشمیر، سید انتا نو ہزار تین سو تیر، مرد سینتالیس ہزار سات سو بہتر، اور عورتیں
اکتالیس ہزار پانچ سو اکاسی،

ریاست میسور، انتھ ہزار نو سو ترانوے جن میں سے مرد اکتیس ہزار نو سو چون، اور
اتھالیس ہزار انتالیس عورتیں،

راجپوتانہ، سید چنٹیس ہزار چہر سو پانچ، ان میں سے اتھارہ ہزار نو سو اتھارہ مرد، اور پندرہ ہزار
چہر سو ستاسی عورتیں،

بلوچستان، سید اکیس ہزار پانچ سو بیالیس، منجملہ ازاں گیارہ ہزار پان سو پنیٹھ مرد، اور
نوزاد نو سو ستر عورتیں،

صوبہ بنگال، سید، ایک لاکھ چالیس ہزار چار سو ستانوے، جن میں سے تہتر ہزار نو سو چنٹیس مرد
اور چھپاسی ہزار پان سو پنیٹھ عورتیں،

پہار و اڑیس، سید، ایک لاکھ چار ہزار دو سو چون، جن میں سے مرد اکادون ہزار سات سو

اٹھائیس، اور باون ہزار پانچویں عورتیں،^{۵۲۵۲۶}
 صوبہ بمبئی، سید، ایک لاکھ چوبیس ہزار اٹھ سو اکیانوے،^{۱۵۴۸۹۱} انہیں سے اسی ہزار سات سو چھپیس
 مرد، اور چہتر ہزار ایک سو پینچ عورتیں،^{۱۶۵}
 صوبہ مدراس، سید، ایک لاکھ تتر ہزار مین سو چہتر، جن میں نوے ہزار نو سو گیارہ مرد
 اور چہاسی ہزار چار سو پینچ عورتیں،^{۸۶۴۶۵}
 گویا اس صورت میں قریش اور سادات کی (جو سیلفریش بھی ہیں) مجموعی تعداد سترہ لاکھ
 ستائیس ہزار چار سو چوبیس نفوس پر مشتمل ہے، نہ کہ ساٹھ لاکھ،
 قاضی نظیر حسین فاروقی، ایم، بی، ایچ
 ریٹائرڈ مستوفی { گوجرہ نوالہ
 ۱۹۲۸ء ۶

انجمن قریب گوجرانوالہ

یہ انجمن جس پر مشتمل وہاں ہمارے کام کر رہی ہے، وہ اس کی اپ لوڈٹ
 کارگزاری سے ظاہر ہے، قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ مستوفی
 آنریری جنرل سکریٹری قوم کے منتشر شراذہ کو مجتمع کرنے کے لئے قابل قدر
 سعی سے کام لے رہے ہیں، اگر کسی زندہ قوم کی انجمن کو قاضی صاحب
 موصوف ایسا، قابل، فاضل اور محنت کارکن مل جاتا، تو اسکی خوشست
 دنوں میں کا فوہو جاتی، انہوں نے کہ قریش میں قدرانی مفقود ہو چکی ہو
 اب عجمی طغیانی پر ہے، جو قوم کی حالت زار پر ہنس رہا تو قوم کو متوجہ
 نہیں ہونے دیتی،

قوم سازی اور قریش گری کے سیلاب میں "نب" خطرہ میں
 ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار قوم کے مٹ جانے کا
 اندیشہ اغلب ہو، کاش! اس نقصان عظیم ہی کو محسوس کر کے برادران

قرین اصلاح قوم کی طرف متوجہ ہوں ،

انجمن قریشیان پنجاب نے ذیل کا تار ۱۴ دسمبر ۱۹۲۷ء کو بمقام مہی جناب ملا کتاب امیران پور
خان بادشاہ دولت علیہ ستقد افغانستان کی خدمت عالی میں بھیجے کی عزت حاصل کی ،

To His Majesty King of Afghanistan

Bombay

Anjuman-i-Quraishian Punjab
offer their heartiest Congratulations and
most Cordial Welcome to your Majesty
On your Majesty's arrival in India
and pray for a most happy journey
to your Majesty .

(ترجمہ) "انجمن قریشیان پنجاب" اعلیٰ حضرت کے ہندوستان میں نزول اجلال فرمانے پر حضور
قدس کی خدمت اشرف میں ملی خلوص اور عقیدت سے یہ تہنیت وغیرہ مقدم پیش کرتی ہے اور دعا کرتی
ہے کہ گو کتبہ خردی کی یہ سیاحت حضور اعلیٰ وارفیہ کے لئے بجز ازسرت و شادمانی ہو ،

قاضی نظیر حسین خیرل سکرری
انجمن قریشیان پنجاب ، گوجرانوالہ

اجلاس منعقدہ ۳۰ دسمبر کی کارروائی

۳۱ دسمبر کو مولانا عبدالحق صاحب علوی ایم ، او ، ایل وکیل کی صدارت میں انجمن کا اجلاس
منعقد ہوا ، ذیل کی قراردادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں ،

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ضلع دار پنجین جو انجمن قریشیان پنجاب کی شاخیں بنا منظور کریں
اپنے سرمایہ کا کم از کم بارہ روپیہ آٹھ آنہ فیصد ہی اور زیادہ سے زیادہ چھپیں مفیدی تک مرکز نئی ضرورتیں
کی تکمیل کے لئے ادا کریں ،

(۲) اس جلسہ کی رائے ہی کہ ضلع دار پنجین کے ممبر مرکزی انجمن کے انوری ممبر اور ان کے عہدہ
داران اس کی سفارشل سینڈ ٹنگ کمیٹی کے ممبر متعلقہ کئے جائیں ،

(۳) یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ مرکز نئی انجمن کی روزانہ دس ضروریات کے لحاظ سے پیر کی بجائے
سالانہ نمبر ۱۲ گنتیت کے یکمشت تین روپے سالانہ چندہ ممبری مقرر کیا جائے ،

(۴) یہ جلسہ ذیل کے جرائد و رسائل، مسلم آؤٹ لک، زمیندار، انقلاب، کشمیری، مدینہ شہاب اور القریش کی اس اسلامی رواداری کے لئے جو انہوں نے سال حال میں انجمن کی کارروائیوں کی اشاعت کے متعلق برتی ہے اپنے دلی شکر یہ کا اظہار کرتا ہے،

(۵) یہ جلسہ ان قابل داد اصلاحی اور علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتا ہے، جو القریش امرتسر نے گزشتہ تیرہ سال میں قریشیان ہند کی قومی بہتری کے متعلق سرانجام دی ہیں، اور اس بنا پر اس امر کی پرزور سفارش کرتا ہے کہ اس واحد قومی ارگن کو اب پذیرہ روزہ بنانے کے لئے قوم قریش کو اس کی اعانت و اشاعت میں کوئی دمیقہ فرگزداشت نہ کرنا چاہیے،

(۶) مولانا محمد علی صاحب ردفق صدیقی ایڈیٹر القریش امرتسر کی سیزدہ سالہ کوششوں نے قریشیان ہند میں جس حد تک قومی بیداری کا احساس پیدا کیا ہے، اس کی رو سے اس جلسہ کی متفقہ رائے ہے، کہ اظہار تشکر و امتنان کی غرض سے آپ کو انجمن کا لائف پریزیڈنٹ "مقرر کیا جائی،

(۷) یہ جلسہ اپنی اس دیاندارانہ رائے کا اظہار کرتا ہے، کہ چونکہ رائل کمیشن کا مقطعہ حالات حاضرہ میں مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا، اس لئے مسلمانوں کی سیاسی ہیئت کا اقتضا یہ ہے کہ حصول مقاصد کی غرض سے اپنے سیاسی مطالبات پورے زور کے ساتھ کمیشن کے سامنے پیش کئے جائیں،

(۸) یہ جلسہ قریش کے نامور سزند جناب مسیح الملک بہادر حکیم محمد اس خان صاحب فاروقی کے انتقال پر ملال کے واقعہ ائد پر دلی رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے، اور آپ کے خاندان کے ساتھ اظہار مہر و دی کرتا ہوا دعا کرتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ دی،

انتخاب جدید

عہدیداران انجمن کی میعاد ایک سال ختم ہونے پر باضابطہ تحریک و تائید کے بعد سال ۱۹۲۸ء کے لئے با اتفاق رائے حسب ذیل عہدیداران انجمن بنائے گئے،

(۱) مولانا عبدالحق صاحب علوی، ایم، او، ایل، وکیل گوجرانوالہ پریزیڈنٹ

(۲) مولانا محمد علی صاحب ردفق صدیقی ایڈیٹر القریش امرتسر، لائف پریزیڈنٹ

(۳) خان بہادر شیخ خان محمد صاحب فاروقی رئیس راولپنڈی، وائس پریزیڈنٹ

(۴) شیخ پیر محمد صاحب فاروقی ضلع دارنہر، شرق پور، " "

(۵) پیر عبدالرشید صاحب صدیقی لائف انشورنس انجمن گجرات، " "

(۶) شیخ محمد عظیم صاحب صدیقی بی۔ اے، پیڈر جہنگ، " "

(۷) قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی، ایم ای، ایچ ریٹائرڈ مسٹری الریاست قلات {جبل سکری
گوجرانوالہ

(۸) قاضی مظفر حسین صاحب فاروقی شہوان، گوجرانوالہ

(۹) پیر محمد شاہ صاحب فاروقی، انگلش ماسٹر، گوجرانوالہ

(۱۰) سید شریف حسین صاحب بی اے سکول ماسٹر گوجرانوالہ، ایگزامینر آف اکوائنٹس

حب ذیل اصحاب ممبران الگزٹنگ کمیٹی منتخب کئے گئے

(۱) قاضی فضل الہی صاحب عباسی ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر، گوجرانوالہ

(۲) مولوی غلام غوث صاحب صدیقی پنشنر

(۳) ڈاکٹر فیروز الدین صاحب قریشی

(۴) حکیم محمد حسین صاحب عباسی، اکوٹ باری خاں، ضلع

(۵) قاضی باقی شاہ صاحب فاروقی رئیس وزیر آباد، ضلع

(۶) ڈاکٹر محمد فضل صاحب صدیقی سب اسسٹنٹ مریجن وزیر آباد، ضلع

(۷) بابو محمد قاسم صاحب قریشی ملاری کٹر کٹر، نظام آباد، ضلع

(۸) پیر محمد قمر الدین صاحب خالدی پنشنر اکٹر اسسٹنٹ کٹر، گجرات

(۹) قاضی طالب ہدی صاحب فاروقی سب انسپکٹر پولیس، کوئٹہ

(۱۰) صوبیدار ڈاکٹر غلام حسین صاحب قریشی، لنڈی کوتل

(۱۱) قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی، ناظر محکمہ جیف کٹر، پشاور

(۱۲) شیخ محمد شریف صاحب فاروقی، بی ایس ای، ایگزیکٹو پول اسسٹنٹ، راولپنڈی

(۱۳) ڈاکٹر محمد بنید صاحب علوی، ایل آر ای، ایپی ایڈ ایس ای، ایل آر ایف ایپی ایڈ ایس جی، ڈی ایل او، انگلینڈ

(۱۴) مولوی محمد شبلی صاحب علوی، کٹر کٹر، دہلی

(۱۵) قاضی شاہ ولی صاحب صدیقی، وکیل نکودر، جامشہر

(۱۶) قریشی عبدالمجید صاحب پنشنر سالار ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ، قصبہ سہنہ ضلع گورگاہوں

(۱۷) قاضی محفوظ الدین صاحب قریشی رئیس قصبہ سہنہ ضلع گورگاہوں

(۱۸) مسٹر عبداللطیف خان صاحب قریشی ضلع دارہنر، سرگودھا

(۱۹) قاضی عبدالحی صاحب صدیقی، ہیڈ کلرک چھانڈی کوٹاٹ

- (۲۰) قاضی سراج الدین صاحب صدیقی پشین پٹنر خان پور ضلع جہلم
 (۲۱) شیخ احمد الدین صاحب صدیقی گرداور قانگھوی، سسٹھالہ، ضلع امرتسر
 (۲۲) قریشی محمد لویف صاحب بدر ایم اے، ایف، آر، ایس، اے (الڈن) پرمیئر
 گورنمنٹ کالج، جھنگ

نوٹ :- دوران سال میں ان میں اضافہ ہو گا

مندرجہ ذیل اصحاب ممبران جنرل کمیٹی تجویز کئے گئے

- (۱) قاضی محمد امین صاحب فاروقی پٹواری بہر، سادو گورایہ ضلع گوجرانوالہ
- (۲) شیخ فتح الدین صاحب فاروقی، ریتاڑو انسپکٹر آرمی ریوٹ، گھلیانہ، ضلع گوجرات
- (۳) قاضی محمد اسلم صاحب فاروقی پٹواری مال، سادو، ضلع گوجرانوالہ
- (۴) شیخ فضل حسین صاحب فاروقی، شیخ قریشیان، ضلع گوجرات
- (۵) محمد دم محمد الدین صاحب عباسی، وزیریکٹر ٹیچر بند وادن خان ضلع جہلم
- (۶) منشی محمد رمضان صاحب صدیقی پٹواری، مانا نوالہ ضلع شیخوپورہ
- (۷) منشی محمد جان عالم صاحب صدیقی، عبدالصمد پور ضلع شیخوپورہ
- (۸) منشی محمد حسرت صاحب صدیقی پٹواری، جیون پورہ خود، ضلع شیخوپورہ
- (۹) قاضی غلام مصطفیٰ صاحب فاروقی مدرس، چک درکان ضلع گوجرانوالہ
- (۱۰) قاضی خورشید عالم صاحب فاروقی، سادو گورایہ ضلع گوجسر
- (۱۱) میاں دوست محمد صاحب قریشی، سیفہ اللہ گنج، ضلع سلطان پور
- (۱۲) میاں فضل کریم صاحب قریشی، امیدا ماسٹر، کراچی
- (۱۳) شیخ معراج الدین صاحب قریشی پٹواری، ضلع امرتسر
- (۱۴) پیر محمد یعقوب صاحب فاروقی، موٹروں پور، گوجرانوالہ
- (۱۵) قاضی محمد اسماعیل صاحب فاروقی، امیدا کمنٹیل پولیس شو کوٹ، ضلع جہنگ
- (۱۶) میاں سید محمد صاحب قادری، بٹالہ ضلع گورداسپور
- (۱۷) قریشی غلام حسین صاحب کوٹ گر، گوجرات
- (۱۸) حکیم عبدالحق صاحب صدیقی پراویٹ میڈیکل پریکٹیشنر، واں رادادام ضلع لاہور

نوٹ :- ان میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا

آئندہ جنرل سکریٹری انجمن قریشیان پنجاب

جواہر ریزے

محمد بن جوہر کے زمانہ کا ذکر ہے کہ الماموں بادشاہ ٹولیدو کے پاس شاہزادہ النزد بن فردی نڈو اپنے بیائی ڈون ساچوں بادشاہ کاسٹیل ولین کے خوف سے پناہ گزین ہوا تھا، ماموں جانتا تھا کہ شاہزادہ مسلمانوں کے جانی دشمن کا بیٹا ہے، مگر چونکہ وہ پناہ گزین ہوا تھا، اس لئے اس کو اپنے محل کے قریب ایک عالی شان مکان دیا، اعلیٰ درجہ پر اس کی مہمانداری کی گئی اور عیسائی رئیس بھی اس کے ہمراہ تھے، اس کا تمام سامان اس کے مذہب کے مطابق تھا، بادشاہ اکثر اس کو شکار میں اپنے ہمراہ لے جاتا تھا، بادشاہ کی دیکھا دیکھی اکثر اور مسلمان روسا بھی اس کو اپنے جلسوں میں مدعو کرتے تھے، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ الماموں اور اس کے درباریوں نے عیسائیوں کے خلاف ایک مشورہ کیا، کہ انکی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے، اس سے کسی طرح نجات حاصل کرنی چاہیے،

اسی مشورہ میں یہ تجویز بھی پاس ہوئی، کہ عیسائیوں کے سب سے بڑے شہر کاسٹیل میں رسد کی آمد بند کر دیا جائے، اور اس کے گرد جس قدر ملک میں سب کو دیران کر دیا جائے، یہ خبر النزد اور اس کے ہمراہی عیسائیوں کو بھی ہو گئی، امرائے دربار نے الماموں کو صلاح دی، کہ ایسے خطرناک مہمانوں کو مارا ستین بنانے کی بجائے قتل کر دینا زیادہ مناسب ہے، اندیشہ ہے کہ ہمارا راز فاش ہو جائیگا، لیکن الماموں نے اپنے وزیر کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اسلام اس عہد شکنی اور مہمان کشی کی اجازت نہیں دیتا،

مسئلہ میں ڈون مانچو کے قتل ہونے پر النزد کی بہن اور کالنے ٹولیدو میں اس کے پاس قاصد بھیجا، کہ جب طرح ہو عیسیں بدل کر نکلو اور بادشاہی حاصل کرو، اگر ٹولیدو کے بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ کاسٹیل کا تخت خالی ہے تو وہ حملہ کر دیکھا۔ النزد الماموں کے احسانات سے دبا ہوا تھا، اس نے بغیر اطلاع کے جانا مناسب نہ سمجھا، الماموں نے تخت کی مبارکباد دی، اور کہا کہ کوئی خاص شرط نہیں ہے، اسوائے اس کے کہ میرے اور میرے بیٹے کے ساتھ تمہاری وفاداری میں کوئی فرق نہ آوے۔

سلسلہ فردی نڈو اس زمانہ میں سپین و پرتگال میں عیسائیوں کا ایک زبردست بادشاہ تھا، بنی اس کے زمانہ سپین کے دیوتوں میں اس نے بڑے بڑے صوبے فتح کر لئے تھے، مسلمانوں کا جانی دشمن تھا، ٹولیدو پر بھی ایک مرتبہ فوج کشی کرنی چاہی تھی مگر الماموں نے تحائف بھیج کر اپنی حکومت بچا لی تھی،

جب الزور کی حضرت کا وقت آیا، تو بڑے بڑے سرداروں کے ہمراہ اپنی سرحد تک اس کو پہنچانے آئے اور میں بہا تھکے تحائف دیکر حضرت گیا،

۱۰۷۸ء میں الاماموں کے بعد اٹھم اس کا بیٹا تخت نشین ہوا، مگر اس کو صرف دو ہی سال سلطنت نصیب ہوئی، ۱۰۷۹ء میں الاماموں کا دوسرا بیٹا یحییٰ تخت پر بیٹھا، اس کی نادر حرکتوں سے عیائی اور سلمان بڑک اٹھے، آخر الزور نے اپنے ولی نعمت اور محسن الاماموں کے بیٹے پر فوج کشی کی، محاصرہ چھ سال تک رہا۔ باشندگان ٹولہ نے مجبور ہو کر شہر عیسائیوں کے حوالے کر دیا۔ یحییٰ و النشیا (بل نشیا، جلا گیا، اور ۱۰۸۰ء میں قدیم گو تھک دار الخلافت سپین جو ۳۷۲ سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہا تھا، پر عیسائیوں کے قبضہ میں آگیا،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں کسی شخص کا ایک باغ تھا، اس میں ایک غلام باغ کی حفاظت کے لئے مالک نے رکھ رکھا تھا، ایک روز وہاں ابو احمد نامی ایک ربّس تفریح کے لئے گئے، دیکھا کہ غلام روٹی کھا رہا ہے اور اس کے سامنے ایک کتا بھی بیٹھا ہے، وہ ایک لقمہ کتے کو کھاتا ہے اور ایک خود کھاتا ہے اور اس بات کا سنا خفا رکھتا ہے، کہ لقمہ جھوٹا بڑا ہو، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو ابو احمد اس کے نزدیک گئے اور اس غلام سے پوچھا: کتے کیا کھاتے ہیں اس کتے کو پاں رکھا ہے، اس نے کہا: یہ اجنبی کتا ہے، بھوک کے مارے میرے سامنے بھوکے کھانے لگا۔ میں کھانا کھا رہا تھا، میں نے مروت کے خلاف سمجھا، کہ خدا کی ایک مخلوق میرے سامنے بھوکے بیٹھی رہے، اور میں شکم سیر ہو کر کھاؤں، اس لئے اس کو بھی کھلادیا، ابو احمد نے کہا کہ کہلانیں مضائقہ نہیں، لیکن تم لقمے میں جانچ کیوں کرتے تھے؟ اور برابر کتے کیوں کھاتے تھے، اس نے کہا کہ میں نے نیت کر لی تھی، کہ اپنی روٹی میں سے آدھی خود کھاؤں گا اور آدھی کتے کو کھلادینگا، اس لئے میں بہت خیال رکھتا تھا، کہ لقمے چھوٹے بڑے نہ ہوں، جو میری نیت کے خلاف پڑیں، اور اللہ تعالیٰ مجھے پکڑے، ابو احمد اس بات کو سنکر بہت ہی خوش ہوئے، اور اس غلام کی بے انتہا عزت ان کے دل میں قائم ہو گئی، وہ اسی وقت اس باغ اور غلام کے مالک کے پاس گئے اور دونوں کو خرید کر انکی قیمت دیدی، پھر غلام کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا ہی منیک نیتی اور اتنا رہے میرا دل بہت خوش ہوا، اس کے صلہ میں میں نے تم کو اور اس باغ کو خرید لیا۔ اب میں تمکو آواز کرتا ہوں اور یہ باغ دیتا ہوں، غلام نے بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس حسان کے بدلے میں جو آپ نے مجھے آواز کر کے مجھ پر کیا۔ میں یہ باغ بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں کرتا ہوں، یہ کہہ کر باغ کو چھوڑ کر وہ رخصت ہو گیا۔

حمنہ

برغزل بے بدل اعلیٰ حضرت سلطان العلوم محی الملہ و الدین تاج الدکن نانچ

اب ذکر و فاجھوئے مولیٰ کے برابر ہے بگڑی ہوئی صحبت ہو کہو یا ہوا جو ہر ہے
نا کام نشستیں ہیں ناکامی کا منظر ہے کیا محفل ہستی کا نقشہ متغیر ہے ،
ساتی ہے نہ مطرب ہے شیشہ ہے نہ ساغر ہے

اس عشق کی آم نے حالت یہ بنا ڈالی بے رنگ ہوا چہرہ جانی رہی خوشحالی
کرتی ہے پریشانی دونوں ہی رکھو الی غم سے نہ فراغ اس کو سودے نہ وہ خالی
دل ہے تو محب دل ہے سر ہے تو عجب ہے

ہے نام زمین جس کا یہ فرشتہ نیا ہوگا اس عالم ہستی کا نقشہ ہی جدا ہوگا
کہنے تو کہتے ہیں ہوگا بھی تو کیا ہوگا سوتے سے جب اٹھیں گے اک حشر بیا ہوگا
دہشتِ خوابیدہ جو منتِ محشر ہے

جینے کی تباہی تباہی رہا میرا کیا قتل کی حسرت نے دل تنگ کیا میرا
لے جام حیات آخر لبریز ہوا میرا توار جو کہنچی ہے حاضر ہے گلا میرا
دل میں ہے وہی میرے جو تیری زباں پر

مخفی نہیں سفاکی تاکے ہوئے گردن میں مفقود رنگا ہونے سے رنگہ کے مامن میں
اس عشق کی منزل میں یہ چورہ برزن تیر انداز ترے قاتل سب جاتے دشمن میں
چہون ہے کہ ناک کے غمزدہ ہے خنجر ہے ،

اپنا جو بناتی ہے وہ ہے نگہ جاں عالم کو رجہاتی ہے وہ ہے نگہ جاں
جو تہر ہی ڈھاتی ہے وہ ہے نگہ جاں جو برن گراتی ہے وہ ہے نگہ جاں
جو دل کو پھیناتی ہے وہ زلفِ معنبر ہے

صدقہ ہوں کر بھی پر امان خیمائی کے جو مانگئے آئے ہیں خالی وہ نہیں جلتے
کچھ ترشہ دانی کے باقی نہ رہیں شکوے جب شہم عنایت سے پائیں آگئی جہاں بچے
بیاب بہت عتماں یا ساتی کو تر ہے
مخیا لی برہانپوری

حمید بانو سکیم

عین اس وقت کہ جب ترکان احوار اپنی فتوحات کو یورپ کی طرف ترنی دینے میں مصروف تھے امیر تیمور جیسے جنگجو اور خونخوار دشمن نے بلاد عثمانیہ پر یورش کر دی، ترکی کا نامور خلیفہ "سلطان بایزید بلیم" مصلحتاً اپنے پریمیوں سے جنگ کر رہا تھا، اس کو جب اس اچانک حملے کی خبر ہوئی، تو وہ امیر تیمور کے مقابلے کو دہس ہوا، انگورہ کے مقام پر دونوں لشکروں میں مٹھ بھینر ہو گئی،

ترکی فوج نے مقابلہ تو نہایت دلیری اور شہادت می سے کیا، مگر آخر کئی روز کی خونریز لڑائیوں کے بعد "تیمور" فتحیاب ہوا اور بایزید مع اپنی فوج کے گرفتار ہو گیا،

دوسرے دن زہریت خورہ قیدیوں کی جماعت تیمور کے سامنے پیش ہوئی،

ان مظلوم اور بچیوں کی حسرت آمیز اور جسم طلب نگاہیں ابھی بادشاہ کے چہرہ کو تک ہی رہی تھیں کہ تیمور نے سر اٹھایا اور قیدیوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد فوراً ان سب کے قتل کا حکم دیدیا،

یہ سنا ہوا کہ بیچارے قیدیوں کے پاؤں تلے کی زمین کھل گئی، آنکھوں کے سامنے اندھیر

سا چھا گیا، قریب تھا کہ ان کے سر تن سے جدا کئے جائیں، ایک نوجوان خولہ بھوت سپاہی تخت سلطانی کے قریب جا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور بولا،

قبلہ عالم! قبل اس کے کہ ہم لوگ تمہارے گھاٹ اتار دی جائیں، چند ساعت کی اجازت دیجائے کہ میں خدمت عالی میں کچھ عرض کروں!

امیر نے قیدیوں اور مصاحبوں کی سفارش سے اسے عرض معروض کی اجازت دیدی، نوجوان

نے ایک حسرت بھری نگاہ اپنے ساتھیوں پر ڈالی، پھر امیر سے یوں مخاطب ہوا،

اے شہنشاہ! ایک دن ہماری طرح تیری زندگی کا بھی چسپاں گل ہو گیا ہے، وہ وقت

بہت قریب ہے، کہ دنیا کی بے ثبات جاہ و حسرت تیرا ساتھ چھوڑیں، زندگی کی انقلاب پسند گہرائیاں تجھے موت کے پیچھے میں پھنسا دیں، اس سبکی کے منظر سے جو اس ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، تجھے بھی روشناس ہونا پڑے!

اے شہنشاہ! یاد رکھو، مظلوم اور مستمسیدہ رو میں نہایت بیچینی سے اس وقت کا انتظار کر رہی ہیں، کہ تو اپنے مظلوم کی جوابدہی کے لئے اس حاکم حقیقی کے سامنے کھڑا ہو جو سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ اے شہنشاہ! کیا تو کسی آسانی شریعت یا ملکی قانون سے کوئی ایسا حوالہ دے سکتا ہے جس کی رو سے مسلمانوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں اس بے رحمی و بے رحمی سے قتل جائز ہو سکتا ہو؟ اگر نہیں تو پھر نتیجہ سے جس وقت ان ستر ہزار بے گناہ ترکوں کے خون کا سوال کیا جائیگا۔ اس وقت تو کیا جواب دیجیگا؟ شاید تو خیال کرتا ہوگا، کہ میں ترکوں کا خون بہا کر فتح نہ ہوا، نہیں اور ہرگز نہیں! بلکہ تو اسلام کے گلشن کو تاراج کر کے خدا اور اس کے رسول کا مجرم بنا، اور یاد رکھو کہ یہ ایک ایسا سنگین جرم ہے جو کبھی معاف نہیں ہو سکتا۔

اے شہنشاہ! انصاف تو کر، بایزید نے کس زخمی اور قاضی سے تجھے صلح کا پیغام دیا، کیا اس کی کمزوری نے اسے اس بات پر مجبور کیا تھا؟ نہیں! بلکہ بیگناہ مسلمانوں کی باہمی خونریزی کے خوف نے، انفس تیرے تجھ اور ہوس شہر یاری نے اتنی مہلت نہ دی، کہ تو صلح مصلحت پر نہ بھی غور و توجہ کرتا، یہ بھی نہ سہی! مگر تو اتنا تو بتا، کہ آج تک مظلوم اور بے گناہ قیدیوں پر کون کون سے بہادروں نے تلواریں اٹھائی ہیں، کیا یہ نفرت، انجیز اور بزدلانہ فیصلہ نہیں ہے؟ جو اس مجبوری اور بے بسی کی حالتیں ہم لوگوں کے حق میں صادر کیا گیا ہے، اپنا آئینی خود سے پھینک کر،

اے شہنشاہ! دیکھو کہ میں ایک نا تجربہ کار عورت ہوں اور اب تو اندازہ کر سکتا ہے، کہ جس قوم کی عورتیں اس قدر جبری اور دلیر ہوں، اس کے مرد کس قدر بہادور اور شجاع ہو سکتے ہیں، یہ دیکھ کر یتیم اور اس کے تمام درباری دنگ رہ گئے، ہر طرف سناٹا چھا گیا، ایک سکتہ کا عالم تھا، جو کچھ دیر کے لئے تمام دربار پر چلا رہا تھا، آخر خود یتیم نے اس سکوت کو توڑا،

یتیمور! اس سے پہلے کہ گرفتاروں کے حق میں مزید فیصلہ صادر کیا جائے، میں تیرے کچھ حالات معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کا اب مجھے بے اشتیاق ہو گیا ہے،

وہی جوان! فرمان شاہی کی بجا آوری سے مجبور ہوں، ورنہ یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں ایک ایسی شخص کی بد نصیب لڑکی ہوں، جو کل تک ترکی افواج کا جنرل مانا جاتا تھا، اور آج وہ بھی میری عام نیل کے گردہ میں زنجیروں سے جکڑا ہوا اپنی مجبوری و بے بسی پر انفس کر رہا ہے، اتنا کہتا تھا کہ اس کی انگلیں آسمانوں سے بھراؤں، اس نے مرکز برابر والے قیدی کو ایک نظر دیکھا اور روتی ہوئی آواز میں بولی، ابا جان! اپنی بد نصیب امہ! عجیب! کو یاد نہیں، کہ اس نے اپنی عمر میں دنیا دی عیش و عشرت کی

آرزوئی اور نفسانی خواہشوں کو کبھی اپنے دل میں جگہ دی ہو،
اباجان! آپ گواہ رہیں، کہ آپ کی ناشادانہ العجب سنے ملک اور قوم کی خدمت کا جو عہد کیا تھا
مرنے دم تک اس پر نا متقدم رہی،

اباجان! موت عنقریب مجھ کو آپ سے خرتک جدا کرنا چاہتی ہے، اس لئے میری ایک آخری التجا قبول
فرمائیے اور وہ یہ کہ اگر زندگی میں کوئی رنج یا آزار آپ کو میری ذات سے پہنچا ہو تو براہ خدا اس کو معاف
کر دیا جائے،

وہی قیدی! اتنے العجب! صبر! میرے سخت دل! صبر! آہ! تیری باتوں سے میرا کلیجہ پھٹا جاتا
ہے، تیرا ہر رفتہ میرے آزار اسیری میں ایک ناقابل برداشت اضافہ کر رہا ہے، کیا تجھ میری محبوب
کا اعتراف نہیں؟ کیا تجھے نہیں معلوم کہ دنیا کی نیرنگیوں کا افسانہ منظر مجھے تجھ سے زیادہ یحییٰ
کئے ہوئے ہے، آہ! کل بھی یہی دنیا تھی، جو دولت و جنت کی بحث لبثوں سے میرے دل کو معمور
کئے ہوئے تھی، اسی دنیا میں کل مجھے ایک عظیم الشان فوج کی سرداری کا فخر حاصل تھا، یہی میدان ہی
جس میں کل شجاعان ترک میرے اگلے اشاروں پر اپنا خون بہانے میں مصروف تھے،

آہ! آج میری تجسس نگاہیں ہر طرف اٹھ کر رہ جاتی ہیں، شاید وہ میرے دل پر اور ببار دینا
سے کسی مدد کی خواہش مند ہیں، لیکن انہوں نے وہ تو ضرور میری طرح مجبور و بیکس ہیں،
آہ! آج اس بکسی میں کوئی اتنا غمخوار نظر نہیں آتا، جو مجھے نہیں تو کم از کم میری پیاری اتر العجب
نہیں! بلکہ ترکی فوج کے لغٹ کو ذرا بھی تسلی دے سکے،

آہ! آج دنیا میں مجھ سے زیادہ نہیں، نہیں! بلکہ خزل نیروانی سے زیادہ کون بد نصیب ہوگا
جس کی امیدوں کا آفتاب اس غربت و بکسی کے عالم میں غروب ہو رہا ہو،
اے زندگی کی ناپائیدار مسرتو! اے باخ عالم کی قدیم نہ رہنی والی خوشبود! اے تن آستان
کی دل فریب آرزو! جاؤ، مجھے تم سے نفرت ہو گئی، واقعی تم دعا باز نیکیں،
اے موت! اے داماد گان روزگار کو نجات دینے والی موت! اب زیادہ انتظار نہ کیا
آ، اور اس مصیبت ناگزیر کا خاتمہ کر،

یہ عجیب درد ناک منظر تھا، قیدی توقیدی تمام درباری اس حالت کو دیکھ کر افسوس کر رہے
تھے اور خود امیر تیمور جیسے سخت اور بیرحم بادشاہ کا دل پسچ گیا،

غیر یہ ہوا، کہ اتنے العجب اور اس کے تمام جاں نثار قیدیوں کا خون معاف ہو کر ان کو رہا کر دیا گیا
اور اتنے العجب اپنی اور اپنے باپ کی رضا مندی سے تہجد کے نماز میں آئی، جو حمیدہ بانو بیگم کا لقب ---

بازرگشت بہ گیم بہائی، رحمہ اللہ، اباجان!

صدر تبلیغ کا نفرین کی نصیحتیں

آل انڈیا تبلیغ کا نفرین منعقدہ ۲۵ دسمبر میں صدر جلسہ رایت
آرمیل لارڈ میڈلے فاروق نے اپنی ناصحانہ صدارتی تقریر جن مسائل پر
روشنی ڈالی ہے، وہ مسلم و غیر مسلم ہر ایک کے لئے جادہ مستقیم پر پہنچنے کی
رہنمائی کرتے ہیں، تقریر ایک ایک لفظ رشد و ہدایت کا حشر چمک رہی،
خطبہ صدارت انگریز سائیک کے ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس لئے
ناظرین کی واقفیت جستہ جستہ مقامات سے کچھ نوٹ یہاں نقل کئے
جاتے ہیں،

اپ فرماتے ہیں، اگر

(۱) صرف دل کی تبدیلی ہی موجود نہ ہو یہی جنون کا علاج ہو سکتی ہے، اور یہ زیادہ موزوں ہوگا، اگر
اس بارہ میں قرآن کریم کے احکامات پر تمام لوگ عمل پیرا ہوں،

(۲) اسلام چاہتا ہے، کہ انسان اپنی عقل و فکر کو کام میں لائے، اور کسی انسانی شعبہ میں کوئی بھی
بات ایسی تعلیم نہ کرے، جو عقل، تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعے سے پرکھی نہ جا چکی ہو، اس حکم ہے کہ منابر
کامیائات کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں، اور گزشتہ اقوام کی تاریخ کو اپنے سامنے رکھیں، اور مختلف
ممالک میں پیر کر عبرت آموز سبق حاصل کریں،

(۳) قربانی کی اجازت بیشک اسلام نے دی، لیکن اس کا مفہوم ہی بدل دیا، پہلے انفلور میر
کہہ یا گیا، کہ خدا کے ان ذبیحہ کا خون و گوشت نہیں پہنچتا، بلکہ جو چیز خدا کے ہاں محبوب ہے، وہ ہتھارا
تقویٰ ہی ہے، خون و گوشت کسی دیوتا کے بتان یا مذبح پر جلانا رد کیا گیا، بلکہ ذبیحہ کا گوشت مسکین
وغیرہ میں تقسیم کر دیا۔ اور تقویٰ بھی اسی میں ہے، کہ جس طرح ہمارے ہمارے قربان ہوتے ہیں، ہم بھی
اپنی بہیمیت کو خدا کے مذبح پر قربان کر کے اس کے مطیع و منقاد ہو جائیں، جس نے جانور کو ذبح کر کے
اپنی بہیمیت کو ذبح کرنا نہیں سیکھا، اس نے ایک جان کو ضائع کیا،

(۴) نماز جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں، چند الفاظ کے دہرائے یا بعض جسمانی حرکات کرنے پر ختم

نہیں ہو جاتی، اور ایسا ہی شیع کے دانوں پر کسی اسہم الہی کے دہرائے کا نام ذکر الہی نہیں، بلا شک نما میں میں کسی نہ کسی نہایت کذابی کو اختیار کرنا پڑتا ہے، جو ہماری دلی جذبات کا آئینہ ہو سکے، لیکن یاد رہی کہ یہ ادبیات ظاہری اور یہ نہایت کذابی اگرچہ نماز کا جزو لاینفک تو ہیں، مگر ان سے حقیقت نماز محقق نہیں ہوتی، جیسا کہ خود قرآن کریم نے فرمایا ہے، کہ نماز کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ پھیر لینا کوئی بڑی نیکی نہیں، اگر عالمگیر اتحاد کی غرض میں نماز ہی میں ہمارے منہ کو مکہ معظمہ کی طرف پھیر دینی ہو اور ہمیں اور مصالح بھی ہیں، لیکن حقیقت صلوٰۃ یہ ہے، کہ مقدس ذات کی صفات کو ہم سامنے کریں جس کے اسمائے پاک ہم نماز میں دہراتے ہیں،

ہمیں لازم ہے کہ دنیا میں ربانی افعال کا مشاہدہ کریں اور اپنے انسانی افعال کا اس سے مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے افعال کہاں تک ربانی افعال سے مطابقت رکھتے ہیں اور پھر یہی جناب میں التجا کریں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی کمزوریوں پر غالب آسکیں اور اس کی راہوں پر گامزن ہوں، اسلحا نماز کا مقصد بھی یہی ہے اور وہ اعلیٰ سے اعلیٰ انسانی قنیات کا بہترین اظہار ہے،

دہ، اسلام ایک نہایت ہی سادہ، جامع، معقول اور قابلِ عمل مذہب واقع ہوا ہے، اس کا لب لباب حقوق اللہ و حقوق العباد ہے، نہ تو یہ غیر معقول تحکمانہ عقائد کی تعلیم کرتا ہے اور نہ ہی نفسی لائیل مسائل کا مجموعہ ہے، نہ ہی باطنیات کی چند ناقابلِ عمل باتوں کا ذخیرہ، اسلامی البیات نے عیب کو دستاویز، اقصوں، اور لائیل باتوں کی الجھنوں سے نکال کر علی جامعہ بنایا، اسلام نے خدا تعالیٰ کو فوق الفہم اور لطیف ہستی میں پیش کیا ہے، لیکن ساتھ ہی ان صفات الہیہ کا بھی ذکر خاص طور سے کیا ہے، جس کی تتبع میں انسان کے اندر جو کچھ بھی خیر و خوبی ہو وہ ظاہر ہو جاتی ہے، اور اسکی مسفرہ استعداد ات عالیہ رو براہ ہو کر اس کے میلان بدی کا قلع قمع کر دیتا ہے،

۱۶، اسلام انسان میں شخصی ذمہ داری کا مضبوط احساس پیدا کرتا ہے، اسلام نے محنت کا نام شرافت رکھا، اور کام کرنے کی محنت کی نگاہ سے دیکھا، اسلام نے کسب دولت و مال کی بھی زبردست تحریک کی، لیکن اس لئے نہیں کہ وہ اسے اپنی تعلیمات میں صرف کرے، بلکہ اسے وہ بنی نوع انسان کے فائدے میں لائے، اسی وجہ سے اسلام نے پرمیزگاری اور ضبط نفس کو ایک اعلیٰ نیکی قرار دیا۔

دہ، ایک ذی فہم انسان آسانی سے ہمارے پیغام کو سمجھ لے گا، ہمیں تبلیغ اسلام میں، نہ کسی ترغیب کی ضرورت ہے، اور نہ پھسلانکی حاجت، میں بچا، انگریزوں اور میں امید رکھتا ہوں، اگر میرے دل کے اندر اسلام جاگزیں ہے، لیکن مجھے تو کسی نے اسلام کے لئے کوئی ترغیب یا پھسلان نہیں دیا، میں یقین کرتا ہوں، کہ جب کبھی کسی پر غرور و فکر کا وقت آئیگا۔ تو وہ اپنے لئے مذہب اسلام ہی

تجویز کر گیا۔ کیونکہ اسلام کی تعلیمات بہت ہی پاک، صاف، دلربا اور خوبصورت ہیں، اور غیر اغلب معتقدات سے خالی ہیں،

(۸) اسلام میں فرقہ بندی گنجائش نہیں، کیا ہم سب سنی و شیعہ یا دیگر فرقے ایک ہی خدا ایک ہی رسول پر ایمان نہیں رکھتے؟ یعنی وہ رسول جس کی بعثت نے دروازہ نبوت ہمیشہ کے لئے مسدود کر دیا، کیا ہم ایک ہی کتاب سے جو خدا تعالیٰ کا آخری پیغام ہے اور سنہ سے اپنے لئے ذہنی، اخلاقی اور جسمانی امور میں رہنمائی حاصل نہیں کرتے؟ کیا ہم سب کے سب اسرارِ اس کے ملائکہ، اس کے رسل، اس کی کتب، ایوم آخر، اس کے بنائے خیر و شر کے اذادوں، بعثت بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے؟ کیا ہم سب کے سب نماز میں ایک ہی جہت منہ نہیں کرتے؟ اور وہ تمام باتیں نہیں کرتے، جو یقیناً یقیناً حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچی ہیں، کیا ہم سب کے سب اسلام کے ارکانِ خمسہ کو نہیں مانتے؟ کیا انہیں باتوں کے تسلیم کرنے پر ہمارے ایمان کی ٹینک شہیر ہو جاتی؟ اور اگر انہی تمام باتوں پر ہم سب کا یکساں ایمان ہے، تو خواہ ہم کسی نام سے پکار رہے ہیں اس میں مضائقہ نہیں، ہم سب مسلم ہیں، میں ان تکالیف کے باعث سمجھنے سے بھی قاصر ہوں جو فرقہ وارانہ مناقشات نے ہم میں پیدا کر دیے ہیں، اس بارے میں میں زیادہ صفائی سے کہنا چاہتا ہوں، کہ مغرب میں خصوصاً اشاعت اسلام کی آپ توقع نہ کریں، اگر آپ اپنی مذہب کو ایسی فرقہ وارانہ رنگ میں اس ملک میں دوڑائیں گے سائنس میں کرشنکی، جنہوں نے اس کے خلاف قدم اٹھایا، وہ ایک غلط راہ پر گامزن ہیں، فرقہ بندی ہی عیسائی مذہب میں ایک بڑی مصیبت ہے، اس کے اندر کم و بیش پانچوڑتے ہیں، وہاں اس فرقہ بندی کو ایک لعنت تصور کیا گیا ہے،

حبِ بولسیر

بولسیر خونی ہو یا بادی، گولیاں نہایت آزمودہ ہیں
ایک ہفتہ میں فائدہ معلوم ہوتا ہے، چاہیں روزِ کنگ
دشام کہلنے سے بالکل آرام ہو جائے، قیمت اسی
گولیاں تین روپے ہر گولیاں ڈیڑھ روپے، میں
گولیاں بارہ آنہ، ترکیب استعمال ہمراہ ہوگی،

اکسیرِ دمہ

نہایت مجرب و آزمودہ، قیمت ۱۲ خوراک دوپہ
دس خوراک ایک دوپہ، ہر موسم میں یہ دوا استعمال
ہو سکتی ہے اور ہر عمر کا آدمی استعمال کر سکتا ہے، ایک
خوراک صبح اور ایک غروبِ شمس کو کہیں یا ملائی یا حیر
گلا زبانہ ماشہ میں نوش کریں،

مینجر و احسانہ ماسٹر فراشخانہ، دہلی

مسترقا

آہ احاذق الملک بہادر حاذق الملک بہادر حافظ حکیم محمد اہل خاں صاحب دہلوی جن کی سیمائی کے باعث لاکھوں مربع شغایاب ہوئی، ۱۰ دسمبر بروز بدھ بمقام رامپور میں جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون، میح الملک کی مقتدہ و برگزیدہ شخصیت کسی معرفت کی محتاج نہیں، آپ ان نامور حکما کی قابل فرمایا کرتے، جو اپنے زمانہ میں سلاطین منلیہ کے شاہی اطبا تھے، آپ کی رحلت یونانی طب کی رحلت ہے، لیکن نہ روزگار طیب ہونیکے علاوہ آپ اعلیٰ درجہ کے نباض زمانہ بھی تھے، آپ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مسلمہ قائد اور فارسی و عربی علم ادب کے ممتاز ماہر اور بڑے بڑے کے شاعر تھے، آپ کا تخلص مشید تھا، آپ کا دیوان مطبوعہ عربی ہس حقیقت کا مین ثبوت ہے کہ آپ سلیم الذوق روحانی معالج بھی تھے، آپ کی کریم لہنسی اخلاص اور مناسبت بے نظیر تھی، آپ کی طبی یادگار طبیب کالج اور ہندوستانی دوائی خانہ اور علمی یادگار جامعہ ملیہ، آپ کی عمر اس وقت ۶۲ برس کی تھی، اس امر سے آگاہ ہونے کے باوجود آپ کی صحت خراب ہوتی چلی گئی لیکن آپ نے اپنے وطن اور قومی کاموں کے متعلق اپنی دلچسپی میں سرمو تفاوت نہ آنے دی، حال ہی میں آپ نے ۱۵ دسمبر کو بمبئی میں غازی امیر امان اللہ ایبہ ملکہ کے درد و مسعود کے موقع پر جاہم ملیہ کنپڑ سے سپاسنامہ پڑھا، ہم تمام ملک اور قوم کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، کہ اہل کے بیرحم ہاتھوں نے اس کو ایسے گراںمایہ درد کی خدمات جلیلہ سے محروم کر دیا، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ دے، اور آپ کے سپاسنامہ گاں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

میونسپلٹی گوجرانوالہ، الیکشن کا نتیجہ اور مکرری ملک لعل خاں صاحب کی کامیابی کا بلاخصاً گذشتہ اشاعت میں جو چکا، تازہ اطلاع منظر ہے، کہ انتخاب صدر میں ملک صاحب بلا مقابلہ مد منتخب ہو گئے، ۱۳ روٹ آپ کے موافق اور سات مخالف تھے، جن میں ایک عباتی اور چھ مسلمان تھے، مسلمانوں کی مسلمانوں سے مخالفت، یہی اسباب تو میں جو مسلمانوں کو ہر میدان میں نامراد رکھتے ہیں تعجب ہے، کہ چہرہ مخالف راؤں میں ایک رائے ملک صاحب کے قرابتہ اور بھی تھے

کاش سلمان دور اندیشی و معاملہ فہمی سے کام لینا سیکھیں، بہر حال ہمارے مکرم دوست کامیاب ہو گئے، خدا کرے کہ ملک صاحب کا دورِ صدارت رفہ عام کے کاموں کے لحاظ سے شہر اور قوم کے لئے کامیاب ثابت ہو، امتنا ہے کہ تمام اعضاء کو کمیٹی مسلم ہوں یا غیر مسلم ملکر اتفاق رائے سے شہر کی بہلائی کا کام کریں، اور اختلاف رائے رکھنے والے اجزاء بھی اب فراخ دلی سے کام لیکر تفریق کا موجب نہ ہوں،

خبر ہے کہ سید رہن مسعود (مسعود جنگ بہادر) صاحب ناظم تعلیمات حیدر آباد، دکن اپنے عہدہ سے ایک ماہ اور برس کے دس ہونو اے میں، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سب صاحب سبکہ دشمنی کے بعد کیا مشغل پسند کریں، لیکن ہر شخص کے دل میں جو آپ کے علمی، ادبی ذوق سے واقف ہو، پیدا ہوتا ہے، اس سوال کا جواب دینا ابھی قبل از وقت ہے لیکن اس قدر ضرور کہا جاسکتا ہو، کہ قوم کی علمی و ادبی خدمت اب بھی ان کا نصب العین تھا، اور آئندہ بھی وہ اس مشغل کو جاری رکھیں گے، اور ان کی ذات سے مسلمانوں کی غریب قوم کو بہت سے فائدے پہنچیں گے۔

مسلمانوں کے قومی و ملی کوششیں افتراق کی نظر ہو کر چلی جاتی ہیں، وہ ہر میدان میں پسپا اور ذلیل و ناما کام ہونے کے باوجود اتفاق کی برکتوں سے مستفید نہیں ہوتے، مسلم لیگ کی صدارت کے مسئلہ نے ضد و کد اور نفرت و عقائد کی خلیج وسیع کر دی، طاقت بیکر گئی، باہمی جنگاوردانی ہونے لگی اور اصل مقصد فوت ہو گیا، معلوم ہوا ہے کہ اب پنجاب میں جدید مسلم لیگ قائم ہونے لگا ہے، یقیناً نئے نئے فتنے کا باعث ہو گی اور مسلمانوں کے مفاد کو مل جل کر تباہ کرے گی، دانشوری تو بدلتی کہ مابہ السرائع امور کا باہمی سمجھوتہ سے تصفیہ کر لیا جاتا، انوس مسلمانوں میں زمانہ شناسی مفقود ہے،

زمانہ نصائب تعلیم ترمیم ہوا ہے، انڈیکٹ ممبران نے بعد ترمیم جو نصاب پبلک کی رائے کیلئے پیش کیا ہے اس میں دیگر علوم کے ساتھ مصوری اور کھیتی بائی بھی شامل ہے، انہیں پبلک اس نصاب پر کس رائے کا اظہار کرتی ہے،

انجمن عمال بلدیہ ممبئی نے تحریک متعلقہ کمیشن کی تائید کرتے ہوئے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا ہے، کہ جس روڈ کمیشن ساحل ممبئی پر قدم رکھ گیا وہ کس ترنال کر دیں گے، لیکن پنجاب کی جوا کچھ اور معلوم ہوتی ہے، یہاں لیدروں کی کوئی آواز سننے کو تیار نہیں، مسلم لیگ نے فوٹا کھیتی بائی کی کوئٹہ اور تعاون کا فیصلہ کر ہی دیا ہے، فرقہ وارانہ اختلاف غالباً سونے پر سہاگہ کا کام دیکھا، اور عدم تعاون کی کوئی صورت نہ چکی، انانہ جی کو چاہیے

بہترین کتابیں

پیامِ امین قرآن کریم کی عظمت و صداقت پر اس سے بہتر کتاب دنیا میں موجود نہیں جو غیر مذہب کے نامور ترین مصنفوں اور مورخوں نے قرآن کا مطالعہ کر کے جو اعلیٰ رائے قائم کی ہیں، وہ سب دنیا پر کی زبانوں سے ترجمہ کر کے اس میں جمع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی بنایا گیا ہے کہ دنیا کی کس کس زبان میں قرآن کریم کے ترجمے ہو چکے ہیں اور اس نامور اور ممکن ترین حیدر آسمانی کی کمال تکبیر کیونکر ہوئی ہے۔ علامہ رشید احمد خاں، خواجہ حسن نظامی اور مستند دیگر حضرات اور زمیندار، سیاست، اکابر، تنظیم، مشرق، مغرب، تہذیب و تہذیب، آلاء، انگریز، خلافت، تعلیم، ادب، تہذیب و تہذیب، ریویو، آراء، تاریخ، حکم، پیغام صلح، مسلم، ڈاک، لائٹ، سلمان، انڈیا، ریڈیو وغیرہ بشمار اخبارات، رسائل، سن ہیں کہ اس موضوع پر یہ اپنے طرز کی پہلی اور واحد تصنیف ہے۔ لکھنؤ، کھانا

چھپائی نہایت اعلیٰ، قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ (دعویٰ)
دنیا کے اسلام { اسلام نے کس طرح اچھے سال تک سیاسیات اور علوم و فنون میں دنیا کی اور تحسینات } رہنمائی کی ہے اور کس طرح عیسائیت اس کے مقابلہ پر ڈٹی رہی، ایک دل فریب و دلکش اور محکم عمل تصنیف، قیمت صرف چھ آٹے (دعویٰ)

اردو زبان میں یہ اپنی قسم کی پہلی مستند اور قابل ذکر کتاب ہے جسکو دو نامور مصری مصنفین کی تصنیف

سیرت الغازی مصطفیٰ کمال پاشا سے مولوی غلام ربانی صاحب نے سلیس و محاورہ اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے

خوش صداقت حضرت آخر نے عقائد، عبادات اور معاملہ میں مقدس اسلام کے مابین اور روشن احکام نہایت خوش اسلوبی سے تبصرہ کیا ہے۔ آقا و دو چار مٹر کا نہایت کی بعثت کے متعلق تمام مشہور گوئیوں جمع کر کے کتاب کو نہایت دلچسپ بنا دیا ہے۔ ارداد اور تبلیغ اسلام میں یہ کتاب بہت مدد دے گی۔ قیمت فی جلد ۱۰ روپے

خنجر ہلال گذشتہ جنگ ترکی دینان کا ایک نہایت ملاوٹہ ڈرامہ جس میں جنگ یورپ کی پوری تاریخ اور ترکان اسلام کی جرات انگیز فتوحات کی تمام کیفیت ڈرامہ کی صورت میں پیش کی گئی ہے، نیز نیک خیال ابوالحسن شیخ غلام جیلانی صاحب قاسمی بی۔ سی کی بہترین نظموں کا مجموعہ ۱۰ روپے

مینجر "دائرۃ العلوم" حلقہ نمبر ۱ امرتسر، پنجاب

سائین صحت
 جہاں ایسی مریضی مرے سے جو، جس کو سبکدوش دہلک
 جہاں جیسا ہوتی ہیں جسم کو کھلنا ہو جاتا ہو طاقت و توانائی
 باقی نہیں ہوتی زندگی تلخ ہو جاتی ہے، ہماری اکسیر جہاں
 کے صرف سات دن کے استعمال کو یہ نامراد مریض خواہ کتنی ہی پورانی ہو رہو ہو جاتی ہے، فائدہ و منتقل بین ہفتہ
 استعمال کیجئے پھر کبھی شکایت نہوگی، رفت سرعت اقدام دہوہ کیلئے مجدد معیہ، تجربہ شرط ہے قیمت ۱۲ روپے
 دور روپے، علاوہ محصول ڈاک،

طلا، جن ۱۱ غلام اور دھجج ایسی جہاں کے مریض جو کمزوری اعصاب کی وجہ سے زندہ در گور ہیں
 جہاں طلا استعمال کریں، چند روز میں جلد شکایتیں دور ہو جائیں گی، تعریف فضول، حاجتمند آزمائیں، تجربہ ہو
 بہتر کوئی شہادت نہیں، قیمت صرف ایک روپیہ، علاوہ محصول،
 اکسیر مریضی غصہ کی چیز ہے اور کمال کا تحفہ، قیمت صرف دور روپے بلا محصول ڈاک،

المشستہ

مینجر "عجساز الادویہ" امرتہ

<p>حیرت انگیز رعایت</p> <p>پندرہ روپے کی تین گھڑیاں - صرف دس روپے میں آپ کے لیے + آپ کے کمز کے لیے + بیوی کے لیے +</p>		
<p>قابلیت گولڈن رسولیج</p> <p>ریکورڈ لیٹر پاکٹ وچ</p> <p>مشہور عالمی ٹائم مینجر من سید</p>		
<p>قابلیت گولڈن رسولیج</p> <p>ریکورڈ لیٹر پاکٹ وچ</p> <p>مشہور عالمی ٹائم مینجر من سید</p>		
<p>یہ تین گھڑیاں اگر آپ بکشت طلب فرمائیں صرف دس روپے میں بیسی جائیگی یہ رعایت فقط مال کی کمائی انھوں کی شہرت کی وجہ سے ہوا یہ طریقہ کسی وقت تکدرسی جب تک یہ گھڑیاں ہسٹاک میں ہیں گی اسکے نہیں کئے فرمائیں گے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجیں یا اس انہوں کو ہسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فائز میں کی قیمتیں ہو سکے + نوٹ: ایک بار گھڑی کے خریدار کے لئے کوئی رعایت نہیں جو ان سے پوری قیمت منہ چاڑھ کھائے گی یا محصول ڈاک و پکٹنگ وغیرہ ان کو ادا کرنا ہوگا +</p>		
<p>قلعہ کا۔ امرتہ وچ ہوس ہسٹاکسٹ و۔ اینڈ وچ کمپنی ۵۵ مقام دھڑلی</p>		

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یاری صیاحی، قومی
دستالہ

انجمن

بے

بفرمان عالی نشان العلم حضرت سلطان العلوم ہزارا سید ہائیں تاج سد اردکن
حرمہا اللہ عن الشتر والفتن
مدارس محروسہ سرکار عالی کیلئے خریدی جانیکا خر حاصل ہو

ایڈیٹر

محمد علی رونق

روز بازار الیٹریک پریس، بابا انا دہلوی، محمد علی رونق پبلشر، بریلوئے ابی اہتمام سے چھاپا

قواعد

۱۔ "القلمین" ہر انگریزی مہینے کی ۱۶ تاریخ کو باضابطہ تمام پوسٹ کیا جاتا ہے ،
 ہذا ۲۵ تاریخ تک اگر کسی بھائی کو موصول نہ ہو تو وہ آئندہ مہینے کی پہلی
 تاریخ تک دفتر سے مکرر طلب کر لیں ، اس کے پرچہ نہ ملنے کی شکایت نہ سنی
 جائیگی ،

۲۔ نقل مقام کی وجہ سے جن احباب کا ایڈریس تبدیل ہو جائے ، ان کے لئے
 ضروری ہے کہ وہ اپنے جدید پتے سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈریس کی صحت
 کرائیں ، ورنہ عدم رسی رسالہ کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ،

۳۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے ، ورنہ جواب نہ دیا
 جائے گا۔

۴۔ سیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائیں گے ،

۵۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہ کئے جائیں گے ،

۶۔ ہر قسم کی خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ،

۷۔ مہذبہ ملاحظہ کرنوالے حضرات اگر نشائی خریداری و عدم خریداری سے مطلع

نہ کریں گے ، تو دوسری اشاعت کا پرچہ انکی خدمت بصیغہ دی پی بھیجا جائیگا

گلا۔ جس کا وصول کرنا ان کا قومی و اخلاقی مسرور ہوگا ،

۸۔ طلباء بشرط تصدیق سالانہ قیمت میں ۸ روپیہ رعایت لے سکتے ہیں

مگر مستسم بذریعہ منی آرڈر بھیجی ہوگی ،

نیازمند

مینجر

فہرست مضامین

جلد	الفریش مرتبہ بہ ماہ فروری ۱۹۲۸ء	نمبر
-----	---------------------------------	------

۱	فہرست بنا	۳
۲	نفت	۴
۳	ملکیت نظام کی ترقی و خوشحالی	۵
۴	دنیائیں پہلے قتل	۷
۵	غزل	۱۱
۶	دعوتِ ہدایت اور میں	۱۲
۷	اوردنگ نیب کی ہندو نوازی	۱۵
۸	دینی مسئلہ اور ترقی کے اسباب	۱۸
۹	حقیقتِ دل	۲۰
۱۰	انجمنِ ترقی شیان پنجاب	۲۱
۱۱	سوانح کارا	۲۲
۱۲	مستقبل یا تدارک؟	۲۴
۱۳	عسزل	۲۷
۱۴	تقیہ و تقویٰ	۲۸
۱۵	احکامات و اخراجات	۳۱
۱۶	متفرقات	۳۲

ضرورت میں ایک عمدہ سے کتب، تاریخ میر محمد معصوم بھکری، تواریخ معارف ابن قتیبہ زبان اردو، سوانح عمری یا سیرت عبدالرحمن ابن عوف نمائش کرداروں، لیکن کوئی ایک بھی دستیاب نہیں ہوئی اب ناظرین الفریش سے التماس ہے کہ اگر کسی بھائی کے پاس ان میں سے کوئی کتاب موجود ہو اور وہ خوش کراچا میں، یا انہیں معلوم ہو کہ کتب مطلوبہ کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں، تو مہربانی کر کے مفصل پتہ دیکر شکور فرمائیں، ایسے بڑے اشتیاق اور سخت ضرورت ہے،

دنیا دھند عطا محمد ستریشی، خدیار الفریش

نعت

صلی اللہ علیہ وسلم

(از لبنا ظفر علی خان صاحب)

روقتی بزمِ دو وہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
 بادہ شناس منزلِ وحدت جلوہ نماؤ تو جو حقیقت
 خیر مثلِ فضلِ محترم صورتِ احسانِ پیکرِ رحمت
 ہو گئی اس پر ختم رسالتِ توحید کے میں جتنی شہادۃ
 خیل ملک تھا اسکے جلو میں یعنی قضا کا خوش تارِ دیر
 کہتے ہیں جس کو سطوتِ کبریٰ حتی وہ اک اسکی شہرِ پیا
 تیغ و کفنِ نبی با ندھ کے نکھے اکو نشوں قابِ گیر
 ہے عجب اس کا اور حجم اک تھا جو میں ہم علم اسکا
 رفت بہ دیگاتِ شہ لبوں کو ساغر کوثر بھی دی سانی
 جیت گئے اسلام کے غازی ہر گئی آخرِ غزوی بازی
 اس کی غلامی نے نہیں بچنا تاج سکندرِ قرۃ دارا
 سب کے جب او بچا پایا ہے اس کا اتر کر سر پر سیاہ کر

خواجہ گیاں سے در عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 مادی اکبرِ مصلحِ عظم صلی اللہ علیہ وسلم
 ایہ لطفِ ربک اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 موسیٰ عمرانِ عیسیٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
 تاکہ جہاں ہو دہم و برہم صلی اللہ علیہ وسلم
 گردنِ بر قل جس سے ہوئی خم صلی اللہ علیہ وسلم
 سمجھ گئی لویپ میں صفتِ نام صلی اللہ علیہ وسلم
 وہ ہے ہمارا اسکے میں ہم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس نے پلایا انہیں زفر صلی اللہ علیہ وسلم
 جبکہ نہ سکا توحید کا رجم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو کرب کے مرتبہ جم صلی اللہ علیہ وسلم
 ملتِ بعینا پر تجھے کس نعم صلی اللہ علیہ وسلم

عوشِ زمیں سے زرخِ زمیں تک فزینِ زمیں سو عوشِ بریں تک
 غلغلا برپا ہے یہی پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفرس امرتہ

پہلی سیر ۱۹۲۸ء جلد نمبر ۲

مملکت نظام کی ترقی خوشحالی

انتظامی رپورٹ تیسرہ

حضور نظام کی مملکت کی انتظامی رپورٹ منظر ہے کہ رنہ عام کے تعمیری کاموں میں بہت روپیہ صرف ہوا، سال ذیہ منبرہ کے دوران میں اس کام پر ۷۵ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا، اگر اس میں بجلی کی روشنی، ٹیلیفون، ذراعت کے وسائل کی ترقی، صنعت و حرفت کے فروغ اور گنوں میں لگانے کے معارف بھی شامل کر لئے جائیں تو یہ اعداد و شمار دو کروڑ سے بڑھ جاتے ہیں،

آبپاشی کی تدابیر پر چند رقم صرف ہوئی ہے وہ ریاست کے مالیہ پر سب سے زیادہ بوجھ ڈالنے کا موجب ہوتی ہے، سال گذشتہ اس پر ۶۱ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا، مملکت حیدر آباد سے زراعتی ملک میں لوگوں کی بہبود کے لئے آبپاشی کی طرف اس قدر توجہ مبذول کرنا اور پانی کے ذخائر جمع رکھنے کیلئے بڑے بڑے تالاب بنوانے مملکت نظام کا قابل تحسین نفل ہے، آبپاشی کے بڑے بڑے مراکز کو جن پر ۳۹۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے ترقی دی گئی، اور انیس سے محبوب نگر کی توسیع کی سکیم پر جو دو چار ام جیل کے نام سے موسوم ہے اور ریونیو

کے بڑے تالاب پر سال کے دوران میں ۳۲ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا، اس سلسلہ میں تعمیر کاسکے بڑا کام نظام ساگر تھا جس پر سال کے دوران میں ۹ لاکھ روپیہ صرف ہوا، ۶۴ مربع میل میں ایک ذخیرہ آب تعمیر کیا جائیگا، جس پر ۲۰ ارب ۶۰ کروڑ کعب فٹ پانی جمع ہو سکیگا، تجویز ہے کہ اس پانی سے ۳ لاکھ ایکڑ زمین سیراب کی جائیگی، اور اس مقصد کیلئے ۵۰ میل لمبی نہریں اور نالے نکالے جائیگے، نالے کے بند بنائو جارہے ہیں اور نہروں کی کھدائی شروع ہے، یکم ۴۰ سال تک تکمیل کو پہنچائیگی، اس طرح دیرنا اور پلاپاکے ذخائر آب میں، جن پر علی الترتیب ۲۲ اور ۲۵ لاکھ روپیہ صرف ہوگا، پلاپاک کی تجویز ایسا پانی نکل ہو چکی ہے اور سال کے دوران میں اس پر ۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا، دیرنا پر دوران سال میں ۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا اور ہوتا ہے، فتح نیر اور سنگا بہویم کے ذخیرہ آب کی تعمیر پر ۶ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔

میان حاتم ساگر کے ذخیرہ آب کا ذکر بھی چھانندہ گا۔ یہ ۶۰ ارب ۶۰ کروڑ کعب فٹ پانی کا حاتم ہو سکتا ہے، یہ ذخیرہ آب ۶۳ لاکھ روپیہ کے صرف سے سال گذشتہ پانیہ تکمیل کو پہنچا، یہ ذخیرہ موسمی ندی پر چھ آباد سے چند میل کے فاصلہ پر بنایا گیا ہے، جس کا مقصد شہر کو سیلابات سے محفوظ رکھنا اور زراعتی مصفحتی ضروریات کیلئے پانی مہیا کرنا ہے، اندازہ لگایا گیا ہے، کہ اس رقبہ سے ہر سال صرف شدہ سرمایہ پر پانچ فیصدی منافع حاصل ہوا کرے گا۔ علاوہ ازیں چوٹی سکیموں پر ۳۱ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا، سال گذشتہ کے دوران میں اس کا کل صرف ۸ لاکھ تک پہنچ گیا،

عمارق اور سلاسل، رسل پر سال زیر تبصرہ کے دوران میں ۵ لاکھ صرف کیا گیا، اور اس کو پہلے ۴ لاکھ صرف کیا گیا تھا، اس سے ۵ لاکھ روپیہ غذا آباد کی عمل پر صرف ہوا، سال کے دوران میں ۴۰ میل لمبی نئی شریک بنائی گئی، ٹیلیفون پے صرف شہر حیدر آباد تک محدود رہا اب مصلح اور فصلات کو اس کے فوائد سے فیضیاب کر سکی ماسعی ہو رہی ہیں، اورنگ آباد، دکن، جاسمن اور لاچر میں ٹیلیفون کا سلسلہ پہنچ گیا، اس پر ۳ لاکھ روپیہ صرف ہوا، عثمان ساگر جمیل پر چارٹر دکن لگایا گیا ہے وہ حیدر آباد، سکند آباد کی ضروریات کیلئے کفایت کرتا ہے، یہ وارٹر دکن ۸۹ لاکھ کے صرف سے تعمیر کیا گیا تھا اور اس پر ہر سال ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے، ۳۰ ارب گیلن مقطر پانی دیتا ہے اور ۲ لاکھ روپیہ مالہ حاصل ہوتا ہے، اب اسے وسعت دینے کے مسئلہ پر خاص توجہ مبذول کی گئی ہے،

دیگر اجم اور آباد کاری اور شہر حیدر آباد کی ترقی اور صفائی کے کام میں ضلع عادل آباد میں زمینیں آباد کرائی جا رہی ہیں، سال گذشتہ سڑکوں، رسل رسال کی تعمیر اور تالابوں پر بندہ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا، شہر حیدر آباد کی گندی نالیوں کی درستگی کیلئے پانچ میل پر چلکا ہے اور چند سال میں ایک کروڑ روپیہ کے صرف سے پانیہ تکمیل کو پہنچ جائیگا، غرض انحضرت میر عثمان علی خان بہادر اندر صدر زمانہ تاجدار دکن کے عہد مہدلت مسجد میں، ریاست کو گونا گوں ترقی و خوشحالی نصیب ہو رہی ہے، نظر بد دور

دنیائیں ہر ایک قتل

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ مَرْقِبًا ۝ (انشاء ۶۱ پ ۶۷) ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں نفس و دم سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بیٹ سے مرد اور عورتیں بھیلایں، اور تم اس خدا سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو، اور قربت کا بجا ظاہر کرو، کیونکہ اللہ تمہارا نگہبانِ مال ہے، جب بے قصاصاً اُنہ سے فلما انفسہا حملت حملًا خفياً مَرَّتْ بِهِ ۚ فَلَمَّا أَفْلَحَ دَعَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْ السَّيِّئَاتَيْنِ ۝ سیدنا حضرت آدم اور بی بی حواء علیہما السلام کے اولاد ہو نیکا وقت آیا تو سب سے پہلے حمل میں قابیل اور اس کی بہن اقیما اور دوسرے حمل میں ہابیل اور اس کی بہن لہو و پیدا ہوئی،

چونکہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت آدم کی صلی اولاد کے علاوہ دوسرے مردوں اور عورتوں کا وجود نہ تھا اس لئے شادی سمیت یقیناً انہوں نے مفرد کیا گیا، کہ ایک بطن کا لڑکا دوسرے بطن کی لڑکی سے اور دوسرے بطن کا لڑکا پہلے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جائے، اور آدم علیہ السلام کی نسلیت میں افریقائی بطن بمنزلہ اختلاف نسب کے قرار دیا گیا، یہی وجہ معمول اہل کی شادی قابیل کی بہن اقلیم کے ساتھ تجویز ہوئی اور قابیل کی شادی بابل کی بہن بتوا کے ساتھ ہوئی قرار پائی،

بی بی افسلیما (قابیل کی بہن) حسین تھیں اور لبودا (اہل کی بہن) سے خوبصورتی میں بڑھی ہوئی تھیں۔ بی بی لبودا افسلیما کی طرح خوبصورت نہ تھیں، اس لئے قابیل کو یہ امر ناگوار گذرا، اس نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے درخواست کی، کہ افسلیما میری بہن ہے، ہم دونوں ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں، بدینہ دجبر طرح سے میں ہی اس کا سختی ہوں، اہل کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے نکاح میں میری بہن کو لائے،

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، بیٹا اقلیمیا تمہاری بہن ہے، تمہارے ساتھ پیدا ہوئی ہے، اس احترام کی وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال نہیں، حُرْمَتٌ عَلَیْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ رَبَّانَتْكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ قابیل نے کہا ابا جان! تم اس کی وجہ سے زیادہ پیار کرتے ہو، اس وجہ سے تم اس کی طرہ داری کرتے ہو، میری حق تلفی پر آمادہ ہو اور جیسا کہ تم کو کچھ خدا نے نہیں دیا مجھ سے بھی اس سے کہتے ہو،

چونکہ آدم علیہ السلام کو کامل یقین تھا کہ اس حق پر ہے اور اسی کی نیاز بھی قبول ہوگی، اس لئے قطع محبت کے لئے یہ فیصلہ فرمایا، کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ نیاز گزارنا اور اعتبار اسی بات پر مفید ہو، کہ تم دونوں میں سے جس کی نیاز بارگاہ اندوہی میں مقبول ہو جائیگی، اسی کی شادی میں اقبالے کر دینا چاہئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے حکم کی موافق دونوں نے نیاز خرشائی، (جس میں نے جو ہر شیئہ کا مالک بنا،) اپنی نیاز میں ایک بناؤت عمدہ و نوبہ زج کر کے رکھا، اور قابیل نے (جو گنہگار بنا،) تہوڑا سا دوی و تاکارہ اناج لا رکھا، اور نیت یہ کہی کہ میری نیاز قبول ہو یا نہ ہو بہر حال میں اقلیہا ہی سے نکاح کروں گا۔ اس زمانہ میں نیاز کے قبول ہو نہی بہ نثانی تھی، کہ جو نیاز قبول ہوتی تھی اسے آسمان سے سفید

آگ اکر جوجاتی تھی، جب اسیل دفاتیل اپنی اپنی ستر بانیاں رکھ آئے، تو آسمان سے ایک آگ ماڈل ہوئی اور حق شناس اسیل کی ستر مقبول ہو گئی اور فاسیل کی ستر اسی طرح بستر رکھی رہی،

اس وقت سیدنا حضرت آدمؑ نے قابیل سے کہا، بیٹا! اقلیاہیل ہی لاکھ ہے، اسی کے نکاح میں اسکتی ہے، تمہارے لئے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی،

الغرض ہر طرح قابل رہ گیا۔ تو اس کے دل میں سد و بعض کی آگ بھڑک اٹھی ہے

چو محبت نازد جفا جوئے را ہر غاشس در ہم کشد روئخ را
 در حسرت نے چشم بصیرت کو نیرہ و تاریک کر دیا۔ اور بچا ہے اہل کی جان کا لاگو ہو گیا اور کہنے لگا کہ
 میں تو تجھے ضرور قتل کر ڈالوں گا، سو وہ مادہ میں اس قدر تعلق اس قدر کہ کوئی زبان نہ مایا ہے، و قتل
 علیہم نہ ابائی اور بالحق، اذ قرأ بآخرہ بانما یقتل من احدہما ولیہ یقتل من الآخر،
 قَالَ لَا تَقْتُلْكَ قَالَ اِنَّمَا یَقْتُلُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (مادہ ع ۵ پ ۶)

ہمیں نے کہا کہ تو مجھے کیوں قتل کرتا ہے، تاہم میں نے کہا کہ خدا نے تیری قربانی قبول کر لی، اور میری نیاز کو قبول فرمایا۔ نیز تو میری خوبصورت بہن سے شادی کرنا چاہتا ہے، اور اپنی بد صورت سہیلی نکاح میں دبا چاہتا ہے،

اہل نے اس کے جواب میں کہا کہ بیائی جان! میرا مقصد اس میں کچھ نہیں (الاعمال بالنیات)

احمال کا دار و مدار تو صرف نیتوں پر ہی ہے، اور ہر ہیز گاروں کی قربانی خلوص نیت کی وجہ سے مقبول ہوتی ہے، اگر تمہاری نیت بخیر ہوتی، تقدی ہر ہیز گاری کے ساتھ نیاز گزرائی جاتی، تو اللہ تعالیٰ ضرور مقبل فرماتا، انما یتقبل اللہ من المتقین،

پس اگر اب بھی تمہارا ارادہ مجھے قتل کرنے کا ہے تو تم جانو، میں تو پہر بھی یہی کہہ چکا، اگر مجھے قتل کرنا کسی طرح درنا نہیں، امتیں خدا سے ڈرنا چاہیے، مجھ پر تم خواہ کتنا ہی ظلم و ستم روا کر دو، مگر میں اپنے بچاؤ کی خاطر تم پر ہرگز دست درازی نہیں کروں گا،

عقلاً و شرعاً و سن کے حلقے کو روکنا، نیز اپنے نفس کی حفاظت کرنا از بس ضروری ہے، مگر میں نے ایسا نہ کیا، اس کے دو سبب ہیں، اول یہ کہ اس وقت تک روئے زمین کوئی قتل واقع نہیں ہوا تھا، اس نے ممکن بنا، کہ دفعیہ کی صورت میں میں قتل کے ہاتھوں قابیل مارا جاتا، لہذا میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اقدام قتل کر کے دنیا میں قتل کی سنت کو جاری کرے،

دوسرے یہ کہ اس کہنے میں یہ فائدہ تھا، کہ شاید قابیل اس تقریر سے متاثر ہو کر قتل سے باز آجائے،

بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر تو نے میرے قتل کے لئے ہانا اہتہ بڑھا، تو میں اس وقت بھی تیرے قتل کی نیت سے تیری طرف اہتہ نہیں بڑاؤں گا، گو خدا روکنے کے لئے مجھے اہتہ بڑھانا پڑے، یہ مطلب کچھ متبع نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اتی اخاف اللہ رب العالمین، دست درازی نہ کرنے کی علت ہے، یعنی یہ کہ قتل بہت بڑی چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ کو سجدنا پسند ہے، اگر میں نے خود کو معذور سمجھ کر تجھے قتل کر دیا، تو پھر بھی مجھے خدا کے سراغ سے ڈر لگتا ہے،

انصرم! میں نے خوف خداوندی کی وجہ سے تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور اخوت و برائی چارے کے رشتے کو میان تک نہایا، کہ اپنے نفس کے بچاؤ کی خاطر اہتہ بڑھانے سے بھی بیکار کر دیا۔ مگر قابیل نسانی خواہشات، دلی شرارتوں کی وجہ سے بیائی کے قتل پر آمادہ رہا۔ وقت کا منتظر تھا کہ کب موقع ملے اور میں اسے قتل کر دوں،

ایک ان مسلمانوں کا دشمن اہیں علیہ اللعنت انسانی شکل میں قابیل کے سامنے آیا اور ایک پرستے کو پتھر پر رکھ کر کھل ڈالا، قابیل نے یہ طریقہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا،

ایک روز جب قابیل جب جنگل سے واپس آیا اور کسی درخت کے سایہ میں آرام لینے کی غرض سے بیٹھ گیا۔ قضا عند اللہ، آنکھ لگ گئی، قابیل چونکہ اس وقت کا منتظر تھا، فرصت کو خیریت جان کر

ابیل کے سر پر ہنس زور سے پھرمارنا کہ مظلوم بھائی کا سر بایش بایش ہو گیا ،
 دین دنیا دونوں جہاں میں قابیل کو سخت نقصان ہوا ، دنیا میں تو اس نے اپنا قوت بازو اور حب
 روح گم کر دیا ، والدین کی تمنا و آرزو پر باپنی پھیر دیا بدن کو مارا بن گیا اور آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہو
 جب قابیل اپنے بگناہ بھائی کے خون سے ہاتھ دنگ چکا ، تو اپنے عزیز بھائی کے مردہ جسم کو درندوں
 سے بچانے ، نیز اس کو چھپانے کی سوزن سے ایک عرصہ تک اپنی پیٹھ پر لاش کو لادے لادے پرتا رہا لیکن
 یہ سب سے پہلی موت تھی جو سر زمین دنیا پر واقع ہوئی تھی اور اس وقت تک میت کے دفن کرنے کا طریقہ
 معلوم نہ تھا ، اسے قتل کرنے والے کو کھانے پینے کی چیزیں دے کر کھانے کو قتل کر دیا ، اور قاتل نے اپنی جو بیخ اور پنچل
 سے زمین کو میدی ، ایک گڑا بنایا اور مقتول کو تے کو اس میں ڈال کر مٹی سے چھپا دیا ، (روح المعانی ،
 قابیل نے اس نام کی عینت کو دیکھا ، اور جب کو تے سے دفن کر نکالا طریقہ سیکھ لیا تو اس کو اپنی
 حالت پر بھت مذمت ہوئی ،

نتیجہ کلام

اب کتاب کفار ہمیشہ کہیں تفرقہ بانہیں زمام انفعال بتیہ نیز حسد و بغض میں مبتلا تھے ، اپنے
 خیال باطل میں سمجھے ہوئے تھے ، کہ حج

"مَنْ حَسَنٍ دِیْکَرِیْ نِیْت"

اللہ تعالیٰ نے اس گہمنہ کو اور باپ داداں پر فخر کرنے کو اس مبارک قطعہ کو بیان کرنے سے
 باطل ٹھہرایا ہے ، کہ قابیل بھی خلیفۃ الدین خدا کے نائب کا صاحبزادہ اور الوہی سبب سے بغیر کا بیٹا تھا۔
 لیکن نسب اور باپ کی بزرگی و تقدس نے اس کو کچھ نفع نہ دیا ، اور جب کہ جو سے اس سے ایک فعل
 سرزد ہوا ، اسے والدین کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوا ، اور قیامت تک جس قدر ناحق
 طور پر خون ہونے لگا ، وہ بہت قصاصی من سنت سنیہ قابیل کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے ،

چو کفساں را طبیعت بے ہنر بود پیر زادگی قدرش نیلے نہ بود
 ہنر خاں اگر داری نہ گوہر گل از خارست و ابرہیم از آذر
 نوشتہ

محمد عبدالقواب غفرلہ

رتبہ

غزل

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب شاکر مدنی)

وعدہ فرمایا یہ ایدل مت سمجھہ مگر ہوں
 بگجہ ناز اولیت کی لطف پاشی ہو کہ میں
 پروردہ ہستی میں میری نہاں نور ازل
 جلوہ حسن ازل سودا ہو لذت یا عین
 زندگی افزا رہے انکی حدیث و لنواز
 بس رہا ہو میری جن آنکھوں میں نظر جہا
 اے امانت اور استغنا مقدس ہے مرا
 سرخوشی کسی تھی یارب دیدہ مازاغ میں
 مختصر سی ہے یہی میری حکایت کی
 سنگ عسیاں کی گرانباری تو ازاد نہ پڑو
 سخن اوتب ہو بہت گوش جبے دل مجھو
 انکی محفل ہو کہو پر کس میں دور ہوں

کس نہ پر پُصفے دشواری راہ طلب

جو خوشی مجھ کو یہی شاکر کہ میں رنجو ہوں

دُصلا مہو کپڑا اور میں

از جناب مولانا امیر علی صاحب منار وئی

اے سفید و ہلے ہوئے کپڑے! میرا دل تجھے دیکھ کر خوش ہوا ہے کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ تو دھوبی کے گہر خد دن کاٹ آیا ہے، میرا خیال ہے کہ میری طرح امیر سے لیکر غریب تک تجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گے اور قدر کرتے ہونگے، ہر ایک ذی عقل ہستی تجھے پسند کر لیتی ہے، کہ کوئی خزانہ مل گیا ہو، اور تیری زندگی اس وقت باختم ہو سیر لئے قابلِ شک ہو، جبکہ تو کسی نازنین کے زین بدن ہو، جب تو اس کے نازک جسم پر بڑی شان سے ہوا میں لہراتا ہے، تو میرے دل سا پٹو تھیں آخر تجھ میں کوئی خوبی ہے، کیا بازار سے بڑی قیمت ادا کر کے لایا گیا ہے، انہیں یہ وجہ بھی نہیں، بلکہ تو سستے داموں لایا گیا ہے، تو گو ہر نایاب بھی نہیں، جو تجھے یہ عزت حاصل ہو، وہ کوئی ناجو ہے اس سے تو ہر ایک فخر میں تل رہا ہے، میں خواستگار ہوں کہ تو اس حقیقت کا انکشاف کرے، جہاں تو ہر کہ و مہ، عاصی و معصوم، امیر و غریب، شاہ و گدا، کا پردہ پوشش ہے، وہاں میں امیدار ہوں، کہ تو اس راز کو بھی سچا باب کر دے جس کے باعث تو پسند خلائق ہے، آخر تجھ میں کوئی ایسی خوبی ہو ضرور، بیاریے ضرور! اب زیادہ دیر نہ کر، کیا تال ہے، میرا اضطراب بڑھ رہا ہے، الانتظار اسد من الموت والا مضمون ہے،

او! بے مروت انسان! بے وفا، پر جفا ہستی، دیکھہ، اجا، خدا کے لئے جا، مجھے زیادہ نہ سنا، تو جو چاہتا ہے، اگر، پہننا ہے، پہن، پھینکنا ہے، پھینک! تو زندہ ہے، میں مردہ، تو زندگی کی خوشگوار ہوا کھا رہا ہے، میں موت کی منزلیں طے کر کے آ رہا ہوں، تیرے ماتھوں بہت ظلم و ستم اٹھایا کیا ہوں، مجھے بڑے سفک ماتھوں نے جان سے گنوا دیا، اب مجھے زیادہ نہ سنا، او! بے رحم! اگر تو انسان ہے، دل رکھتا ہے، دل میں درد رکھتا ہے، تو سن، چشم بصیرت کھول اور میری عبرت خیز داستان کا منظر تعلق مطلقہ کر، ایک ن وہ تہا کہ میں ترے ماتھہ لگا، کیا اس وقت مجھ میں کوئی عیب تھا، داغ تھا، او، سبقت! تو خود تو بد اعتدالیوں کے دریا میں بد رہا تھا، میرا کوئی سستیا ناس کیا، او! ظالم! خواہشات نفسانی کے مزے تو لوٹے، اور آلودہ

میں ہوں، اور ناپاک! استراحت اور عیش و عشرت کے خواب تو دیکھے اور ناپاک یہ عاجز، اور از خود بخیر
 مہتی! بغض و کدہ کی خوش کن تصاویر میں رنگ آمیزی تیرا کام ہو اور بدبنا دھبے میری جسم پر باندھی
 کانٹیکہ ہوں، اور خدا سے غافل! ابن آدم! ابو العجب کے برطف نظر سے تری آنکھوں کے
 سامنے اور میل کھیل سیکر حصے، اکچہ خدا کا خوف کر، انصاف کر، بے سمجھ ہے، تو سمجھ عقل نہیں
 تو عاجز ہو، مجھے دھوبی کے حوالے کیوں ہونا پڑا، دھوبی سے میرا کیا رشتہ بنا، اور دوسے
 خانی شیکے! تجھے کیا خبر ہے کہ تیری بدلت بھہر پر کیا کیا معیتیں توئیں، کن جانکاہ و ستار گذار گئے
 میں سے گذرنا پڑا، اگر چاہتا ہے تو سن! جب تو نے مجھے دھوبی کے حوالے کیا، میری حالت کو
 دیکھ، اسیر سر پر خاک ڈالی، کیا تو سمجھتا ہے کہ تو اسی طرح دنیا میں مہنی خوشی کے جھولے میں چھوٹا
 نہیں، ایک دن تجھ پر بھی یہی خاک ڈالی جائیگی، جس خاک پر تو نے گستاخیاں کیں، اس کے
 بعد دھوبی نے بھی میں تجھے چڑھایا، کہوتے ہوئے بانی میں جو سن دیا گیا، اور نیچے خوب زور
 کی آگ جلائی گئی، تاکہ تیری قابل شرم صحبت کا اثر میرے جسم سے نکل جائے، کیا تیرا یہ خیال ہے، کہ تو
 اس کے انتقام سے بری رہیگا، دیکھ، میں تو تیرے ساتھ اس سزا کو پہنچا، اور جو تو بذات خود مجرم
 ہے، اگر دوزخ کی بڑھکتی ہوئی آگ میں نہ جلا دیا گیا تو سمجھنا، کہ درمندان مظلوموں کی آہوں کا
 کوئی سننے والا نہیں، رہنا وقتاً عذاب النار، میرا خیال تھا کہ اب جیتا نہیں بکھونٹا
 مگر ابھی تک میری تکالیف کا خاتمہ نہیں ہوا، تاکہ دھوبی نے مجھے دہاں سے نکال پوسے زور سے اچھل
 اچھل کر تختہ چوب اور پتھر کی سلوں پر پٹکنا شروع کیا، کہ الامان، الامان! اور سنگدل! اس
 وقت تو تو چین سے محفل ہوش سانی کے ماتھے سے رنگیں کے جام چراتا ہوگا اور میں اس حالت
 میں، کہ جسم کا تار مارا رہ گیا، سمجھا، کہ اب نہیں بچو گیگا، مگر بدبخت کی قیمت میں موت کہاں
 تھی، دہاں سے نماز آفتاب میں اس وقت دھوبی کی تکلیف اٹھا رہا تھا۔ جبکہ تو برف سے سرو
 سرو کی ہوئی سوڈا وائر کی بوتلیں سن کی ٹنیاں لگا جھلی کے پٹکھے کے نیچے لٹکا رہا تھا، اب پیر تیرے
 قبضہ میں ہوں،

یہ جواب سنکر میں عرق خجالت میں ڈوب گیا، گدھی ہوئی زندگی کے نشیب فراز یاد آ گئے، ناہ
 اعمال سامنے کھلا پڑا ہے، اشک مذمت بر ہے میں، کاش میں اس انعام خداوندی کا جائزہ مہلتاں
 کرتا، کہ سامنے سے آواز آئی، کہ اور غافل اگر شرم آگئی ہے تو جا اپنے سیاہ اور آلودہ دل کو قبل
 از مرگ دھونے کی کوشش کر۔

میں اٹھا ، دھوبی کے پاس گیا ، کہ بھیا ! اپنی مزدوری لے اور مجھے دھو ڈال ، اس نے جواب دیا کہ میں دیسی دھوبی ہوں ، کسی انگریزی منیکٹری میں جا ، پتہ لگاتا ہوں وہاں پہنچا ، دو آنہ ڈبل منیس دیکر عرض کیا ، کہ مجھے دھو ڈالو ، پیسے واپس پھینک دوں گے ، اور جواب دیا۔ کہ جا بیوقوف ، یہاں کپڑا دھویا جاتا ہے چڑا نہیں دھویا جاتا ، مایوس ہو کر لوٹا ، ورنہ بدنام مارا مارا پھرنے لگا ، مگر کسی نے میرا ہتھ نہ پکڑا اور نہ ہی کوئی راہ دکھائی ، آخر ۵

حضر مل جاتے ہیں جب کورستہ نہیں ملتا

ایک برگزیدہ ہستی نظر آئی ، دلی مراد پائی ، سر کو پاؤں رکھ دیا ، دل کا رنگ خروہ ٹکڑاں جوہری کو دکھایا ، کہ حضرت اس کو دھلانا چاہتا ہوں ، اگر کوئی دھو دے تو جان بھی حاضر ہے ، بزرگ نے تبسم فرمایا سر شفیقت کا ہاتھ پھیرا ، اور یوں گویا ہوا ، کہ اے بولے ہوئے انسان ! اس میل کو دھونے والا صرف ایک (روحی غذا) ہے ، مبادا فیاض سے یزکب کھڑ کا مرزہ لیکر معجوت ہوا تھا ، لاکھوں اور کڑوں دلوں کو دھو کر معرفت کی روشنی سے بھلا کر دیا۔ اور تمام عالموں کی آنکھوں کو دھو کر کھلنے کے لئے دی گئی تھی ، تم بھی وہاں جاؤ ، وہ تمہیں دھو دھلا کر اپنا پاک صاف کر دے گا ، گویا ابھی پیدا ہوئے ہو مگر یہ بات یاد رکھنا ، کہ اس کے حکم سے سرسبز تابی نہ ہو ، ورنہ لیس منی "کان سے پکڑ باہر کر دیا ، ویسے تمہیں طہنیاں رکھنا چاہیو کہ وہ مجتہد ہے ، (رحمۃ اللعالمین ہے ، دنیا کے لئے پیغمبر رحمت ہے ، مردہ دلوں کے لئے مرزہ حیات ، ماں باپ سو بڑے کر شفیق ہے ، دنیا ہر کے باخا دوستوں سے زیادہ رفیق ہے ، طبع کا کریم ، فطرت کا حلیم ہے ، اب تم جاؤ ، اور ان کے پاس جاؤ ،

شکر تہ کے لئے آنکھیں جھپک گئیں ، عرض کیا کہ کوئی اور بات بھی بطور ہدایت ارشاد فرما دیجی ، فرمایا ، کہ وہاں جانے سے پہلے دنیاوی تعلقات کا زناہ توڑ ڈالو ، نفس کی پوجا چھوڑو ، خواہشات کی مورتیاں پھینک دو ، ماتھے سے غیر کا نیک توحید کے پانی سے دھو کر اطاعت کا طوق نعلے میں پہنو ، اخلاص کی نظر لیکر جاؤ ، اس کی محبت کے میدان میں ریاضت کے چوگان سے گیند کی طرح نماز روزہ کی چوٹیں کھاؤ ، یہاں تک کہ جسم کی زکوۃ ٹھو جاوے ، صبر اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا ، داں کی جھٹیاں گرم ہیں جن میں ڈال کر تمہیں جوش دیا جائیگا ، روح کی زکوۃ نخل چکی کی دگر چکر کی بیٹا سے صبر کا ڈھکنا ملتا نہ پائو ، ورنہ کام بگڑ جائے گا ، اس کے بعد امتحان کے تحتہ پر بار بار مار کر مہنی کی میل کھینچ نکال دیا جائیگی ، معرفت کے آفتاب کی پاکیزگی شعاں سے خشک کر کے تمہیں سیرت کر دیں گے ، اب جاؤ ، اذہا حافظ !

اورنگ زیب کی ہندواری

اکتوبر ۱۷۱۷ء میں انگلستان کے ایک مستشرق لفٹن کرنل ڈی سی ملٹ کو بنارس جا کر اتفاق ہوا۔ جہاں انہیں اورنگ زیب کے ایک فرمان کی عکسی نقل ملے گی، یہ فرمان حکم بنارس ابوالحسن کے نام تھا اور اس کے معنوں کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ اس عام شہرت کے اعتبار سے اورنگ زیب کو ہندو حلقوں میں نصیب ہے، بادی النظر میں اسے فرضی نہ سمجھ لیا جاتا، جنہوں نے مشہور کر دیا ہے کہ اورنگ زیب کا جانی دشمن تھا، اس نے انگریز لگایا، اور اس نے ان کے بٹ لڑے، اس نے ان کے مندر ڈھائے، جب تک وہ سوہن زندہ روز جلاتے لیتا تھا، اسے کہا نا مغم بنوتا تھا، اس نے دوسرے مقامات کی طرح بنارس میں بھی ہندو کے بہت سے بتکدے برباد کر دیے اور ان کے کہنڈروں پر سچوں کو تعمیر کیا، یہ کہانیاں کرنل ملٹ نے بھی نہیں سنی تھیں، ایسی حالت میں مقام عجیب نہ تھا، کہ اگر کس فرمان کی عکسی نقل پر جو اورنگ زیب کو کسی اور ہی رنگ میں پیش کر رہی تھیں اعتبار نہ آئے، اور جب تک اصل کو دیکھ کر مطمئن نہ ہوں، اپنی رائے اس باب میں محفوظ رکھیں، چنانچہ وہ دوبارہ بنارس گئے اور اس مرتبہ خان بہادر شیخ محمد طیب صاحب کو تو ال شہر کی امداد کی آپ نے اصلی فرمان بھی دیکھ لیا، وہ کہتا،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 منہو لامع النور اورنگ شاہ بہادر غازی محمد اورنگ زیب شاہ بہادر غازی بن صاحب قرآن
 لائق العنایت والرحمۃ البکس بالصفات شانہ امید دار بودہ بد انکو چوں بمقتضای حرم
 ذاتی و مکارم حبلی ہلکی بہت والاہنت و تمامی نیت حق طویت ما بر رعایت جہد انام و تنظیم
 احوال طبعات خویش و عام مصروفیت و از روئے شرع شرف و ملت سنیت مقرر جنین است کہ
 ویرا دیریں بر انداخت نشو و تہجدہ تا تازہ بنایا بد، و دریں امام مہدلت انتظام بعض اشرف اقدس
 ارفع اعلیٰ رسید کہ بعض مردم از راہ عنف و لغدی نہ ہندو قصبہ بنارس و برخے اکنہ دیگر کہ لڑاچی
 آن دفعہست و جماعتہ بر بہمنان سندنہ آن محال کہ سدانہ بتجانہ اُسے قدیم کہ آنجا بانہا تعلق دارد

مرحوم دستغریب میبشنند و میچاہند کہ ایساں را از سادات آن کہ از مدت مدید یا بہنا متعلق است باز دارند
و این معنی باعث پریشانی و تفرقہ حال ہیں گروہ میگردد لہذا حکم والا صادر شود کہ بعد از دور و این منشور
لامع النور مقرر کنند کہ من بعد احدى بوجہ بیجا ب تقرر و تلوین باحوال برہمنان و دیگر منہو متوطنہ
و من محال نہ رساند تا آنہا بہستو ایام پیشین بجا و مقام خود بودہ بر جمعیت خاطر بدعا بقائے دولت
(خدا) داد ابدت الابد قیام نمایند ، و میں باب تاکید دارند ، بتاریخ ۱۵ جمادی الثانیہ
۱۰۲۴ ہجری نوشتہ شد ،

مفاد منشور

اگرچہ حسن کہ جو نوازشات و عنایات کا مستحق ہے ، ہماری شانانہ التفات کا امید وار ہو کر جاننا
چاہیے کہ اپنے مرحوم ذاتی اور مکارم حبلی کے اقتضائے مابہ دولت و اقبال کی سب سے بڑی معروفت
یہی ہے کہ خلق خدا آسودہ رہے اور رعایا کے چولے بڑے سب طبعوں کی حالت درست ہے
یہ بھی واضح ہو کہ شریعت غرائے مقدس قانون کے لحاظ سے اگرچہ نئے تہذیب کی تعمیر کی اجازت
نہیں دیا جاسکتی لیکن جو پڑنے مندر میں وہ دھڑلے بھی نہیں جاسکتے ، ان ایام عدلت نظام
میں یہ خبر ہمارے گوش زد ہوئی ہے کہ بعض بحال از راہ جبر و تعدی قصبہ بنارس اور اس کے نواح
کے بعض دوسرے مقامات کے ہندوؤں اور اس علاقہ کے بعض برہمنوں پر جو دہاؤں کے قدیم بت
خانوں کے پرہیز میں تشدد کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان برہمنوں کو انکی پرہیزی سے الگ
کر دیں جس کا نتیجہ سب سے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ یہ بیچارے پریشان ہوں اور مصیبت میں مبتلا
ہو جائیں ، لہذا اہمیت حکم دیا جاتا ہے ، کہ اس منشور لامع النور کے پہنچنے ہی ایسا انتظام کر دو کہ
کوئی شخص ہمارے علاقہ کے برہمنوں اور دوسرے ہندوؤں کے ساتھ کسی قسم کا تفرقہ نہ کرے ، اور
ان کی تشویش کا باعث نہ ہو ، تاکہ یہ جماعت بہستو سابق اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے اپنے منصبوں
پر قائم رہ کر اطمینان قلب کے ساتھ ہماری دولت خدا داد ابدت و ازل بنیاد کے حق میں متخول
و عار میں ، اس باب میں تاکید فرمادی جاتی ہے ،

بتاریخ ۱۵ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۵ ہجری المقدس ،

اس فرمان کی شان نفاذ پر خان بہادر محمد طیب نے جو تاریخی روشنی ڈالی وہ بہت ہی بعیر

افرد ہے ، اس کی معافی ملاحظہ ہو ،

بنارس کے محلہ منگلا گوری میں گوپی اباد میا نام ایک برہمن رہتا تھا ، جسے گدڑے ہوئے

پندرہ سال ہوئے ہیں، اس کی یادگار صرف ایک نوکسہ ہے، جسے منگل پاڈے کہتے ہیں، اور وہ بھی محلہ
 مٹکلاگوری ہی میں رہن ہے، نانا کے انتقال پر دوسرے خاندانی کاغذات کے ساتھ شہنشاہ اورنگزیب
 کا یہ فرمان بھی ترک میں ملا، ماہ اپریل سنہ منگل پاڈے نے بنارس کے کھلڑکی عدالت میں ایک استغاثہ
 دائر کیا اور میں کلکٹر صاحب کے حکم سے ابتدائی تحقیقات پر مامور ہوا، منگل ایک گہاٹیا زمین سے اجوریا
 کے گہاٹ پر چھڑا رہتا ہے، اور پجاری کی خدمات انجام دیتا ہے، جو جاتری اُشمان کرنے کیلئے
 آتے ہیں، انہیں پوجا کرتا ہے اور پوجا کی رسموں کے لئے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے، وہ انہیں خرید
 کر دیتا ہے، پچھلے دنوں گجرات کی کچھ بنائیاں اپنے ملک کی رسم کے مطابق گہاٹ پر دھرنا دیکر بیٹھ
 گئیں، اور رونا اور مین کرنا شروع کر دیا۔ اس سے دوسرے پوجاریوں کی عبادت میں خلل پڑنے لگا، منگل
 پاڈے نے انہیں ٹوکا کہ اگر تم یونہی روؤ چلاؤ گی، تو کوئی دوسرا پوجاری اس گہاٹ پر نہ آئے گا۔ اور میرا
 نقصان ہوگا اس منگل میں اور ان مینوں میں تنازعہ ہو گیا، اور اسے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا، میں
 نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس گہاٹ کے اس حصہ کی پرستی کے لئے کوئی تانوی دستاویز بھی موجود
 ہے یا نہیں، اگر ہے تو پیش کرو، اس مطالبہ کے جواب میں اس نے اور اس کے نوکر بالو نڈن نے متعلقہ
 کاغذات میرے سامنے پیش کئے اور شہنشاہ اورنگزیب کا فرمان بھی انہیں میں موجود تھا۔ پسٹان
 اب بھی اس کے قبضہ میں ہے،

ان تصریحات کے بعد کرنل فلت کے سارے شکوک جاتے رہے اور پسٹان کو جس کی پشت
 پر اورنگزیب کے بیٹے شہزادہ محمد سلطان کی مہر ثبت ہے نظر غائر دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے
 کہ فرمان اورنگزیب ہی کا جاری کیا ہوا ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد خواہی خواہی ماننا پڑتا ہے کہ اورنگزیب
 دیا نہیں جیسا اس کے نکتہ چین اسے ظاہر کرتے ہیں، بلکہ اس کی سب سے بڑی تمنا یہی تھی کہ اس
 کی ہندو رعایا امن و امان اور خوشحالی و فارغ البالی کی زندگی بسر کرے اور ان کے حقوق پر کسی قسم
 کی دست درازی نہ ہونے پائے،

القریش کی توسیع اشاعت کے لئے بار بار اپیلیں لگائی ہیں، دو دھڑے اب بھی کوئی کام ہے، دیگر قومی احباب
 کوشاں سے جاری ہیں، اگر ناظرین توجہ نہ دیں اور ایک اہم ضرورت کا احساس نہ کریں، تو خدا حافظ!
 کیا القریش کے معاونین دو دھڑہ داروں کا مطالبہ پورا کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، توجہ فرمائیے
 "القریش کی مالی حالت نہایت کمزور ہے، منیجر،

قومی ترقی اور ترقی کے اسباب

میں مقصد کے چار یار بنیں
عزم، کوشش، ثبات اور توفیق

یہ امر محتاجِ بایں نہیں، کہ بالیدگی و نشوونما کی قوت نباتات حیوانات میں خداوندِ عالم نے دھیت کی ہے، نیچے سے اوپر چڑھنا، چھوٹے سے بڑا بننا ایسی ہی سے بلندی پر پہنچنا قدرتی خاصہ ہے۔

یہیں بڑھتے بڑھتے ترقی ہوتی
جو نیزہ ہے اب، تہا وہ پہلے سوئی

اس قدرتی خاصہ و فطرتی جذبہ کے مطابق تفر و لذت سے لھکر اوج و جوج حاصل کرنا انسانی مقصدِ اصلی ہے، اس مقصدِ عظیم کے لئے جدوجہد کرنا انسانی فرض ہے، باادقات تغیرات حوادثِ زمانہ ترقی کی راہ میں سدباب ہوئے ہیں، جیسا کہ ہندو جاتی میں سؤدوں کو علوم و فنون سیکھنے، ترقی کرنے کا دھمکا رہتا تھا،

زمانہ گزشتہ میں شخص کے لئے ترقی کا دروازہ عام طور پر کھلا ہوا نہ تھا، مگر آج وہ آزادی کا زمانہ ہے، کہ ہر ادنیٰ و عسلی بام ترقی پر چڑھ سکتا ہے، یہ طے شدہ امر ہے، کہ بغیر روپیہ کے انسان کچھ نہیں کر سکتا، ہزار نامحبتیں اسی سے پوری ہوتی ہیں، بقول شخصے سے

اے زر تو خدا نیت دلیکن سجدہ سستا عیوب دلتامنی اسباب

”بے زر بے پر“ مثل مشہور ہے، اچکل جھڑ دیکھو، اپنی قوم میں انداس ہی انگلیں کی پکار ہے، جس کے اسباب درج ذیل ہیں،

۱، قرض سودی لینا، حالانکہ سود لینا اور دینا ایک ہی مانند گناہ ہے (۲، بیاہ منادی میں اسراف کرنا (۳، تعمیر مکانات میں بجد روپیہ لگانا (۴، اپنے اخراجات کے موافق روپیہ نہ کمانا (۵، روپیہ کو محفوظ نہ رکھنا، بیوقع خرچ کرنا، روپیہ کا صحیح مصرف نہ جانتا (۶، ایک کی آمدنی پر کنبہ کا گذران

ہرنا، مقدمہ بازی کرتے رہنا (۸)، حداد روپیہ کا زیور ہونا (۹)، کاہلی کے ذریعے تن آسانی اختیار کرنا، چونکہ سب سے مقدم مالی حالت کا درست کرنا ہے، اس لئے ہکو مالی کمزوری دود کرنے کے واسطے حسب ذیل تدابیر پر عمل کرنا چاہئے،

۱، شادی معنی مکان لباس وغیرہ میں فخر خرچی نہ کریں، ۲، روزانہ آمد و خرچ موزن نہ کریں، اُسے کم میں گذریں، بمقدار ۵

پنل و خرچ خود ہر دم نظر کر کن چودھلت نیت خرچ آہستہ تر کن کے معنوں کو پیش نظر رکھ کر غیر مستقل آمدنی کے مقابلہ میں معین مستقل خرچ نہ کریں (۳)، کسی قسم کی بری عادت یا ناجائز لذت مثلاً شراب، افیون، اکوئین، اسٹہ، تماشہ بینی، قمار بازی، اسلفہ وغیرہ کو اپنے پاس نہ بچھکنے دیں، جملہ مسکرات کے نزدیک نہ جائیں حتی الامکان حقہ، سگریٹ، پان چائے کے عادی نہ بنیں ۵

۳، سدا گڈ سگریٹ مرعی دوستو نہ منہ کو لگاؤ کیسینہ جو ہو،

معمر سنی میں اولاد کی شادی نہ کریں، بچوں کے لئے زیور ہرگز نہ بنوائیں (۴)، مقدمہ بازی کا چمک نہ ڈالیں (۵)، عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں، سچے معاملہ داری کا برتاؤ کریں، تاکہ مقدمہ بازی کی نوبت ہی نہ آئے، باہمی صلہ مشورہ سے کام لیں (۶)، جدید طرز معاشرت کے ساتھ فنیشن کے دلدادہ نہ بنیں، سادہ زندگی بسر کریں (۷)، جو شے خریدیں نقد خریدیں، غیر ضروری چیز خواہ کیسی ہی سستی کیوں نہ ہو کبھی نہ خریدیں (۸)، زیادہ لذت و لطفیں کہاؤں کی بوس نہ کریں، تھوڑی زبان اور دولت کا رہنا، مشہور ہے (۱۰)، ناچ تانوں سے گریز کریں (۱۱)، دیا قفا خنائوں کی جگہ ایک دھیلہ بھی خرچ نہ کریں اگرچہ دھیلے کی کچھ حقیقت نہیں، مگر کسی وقت ایک دھیلے کی دیاسلائی کے یکس سے ایک ماہ تنگ مکان میں روشنی ہوتی تھی (۱۲)، کفایت شناری اختیار کریں، جو کچھ روپیہ پس انداز ہو اس کو بانکہ میں جمع کریں، یا اس کو تجارت میں لگائیں، کہ زر زکشد در جہاں گنج گنج، ضرب البش ہے، یا اس روپیہ سے کوئی حقیقت جائد ادلیں یا کوئی ایسی شے بنوائیں جس کی آمدنی سے گزراوقات ہو اور مال محفوظ رہ سکے، ادیں پنج جیب خوشحال ہو جائیں تو پھر اسی روپیہ سے اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلائیں، یہ حزب باد رکھیجے کہ بغیر تعلیم ترقی محال ہے، علم ہی دین و دنیا میں دولت و عزت کا سرچشمہ ہے، اگر ہم بیودہ رسوم کے مصروف کو بند کر کے اسی روپیہ کو مثل ہند ترقی یافتہ قوموں کے اعلیٰ تعلیم پر خرچ کریں، تو ہم بھی ویسے ہی نامور متمول مالدار بن سکتے ہیں، جیسے کہ وہ ہیں،

آہ! ہم صرف دولت و صرف اوقات نہ جاننے کے باعث اس قدر غصہ نہیں جس قدر کہ بے ہوشی میں

بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب کی کھڑی لعل

گرہ کہول نہیں جلتے رت بدھ ہو کنگال

جب تک فردا ہر شخص اپنی بیوی کی سعی و کوشش نہ کرے، قوی ترقی محال ہے، خیال فرمائیے

جب تک اجزا ہی استوار نہ ہونگے، تو مجموعہ کیونکر بن سکتا ہے، یاد رکھو، دنیا عالم اسباب ہے، بغیر علت کے معلول نہیں ہوتا، بمصدق ”اِذَا مَلَآَ الدُّنْيَا نَشْتًا هَيَّا اسْكَبَا“

مشاہدہ صاف بتا رہا ہے کہ اعلیٰ منصب و اعلیٰ درجہ وہی لوگ پاتے ہیں، جو اعلیٰ قابلیت حامل

کر کے راست ہماری سے کام لیتے ہیں، وَ لَعَلَّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا،

مفتوح

حقیقت دل

(از جناب نسیم نامی کوہ موافظی)

بزمِ ہستی کا اسے سرور چراغاں کہیے	یا تو تذیل سرطورِ شبتاں کہیے
میکہ میں اسے ٹھیلے گر ساغرِ جم	ننگہ میں اسے پہرِ آذرِ نیشاں کہیے
حرمِ پاک میں اس کو کہیں حجبِ اسود	صومعہ میں اسے اک طاقِ نمایاں کہیے
لامکاں کا اسے ٹھیلے گر مہرِ و نشان	یا اسے مردِ یک دیدہ عسراں کہیے
منہجِ طور سے تشبیہ جو اس کو دیجے	یا اسے جلوہ گر موسیٰ عمراں کہیے
اس کو یوسف کا جو زنداں تصور کیجے	یا زلیخا کا اسے دیدہ حیراں کہیے
اس کو آئینہ سکندر کا اگر بھڑائیے	خاکدہ میں خشتِ خم زندان کہیے
اس کو بھڑائے گر محلِ یسے تو بجا	یا اسے تین کا منظورِ بیاں کہیے

دل کو چاہئے بھڑائے نامی ہے روا

سچ تو یہ ہے کہ اسے منبعِ ایماں کہیے

حفاظتِ کتابت میں منبرِ خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں، مسیحی،

انجمن قریب گو خیر الزوالہ

رومدا و اجلاس منعقد ۵ یکم فروری ۱۹۶۸ء

بذریعہ صدارت

موسسنا عبد الحق صاحب عدوی کسبل، ذیل کے رزولوشن بالتاق رائی منظور کئے گئے،

۱، چونکہ بحالات موجودہ مخلوط انتخاب مسلمانوں کے قومی فوائد کے منافی ہے، اس لئے اس جیسٹ کی غیر مشروط رائے ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی غرض سے فرقہ وارانہ نیابت کا حق مسلم برت رکھا جائے، جو مسلمانوں کی قومی ہستی کے لئے ہنزلہ ریڑھ کی ہڈی کے ہے، اس کو وجہ مناقشت قرار دینا خطرناک غلطی ہے،

محکم! قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی ایم بی ایچ، ریٹائرڈ مستوفی،
مونسید! سید شریف حسین صاحب بی اے، سکول ماسٹر،

۲، ہندوستان میں اگر چہ سات کروڑ مسلمان اسات کروڑ ہندو اور ہندو کروڑ اچوت اقوام ہیں، لیکن بوجہ ذات چندیہ اس امر کا اثر زور مطالبہ کرتا ہے، کہ مسلمانوں کے حقوق کی تعین سب سے زیادہ کی گئی ہو، ان کی سیاسی اہمیت کے لحاظ سے ہوتی چاہئے،

محکم! موسسنا محمد علی صاحب روفق صدیقی ایڈیٹر رسالہ القلیش امرتسر
مونسید! قاضی فضل الہی صاحب عباسی، ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر،

۳، یہ جلسہ پیرمیاں سید محمد صاحب قادری ممبر انجمن قریب گو خیر الزوالہ پنجاب کی بوقت وفات پردلی رنج و مال کا اظہار کرتا ہے، اور آپ کے مراد محترم سید محمد محی الدین صاحب سجادہ نشین جالندھر کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوا دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے، اور پسماندگان کو مبراہیل،

محرم ، پیر عبدالرشید صاحب قریشی ، لائف انڈیشن سچٹ
مؤد ، پیر محمد شاہ صاحب فاروقی

جنرل سکریٹری انجمن ہند

”مارچ کا افریش“

انشاء اللہ تعالیٰ انجمن نمبر کے نام سے شائع ہوگا ، اور اس میں انجمن کی سالانہ
کا اگندہ کی مکمل رپورٹ ہوگی ، یہی ”انجمن ترویجیہ پٹیالہ“ گوجرانوالہ کی سالانہ
رورڈ اسبھی جائیگی ، ناظرین افریش ، ممبران انجمن مطلع رہیں !

”سوراج“ کا راز ،

(مرسلہ نامی تقریریں جیسا فاروقی)

سوراج کے نام سے مرز میں ہند پر سیاسی جدوجہد ہو رہی ہے ، اور حصول کامیابی کے لئے ماہرین
کے بہترین فرزندوں کو انتہائی فستہ بانی کی دعوت دی جاتی ہے ، لیکن انہیں سوراج کا مجسمہ بے نقاب
نہیں کیا جاتا ، جن ذہنوں نے سیاست ہند کا یہ نقشہ کھینچا تھا اور جن دعاؤں نے یہ لفظ جمہوریت قلب
میں ڈھالا تھا ، انہوں نے اور ان کے جانشینوں نے اس مرتفع راز کو پردہ ہی میں رکھ چھوڑا ہے ، حالانکہ
ساری قوم کے فوائد کے لئے اس کا انکشاف نہایت ضروری ہے ،

ممکن تھا ، کہ سوراج کا راز کچھ عرصہ اور پردہ میں رہتا ، لیکن مشن بھی اور بیگن بھی کی تحریکوں نے
ہندوؤں کے دلی ارادوں کو صاف ظاہر کر دیا ، اور اب مسلمانوں کے نام نہاد لیڈروں کا کانگریس کی
صدارت کی کرسمی پر حملہ ہنسہ نہ ہونا بھی قوم کو دیکھ کر میں نہیں ڈال سکتا ،

جب ہم نے اس ہندوؤں کے ساختہ پرداختہ سوراج کی تصویر کے اندرونی خود خال پر نظر غائر
ڈالی تو ہمارے سامنے اس کا وہ تاریک پہلو بھی آگیا ، جس کو نہایت جالا کی سے چھپایا جاتا ہے ،
بیس سال پہلے سوراج ایک غیر مانوس لفظ تھا ، لیکن آج کل کانگریس کی خود ساختہ اصطلاح میں

یہ جہت ہند کا مترادف سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اس کے انوی معنی مطلق العنان شخصی حکومت کے ہیں اور یہ لفظ بدترین استبدادی حکومت کے لئے سنسکرت لٹریچر میں استعمال ہوا ہے، اس حکومت کے لئے یہ لفظ موضوع ہوا ہے جس کا قانون منو دھرم شاستر ہے اور جس کے مظالم کے شکہ کر ڈول آدمی ہندو ہزار سال تک ہی تعجب ہے کہ ہند کے ماہرین سیاسیات نے یہ غیر مانوس مردہ زبان کا لفظ بالکل متغداد مفہوم کے لئے کیوں استعمال کیا ہے، ہندوؤں کی ذہنیت کا اندازہ جہت ہند کے لئے سواج کا نام رکھنے سے بخوبی ہو جاتا ہے اور ہم مسلمانوں کو اپنی غفلت پر رونا آتا ہے، کہ ہم بے سوچے بچے ایسی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں، جو باہمی تباہی کے لئے ذور ستور سے کیجا رہی ہے سواج کا سودا کچھ بنایا نہیں ہے، ہند میں اس کا دور دو سو برس پہلے ہو چکا ہے، سیداجی نے سواج قائم کیا، اور مسلمانوں کو اس ملک سے نکال باہر کرنا اس راج کا اولین مقصد رکھا، سیداجی کے جانشین ساہو کے عہد میں پیشوا بالاجی دشنا ناتھ نے مغلیہ سلطنت سے سواج کو باقاعدہ منوالیا، اس وقت جو معاہدہ ہوا تھا اس میں مرہٹہ راج کی جگہ لفظ "سواج" ہی استعمال ہوا ہے، تفصیلی واقعات کے لئے ملاحظہ ہو،

(۱)، ایپریل گزٹیر آف انڈیا، جیلد دوم باب ۱۲ صفحہ ۴۴۱

(۲)، سنڈیک پیپرس مرہٹہ مسیریز جلد سوم،

(۳)، مہٹری آف دی مرہٹہ جلد سوم مطبعہ ۱۸۲۶ء، مصنف جی اگرانٹ ڈف،

(۴)، گزٹیر آف بابے پریسڈینسی جلد اول حصہ دوم،

(۵)، رائٹرز آف دی مرہٹہ باور مصنف رائٹس،

یہ سواج جو کہ دو سو برس پہلے قائم ہوا تھا، اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا۔

یعنی اس نے اسلامی سلطنت کو ہندوستان سے مٹا دیا، اب ڈر ہے کہ سواج کا نیا دور کہیں

مسلمانوں کی ہستی کو بھی ہند سے نہ مٹا دے، مسلمانوں کو چاہیے کہ لفظ سواج کو بھول کر بھی

جہود یہ ہند کے لئے نہ استعمال کریں اور سواج کو ہندو راج کا مترادف سمجھیں،

و کا علیک الاکبالغ (منادی)

جن احباب کا سال خیرداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے، سال آئندہ کا رزچند وہ بلیہ منی آڈر بیجو اگر مشکو کریں، مکینجا،

سِرِّہ سے؟ یا تَوَارِد؟

اس عنوان کے تحت "نیرنگ خیال" جنوری ۱۹۳۷ء میں حضرت ابوالحسن علی ہمدانی خلیفہ دہلوی کی معنی آفرینی کی داستان قریشی محمد عبداللہ صاحب نے دلنشیں پیرایہ میں نکتہ نواز حضرات کی مختصراً طبع کیلئے سپرد قلم فرمائی، امتداد خلیفہ صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد کے معنون "سقوط اور نہ اور ایک دقیقہ منکر یہ" کو "تمت" کے رنگین کاغذوں سے منظرِ کردیدہ فریب بنادیا، اور یہ ان کے متبحر علمی کی بین دلیل ہے، کہ وہ اپنی نرانی جذباتوں اور انوکھی ترکیبوں کے سحرِ سحر آفرین کے اثر سے وہ سروس کے معنون "دلفروز حسن کو کعبہ مسخ کر کے گوبر نہیں سنگدیزے کی جھک پیدا کر دیتے ہیں، لیکن حضرت سالک نے "انقلاب" کی کسی گشتہ اشاعت کو بزم افکار و حوادث میں جن اہل قلم کا ذکر فرمایا ہے، انہوں نے حضرت خلیفہ کو بھی نیچا دکھا دیا ہے،

ہر بو الہوس نے حسن پرستی ستار کی
اب آبروئے شبیہ اہل نظر گئی

حضرت سالک نے مدوح سیاب اکبر آبادی اور ساغر سیابی میں، سیاب صاحب سے مجھے واسطہ نہیں، میرا ساغر صاحب کی خنئے سیابی کی جھلک جو انکی ہتی مانگی کی غالباً آئینہ دار ہے اپنے معنون کو زیادہ روشن کرنے کے لئے ناظرین کو دکھانا چاہتا ہوں، ان سطور کے مطالعہ سے ثابت کرنا مقصود ہے کہ انہیں دوسروں کے مضامین کو اپنا بنائیں کہاں تک یہ طوے حاصل ہے، میں حضرت سالک کے رقم کردہ واقعہ کا ذکر کہ کس طرح ساغر صاحب نے حضرت امیر مینائی مرحوم کے گلگدہ کے بعض مستعار توار کے پردہ میں اڑائے اور کس طرح دہلی کے ایک مشاعرہ میں وہ دلیل ہوئے کرنا نہیں چاہتا، یہاں انکی ایک اور جبارت کا یاد دہکے لفظوں میں ڈاکہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں،

مولانا عبدالحکیم صاحب شہر مرحوم نواز احمد مرستہ کے معنون "کلوپٹر احسنیہ مصر" کو جس دیرری سے ساغر صاحب نے حرف بحرف نقل کر کے اپنے نام سے "خان" "پاپس" پر ناظرین کی مینافطین کے لئے کئی اشاعتوں میں پیش کیا ہے، اس جبارت پر مولانا مرحوم کی روح عالم بالا میں تسخیر

صاحب کے ضمیر کا ماتم کر رہی ہے، ساغر صاحب نے گویا "عالمگیر" کے اس نمبر کے درق بن پر مولانا مرحوم کا یہ مضمون زیب قرطاس تھا، پہاڑ کر ایڈیٹر "پاؤس" کو اشاعت کے لئے اپنے نام سے بھیج دیے، اور اگر کوئی ان سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرے، تو غالباً وہ اس سرتہ کو نوادر کے دامن میں چھپانے کی بے سود کوشش کریں گے، اگر نوادر اسی کا نام ہے کہ کسی مشہور ادیب کا مضمون یا کسی حکیم حیات شاعر کا کلام معجز نظام کسی کتاب سے نقل کر کے حرف بحرف کسی ادبی رسالہ میں شائع کر دیا جائے، تو اس سحاذ سے القومش کے محترم قلمی معادن حضرت عبدالکریم خان سیلوی بھی جناب ساغر سے کسی صورت کم نہیں،

اگر اول الذکر نے (ساغر صاحب) مولانا شرم مرحوم کے ادبی جواہر ریزوں پر اپنا تعریف جھالیا ہے، تو مؤرخ الذکر نے بھی مولانا حاتمی مرحوم (خلد کشایاں) کی سترہ آفاق نظم "تختہ لائون" کو جس کے اشعار نے محزون ایجوکیشنل کانفرنس کے سولہویں اجلاس میں دہلی کے مقام پر سامعین سے علاوہ دہزار روپے کے دراشتک بھی وصول کئے تھے، اپنی بنانے میں کمی نہیں کی،

اگر سرتہ کسی من انی تاویل کی رو سے نوادر ہو سکتا ہے، تو میں لگو مسلمان ہونگی وجہ سے تماشخ کا قائل نہیں، ہند کی اسلامی آبادی کو مبارک دیتا ہوں، کہ مولانا حاتمی مرحوم کی روح عبدالکریم خان صاحب کے پیکر میں اگئی ہے اور یہ مسلمانان ہند کی خوش قسمتی ہے کہ علامہ سرتہ کشمر محمد اقبال مدظلہ العالی کے ساتھ مل کر پیر دہی وجہ البتیم مبنی جس کے ساتھ علامہ موصوف کی عقیدت عشق کے وجہ تک پہنچی ہوئی تھی، مردہ قوم کی مسیحائی کر گئی، اور دنیائے ہند میں ہر مسلمان راز حیات سے واقف ہو جائے گا۔

اگر یہ سرتہ ہے، حقیقی معنوں میں سرتہ ہے، ہر رنگ میں سرتہ ہے، کیونکہ نظم تحفۃ الاولیاء کا بند چارم ج آج سے پورے تیرہ سال پہلے مرغوب رقم کے قلم سے لکھا گیا تھا اس کی بکار بکار کر نشاۃ دے رہا ہے، تو پھر میں مولانا مرحوم کی روح کو تڑپانے والے یہ سوال کیوں نہ کروں، کہ آپ نے ایسا کیوں کیا، کیا آپ کے ضمیر نے آپ کو بغیر اولاد کے یہ نظم شائع کرانے پر ملامت نہ کی۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر یہ جرات کیسی، اور اگر نفی میں ہو تو پھر آپ اپنے لئے کون سے افغولانہ کرتے ہیں،

یہ نظم اکتوبر ۱۹۷۷ء کے القومش میں (بعنوان برادران قوم سے خطاب) دغابا کسی رسالہ سے لی گئی تھی، انیس ہے کہ حوالہ نہ دیا گیا۔ (ایڈیٹر) شائع ہوئی، اور یہ سطور اخیر دسمبر

عزل

دنیو منکر جناب نواب حیدر یا جنگ بہادر مولوی سید علی سید رضا طباطبائی،

کیا کاروان ہستی گدنا رواروحی میں فرما کو میں نے دیکھا گرد و غبار وحی میں
تھے محو مالہ و گل کس کیف جوی میں زخم جگر کے ٹانگے ٹوٹے ہنسی ہنسی میں
یادان بزم عشرت و طوٹوں کہ نہیں تنکو تارونکی چپاؤں میں یا سچ بلی کی چاندنی میں
ہر عقد میں جہاں کے پوشیدہ ہو کشاکش ہر موج خند گل پنہاں کلی میں
ہم کس شمار میں تھے پرش جو ہم سے ہوتی یہ میت از پایا آشوب آگہی میں
حکم قضا ہو جیسا سرزد ہو نسل و نیا بندہ کا دخل بھی ہے پھر ہر کہی بد میں
رہنما سایہ کو ہو پست و بلند یکساں ٹھوکر کبھی نہ کہانی راہ منبری میں
محشر کی آفتوں کا دھڑکا نہیں رہا اب سرشہر میں نے دیکھے دُنکی زندگی میں
پیران حال وہ ہوا و سانسے بلا کر کیا جانے زباں سے کیا نیکے جوی میں
تو ایک ظل ہستی پھر کسی خود پرستی سایہ کی رو پرش ہو اماں جوی میں

اے نظم چھیر کر ہم تجھ کو ہو خوشیماں

کیا جانتے تھے ظالم رو دیکھا دل لگی میں

تقیہ و تقیہ لفظ

نظام گزٹ

اس نام سے ایک ہفتہ وار اخبار حیدرآباد انڈیا سے مولوی سید وقار احمد صاحب ایم اے اور مولوی محمد حبیب احمد صاحب رشتہ ای ایم سے کی ادارت میں ویدہ زیب صورت میں نہایت آسنا باب کے ساتھ شائع ہوتا ہے، پہلی جلد کا ساتواں، آٹھواں اور نوواں نمبر جو علامہ حضرت سلطان احمد خاں گزٹ انڈیا کے ناشر تھے، ناشر دکن خلد احمد ملکہ کی سالگرہ کی تقریب سعید پر سالگرہ نمبر کے نام سے شائع ہوا ہے ہمارے سامنے ہے، یہ اس عکسی تضاد کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے، کاغذ، طباعت اور کتابت پاکیزہ، مضامین ایک سے ایک اعلیٰ، دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں، مندرجہ مضامین میں ہمارا جہ سرسین اسلئے تیار کا مضمون بعنوان "یاد رفتگان" اور پرنسپل حیدر علی صاحب "اصول انقلاب"۔ ڈاکٹر ظہیر آفندی صاحب کا "محمد علی پاشا" بہت بلند پایہ کے ہیں "اشذات" کے عنوان سے واقعات حاضرہ پر نہایت قابلیت سے، لیدیر پیرایہ میں بحث کی گئی ہے، تضاد و محاد و منظم ہیں، نواب حمید یار جنگ بہادر طباطبائی لکھنؤ نے ذوق و دہی کے متبع میں نہایت شاندار تصدیق لکھی ہے، آپ کی غزل "کیا کاروان ہستی گذار دار و می میں" بھی نہایت لطیف ہے، مہاراجہ کرشن پرشاد صاحب شاد و سین اسلئے تیار کا کلام فصاحت و بلاغت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، اور اپنے اندر ایک خاص کشش و تاثیر رکھتا ہے، غرض "نظام گزٹ" ایک بہترین اخبار ہے، اور اس کا سالگرہ نمبر "تاریخی و ادبی گونا گوں دلچسپیوں کا ایک مرتب ہے، قطعاً کان قیمت سالانہ عوام سے لئے روپے فی پرچہ ۲۰ روپے سالگرہ نمبر حجم ۲۰ صفحات فی پرچہ ۸ روپے منیجر صاحب "نظام گزٹ" جہ مینار حیدر آباد، دکن سے طلب کیجئے،

چمن

شعر و ادب کا یہ ماہوار رسالہ کتابی سائز پر چمن لال سوک، اور محمد مفلس خان کی ادارت میں امرت سر سے حال ہی میں شائع ہوا ہے، ادب و اصلاح، ادبی و علمی و ادبی اور اخلاقی مضامین

اور کہانیاں و دیگر مفید باتیں شائع کرنے کے لئے جاری ہوا ہے، دوسرا نمبر سبب نمبر کے نام سے شائع ہوا ہے، اس میں دو عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں، کتابت و طباعت اچھی ہے، قیمت سالانہ پندرہ ستناسی ۱۲ روپیہ، فی پرچہ ۲ روپیہ، میخبر رسالہ "جمن" امرتسر سے منگائیے،

جمیل

یہ تاریخی، اصلاحی اور فقہی دی ماہوار رسالہ وحید احمد لدنی، اور مولوی سیدنا حسن صاحب کی ایڈیٹری میں "الفار بک ڈپو" مظفر نگر سے شائع ہوا ہے، مضامین کے متعلق ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہوئے کارپردازان جمیل کو مشورہ دیتے ہیں، اگر وہ اپنے مجلہ کا معیار بلند کرنے کی جانب توجہ کریں، کتابت و طباعت نے کاغذ کو بھی بدنامنا دیا ہے، حجم ۱۰۰ صفحات، سرمدق سنہری، تقطیع انفریشن کے برابر، قیمت سالانہ ۱۲ روپے، نمونہ کار پرچہ سہ ماہی میں مندرجہ بالا پتہ سے ملے گا،

ترقی

مسلمانوں کو دینی و دنیوی ترقی کی تعلیم دینے کے لئے مفتی شوکت علی صاحب فہمی کی نگرانی اور مولف سعید اہسنی کی ایڈیٹری میں یہ ماہوار رسالہ فہمی بک ڈپو دہلی سے حال ہی میں جاری ہوا ہے، بحالت مجموعی ایک اچھا رسالہ ہے، "دین و دنیا" کا پرچہ معلوم ہوتا ہے، مولانا فہمی ایسے قابل اور کھنہ مشق ادیب کی نگرانی امید ہے کہ یہ حسبِ دسخواہ ترقی کرے گا اور مفید ثابت ہوگا، حجم ۳۲ صفحات، تقطیع ۷۱/۲، قیمت سالانہ ایک روپیہ، فی پرچہ ۲ روپیہ، میخبر رسالہ "ترقی" دہلی سے منگائیے،

تاریخ مکہ معظمہ

یہ ایک کارآمد و مفید ترین کتاب ہے، جسے مکرئی مولانا غلام دستگیر صاحب ناظمی اشقی نے نہایت عرصہ بڑی و دماغ سنوئی سے تالیف کیا ہے، ہمارے خیال میں اس وقت تک سلیس اردو میں مکہ معظمہ کی کوئی تاریخ موجود نہ تھی، اس سبب غلام مولانا ناظمی قابلِ صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس کمی کو پورا کر دیا، اس کتاب پر ایک مبسوط ریویو لکھنے کی ضرورت ہی، اگر انہیں

ہے کہ آج نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس اشاعت میں اس قدر گنجائش، لہذا ناظرین القریش کی تفتیش کے لئے ہم اس کے چند معنائیں کے عنوان درج کئے دیتے ہیں اور سفادش کرتے ہیں کہ اس مفید ترین تاریخی کتاب کا ضرور ملاحظہ کریں اور اپنے کتب خانہ میں اسے ضرور رکھیں،

۱) کہ دکنیہ کی خصوصیات اور تعریف قرآن و حدیث سے اور تاریخ بنایع و دیگر مفصل حالات،

۲) سترہ انبیاء اور حضرت ابراہیم و اسمعیل کی کئی زندگی کا حال، (۳) قریش کی سیادت (۴)

عمر، طواف، اور مناسک حج کا مفصل بیان، (۵) ترکوں کے عہد میں حج کا نظارہ (۶) خدا

کے گہر سے محبوب خدا کے گہر کی طرف عشاق کی روانگی کی کیفیت، مولانا جامی کی زبان سے بمع ترجمہ

۷) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کی کئی زندگی، کفار کی ایذا رسانی پر مضبوط

۸) حضرت بلال کے عشق محمدی کا ذکر مولانا روم کے پر تاثیر کلام سے بمع ترجمہ، (۹) حضور کی ولادت

علیہ وغیرہ، جہانی معراج کے دلائل، لاکان مکہ کے دس تائبہ گوہروں کا ذکر، وغیرہ !

سرورق پر سبز رنگ کا فوٹو مکہ معظمہ، احکم علاء دہسٹریک ۲۲ صفحات، کاغذ کھنیا، سفید

کتاب و طباعت ویدہ زیب، قیمت فی جلد ایک روپیہ ایسی اچھی اور اتنی ضخیم کتاب کے لئے بہت

کم، چند کامیاب نامی صاحب دفتر "القریش" میں بھیجی ہیں، اسکا بھیجے،

قواعد ضوابط جھومندرا طبیب کا لچ میاں

طب یونانی کی یہ علمی تعلیم گاہ حکیم دلبر حسن خان صاحب بھٹی کی کوشش سے جاری ہوئی

اب اسے بڑائی نس دیا جا رہا ہے بیاد میاں کی سرپرستی کا غر حاصل ہو چکا ہے، اگر نٹ پنجاب نے

اسے باقاعدہ تسلیم کر لیا ہے، اس کے قواعد ضوابط (جو بغرض ریویو میں موصول ہوئے ہیں)،

کی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، اگر صغیر معقول انتظام کے ساتھ قائم کیا گیا ہے، اور تعلیمی

کورس غور و پرداخت کے بعد تجویز کیا گیا ہے، طالبان علم طب پر پندرہ کالج کی طرف متوجہ

ہوں، تو اس ضابطہ جو مبہم کالج ذکر سے مل سکے ہیں، اسکا کرمعلومات نصاب وغیرہ حاصل

کریں،

القریش کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ایک اہم قومی خدمت ہے

مینجر

ایجاد و اجزاء

شعاع موت

سائنس نے جہاں مفید ایجادات سے دنیا کو اعلیٰ معراج پر پہنچایا ہے، وہاں ہلاکت انگیز اختراعات سے دنیا کی تباہی کا سامان بھی کر دیا ہے، بڑے بڑے ڈبڈبناٹ، تار پیڈ، زہریلی گیس، ایم وغنیہ تو پہلے موجود تھیں لیکن حال ہی میں ایک ایجاد کی گئی ہے جس سے کوئی چیز انسانی جان، ایک لمحہ میں تباہ کی جاسکتی ہے، اس کا نام 'شعاع موت' رکھا گیا ہے، وہ ۲۰ میل کی دوری تک کسی جیجان چیز یا جاندار اجسام کو تباہ کر سکتی ہے، اور دو اہل موٹی لوہے کی چادر کے اندر ایک میل کے فاصلہ سے داخل ہو سکتی، اس شعاع کے موجد مسٹر سکاٹ ہیں، جن کی یونیورسٹی سان فرانسسکو میں ہے، وہ کچھ تو ہیں کہ ان کی شعاع موت نے ۸ میل کے فاصلہ پر جانوروں کو ہلاک کر دیا ہے، ایک میل کے فاصلہ سے درختوں میں آگ پیدا کر دی ہے، بلند میناروں اور مکانات کو منہدم کر دیا ہے، ہم مجاہد کو اس ایجاد کے لئے قاتل مبارکباد نہیں سمجھتے، کیونکہ انکی 'شعاع موت' ہلاکت و تباہی کے سوا کوئی مفید کام انجام نہیں دے سکتی،

کچھ جس پر آگ اثر نہیں کر سکتی،

ایک امریکن مجاہد نے خاص قسم کا کپڑا ایجاد کیا ہے، جس پر آگ کچھ اثر نہیں کر سکتی، اگرچہ میں آگ بجھانے والے اس کپڑے کا لباس پہنکر بلاخطر سخت سے سخت آتشزدگیوں میں اس کو فرو کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس قسم کے کپڑے کی ٹوپی بھی ہوتی ہے، جو منہ اور آنکھوں کو چھپوڑ محفوظ رکھتی ہے،

جذبہ دینے پر چاہت، پوشیدہنی و آرائشی کی ضرورت سے بے نیاز ہو کر ایسے بار جاست ایجاد کرنے میں، لیکن ہم اپنا تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا مانا بھی ببول گئے ہیں،

بہیں تفاوت رواں کجا تا نہ کج

ضرورت کا شدید تقاضا ہے کہ ہندوستانی ان امور پر کچھ غور کریں،

مستقرات

(علیٰ حضرت رحمہ اللہ نظام خداداد ملکہ نے لندن میں ایک عالی شان مسجد تیار کرنے کے لئے لارڈ بیٹلے فاروق کو ۵ لاکھ روپے کا گرانڈ عہدہ دیا ہے، لارڈ موصوف چاہتے ہیں کہ ۱۵ لاکھ کے صرف سے لندن میں ایک مسجد تیار کی جائے اور اسے نظام مسجد کے نام سے موسوم کیا جائے،

حضرت مجدد انسان نے مدرسہ صلیبیہ مکہ معظمہ کی مسجد کے لئے بھی ۲۵ ہزار روپے کی گران بہا امداد فرمائی ہے،

آپ کی فیاضیاں اطراف اکناف عالم پر پھیلی ہوئی ہیں، خائے برتر و گمبہ آج سنا مت و بابر امت رکھے، آمین،

ڈبلی میں کاما نامہ نگار مقیم رہنما لکھتا ہے، اک المصنعت شہر یار افغانستان جمعہ کی صبح کو اپنے ہاتھ سے وارہی مونڈھ رہے تھے کہ اچانک اسٹرو حلق پر لگ گیا جس سے شدید زخم آیا، شام کی منیافت کے بعد آپ پر غشی طاری ہو گئی، انہماک چار پانی پر لے گئے، شاہی ڈاکٹر کی امداد کیلئے بلجیم کے ایک ڈاکٹر کو طلب کیا گیا، سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہوئی وقت آپ کے حلق پر مٹی بندھی ہوئی تھی اور اب صحت ہے، خدا آپ کو اپنے حفظ میں رکھے اور ہجرت تمام وہاں لائے، آمین،

مختلف خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ سائنس کمیشن کی آمد پر مذہبستان میں مکمل ہڑتال نہیں ہوئی کئی مقامات پر ۳۳ زروری کو ہڑتال کی بجائے خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کمیشن کا پرتاک خیر مقدم کیا گیا، بالعموم مسلمانوں نے ہڑتال کی مخالفت میں اپنی دوکانیں آگستہ کیں،

کمیشن کا مقاطعہ فی بحقیقت ایک بیہودہ حرکت ہے، اپنے مطالبات جائز و مناسب طریق پر پیش کر کے اپنی مساعی کا ثمر لیجئے کا موقع شورش پسند لوگ خواہ مخواہ اپنے ہاتھ سے دیگر ملک کے غلامی کی معبودہ ہجڑوں میں جکڑ رہے ہیں، مقاطعہ ہونہ کمیشن ہر حالت میں اپنا کام کر لگایا، اور رپورٹ پیش کر لگایا، ہمیں کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آتی جو اسے اپنے کام سے مانع رکھ سکے، اگر اسی طرح ہے

ہندو مسلم سمجھوتے اور اقلیتوں کے حقوق پر مباحثہ کے لئے آل پارٹیز کانفرنس دہلی میں ہو رہی ہے پانچ پانچ گنہ روزانہ بحث کے باوجود ہندو کوئی مفیدہ نہیں ہو سکا۔ مخلوط وجدال کا نہایت اوجھلہ کی پریشہ زور سے (ظہار خیالات ہو رہے ہیں)

خبر ہے کہ سر آغا خان نے انجمن ترقی اردو اور انگ آباد، دکن کو دس ہزار روپیہ کا عطیہ دیا ہے اجزا اللہ فی الدارین خیر!

”قصاب“ اور ”مراستی“ برادر یوں کا دعویٰ فرشت اب ایک کہلی ہوئی بات ہے، اس پر کئی نفسی تکرہ کی ضرورت باقی نہیں رہی، انہوں نے ”جمعیۃ الغریش“ کے نام سے اپنے اپنے قومی مرکز اطراف و کثاف ہند میں قائم کر دیے ہیں اور اپنے مقاصد کی انجام دہی کے لئے اس جدوجہد اور رسمی و کوشش جاری ہو کہ کوئی کیا کرے گا،

بہت مختلف صورتوں میں بار بار ان دعویان قریش سے ان کے اس دعویٰ کا ثبوت طلب کیا۔ دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کسی طرح حق بجانب نہیں، لیکن وہ ان باتوں کی کچھ بہ پرواہ نہیں کرتے اور ایک دہشتہ پر با برکاب بڑھے جا رہے ہیں،

لیکن قریش اور صحیح نسب قریش کی یہ حالت ہے، اگر ایمان و تحفیظ، وہ خواب نوشیں سے ایک لمحہ کے لئے بھی آنکھ نہ کھولنا پسند نہیں کرتے اور نہیں دیکھتے کہ زمانہ کیا کر رہا ہے، اقوام عالم کس تک دو میں مصروف ہیں، گہرٹ رہا ہے، نسب حفظہ میں ہے، مگر کچھ ایسے سوئے ہیں سوئے کہ جاگن حشر تک قسم ہے،

کاش کچھ نوا حس زباں ہوتا، ہم پیٹے بھی تباہ کیے ہیں اور اب پھر بتاتے ہیں، کہ کن تدیم جب یہ ”قریش کا مسدہ متیں حیران کر دیا، مہارسی اہلیت اور نبی شرافت معفو عالم سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگی، غلبہذا

دقت کا شدید تقاضہ یہ ہے، کہ آپ اپنے حقوق اور تعظیف نسب کے لئے غفلت سے سرٹھائیں ایک سینچ پر جمع ہو کر اپنی عزو بات پر غور کریں، متفقہ و متحدہ مسلمانی سے کام لیکر عظمت رفتہ حاصل کریں

اور اپنی کمزوریوں کا کما حقہ علاج کرنے کے لئے ہمہ تن معروف عمل ہوں ،

یہ غفلتیں مبادا کچھ روز بد و کمبائیں

دھڑلے سے کچھ نشاناں ہیں ڈر ہے کہ مٹ جائیں

ہم قریشی برادرانِ مبلغ جالندہر ، ریاست کپورتھلہ کی قومی حیثیت سے متوقع ہیں ، کہ وہ انجمن

قریشیانِ پنجاب " (گوچر اولہ) کے افتتاحی اجلاس کو دعوت دینے میں سبقت کرتے ہوئے قومِ ظلمتکدہ گمنامی سے نکالنے کی سعادت حاصل کریں گے ،

کیا برادرانِ متحدہ ، جالندہر اور حکیم بشیر احمد صاحب کپورتھلہ کی توجہ دینگے ؟

اپنی ملائت اور گہر میں کی تکلیف کی وجہ سے اب کے بھی القریش " کی ترتیب میں میں توجہ نہیں

دے سکا ، اس لئے یہ اشاعت بھی معمولی دھچپیوں اور غریبوں سے معرآ ہے ، کتابت بھی عمدہ نہ ہو سکی

یہ سب قصے کئی اشاعت کے ہیں ، ناظرین فضل و کرم کی دعا کریں ، وائسٹم

نارنند ، رونق

خصائے شہری

البدل عمال کین

یہ سب سے اچھا ، بالکل بیضر اور شہرہ آفاق ہے

اس کو راجہ انوار ، اور غریب کھیاں استعمال

کرتے ہیں جس بد کو داغ نہیں دیتا ، بال بام

استدق کے مانند ہو جاتے ہیں ، اگلانے کے لئے

کسی اہتمام اور تکلیف کی ضرورت نہیں اہمیت

فی محس صرف آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک ،

فی دھن سارے چار روپے

منیجر کارخانہ "لوریمبر احمد مسر کجرات

حجواہ مسرہ

یہ گویاں جو اہرات اور فتنی اور یا س کے تیار کھیاں ہیں

اعضائے مسرہ و فتنہ کو بے انتہا قوت بخشتی ہیں ،

قوت باہر دیکر نہیں عجیب و غریب نامی محنت کرنیوالوں

اور شوقینِ طبع و محاسن کے ناؤ زلفہ ، اسے بہتر تھری دوسری

روانہ میں ہو سکتی ، ہر موسم میں کہا سکتے ہیں ، اڑھایا اور

سو جاتا ہے ، قیمت ، ۱۰ روپے ، ۲۰ روپے ، ۳۰ روپے

سنگڑوں ، شادوئیں اور نقوشین موجود ہیں ، ترکیب

استعمال نہایت آسان ، تجربہ کیجئے ، منے کا پتہ

منیجر دو خانہ "ماہر فرید شاہی

فہرست مضامین

جلد ۱۴	الفہرستیں آرتھر بربٹ ماہ اپریل ۱۹۲۸ء نمبر ۳۱
--------	--

۱	القرین نظام برکستین نظام گزٹ کی رچہ	تفہم گزٹ	۳
۲	حکام الملک ملک اعظم	سلطان العلوم المحضرت تاجدار دکن	۴
۳	شذات	ایڈیٹر	۵
۴	زینبہ ج	ادارہ انقلاب	۶
۵	سب قاضی پور چاندر پر	جناب مرزا خدا علی صاحب خجھر	۹
۶	کراہت قہر	جناب قاضی شاہ ولی صاحب صدیقی دکن	۱۰
۷	تاریخ شاہان اسلام کا ایک ورق	جناب منشی انور لطیف صاحب	۱۳
۸	شادی خانہ برادری	جناب قمر بدایونی	۱۶
۹	خواتین عرب کے اوصاف خصوصی	جناب مولانا عبد الرزاق صاحب بیوپاری	۱۷
۱۰	دنیا کے ملکوں کا مریض	حضرت جوش ملیح آبادی	۱۹
۱۱	مان زمان مہمان	جناب ملا موزی صاحب	۲۱
۱۲	پیغام	جناب مرزا ناگنشی شاہ صاحب نظامی	۲۴
۱۳	تقصیدہ	جناب مولانا نامی کوہ سوار نظامی	۲۵
۱۴	انگریز کمپن عروج پر ہیں	جناب مولوی اکبر شاہ خاں صاحب	۲۶
۱۵	جوشکسہ	بابہ تنہاں ، علیگڑہ میگزین	۳۰
۱۶	المحضرت آصفیہ صاحب	حاجت اسلام	۳۱
۱۷	دولت آصفیہ کے خلاف شراہیں	انقلاب	۳۳
۱۸	آگرہ کانفرنس	جناب محمد عمر صاحب لہنائی ، جناب ذاکر محبوب عالم صاحب بدایہ	۳۶
۱۹	انتقال پر طلال	ایڈیٹر	۴۰
۲۰	مراسلت	جناب قاضی تغیر حسین صاحب فاروقی	۴۱
۲۱	انجمن قریشیان پنجاب	سکرٹری صاحب انجمن قریشیان پنجاب	۴۲
۲۲	متفرقات	{ ایڈیٹر	۴۴
۲	کو اٹف دکن		۴۸

فہرست مضامین : اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ مضمون صاف اور خوش خط ہو ، اور کاغذ
نہیں دینا کی ایک ہی جانب لکھا جائے ،

القریش نظم نام نمبر

کمیعلق

نظام گزٹ کی رائے

”مدیر القریش نے وہ کام کیا ہے جو ہمیں کرنا چاہئے تھا“

حیدرآباد دکن سرخندہ بنیاد کا مقررہ جدید ”نظام گزٹ“ القریش نظام نمبر کمیعلق جن الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے، ناظرین القریش کی واقفیت کے لئے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں، اور جو

القریش نظم نام نمبر

”رسالہ القریش دن بدن ترقی کر رہا ہے، اس کے لائق مدیر نے ”نظام نمبر“ کے نام سے ایک مخصوص نمبر نکالا ہے، جس میں المصنعت حوضہ پر نور خسرو دکن کے خاندانی حالات اور قیام سلطنت کے متعلق جملہ ضروری باتیں درج کی ہیں، منشی محمد علی صاحب رونق نے نظام نمبر نکال کر وہ کام کیا ہے، جو ہم لوگوں کو کرنا چاہئے تھا، ہم منشی صاحب کو اس قابل داد کام پر مبارکباد دیتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں، کہ منشی صاحب کی عقیدت اور سلطنت کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے“

”نظام گزٹ“

کَلَامُ الْمَلِکِ الْمَلِکِ الْکَلَامِ

سُلْطَانِ الْمُسْلِمِ الْمُحْفَرْتِ تاجدارِ کن کا نعتیہ کلام

عشقِ بدلم بہت ز سرِ وارِ مدینہ
یارِ ب سمرِ من کن بہ سرِ کارِ مدینہ
چوں سکنِ آں مطلعِ انوارِ خداست
نوریتِ عیاں از رو و دیوارِ مدینہ
یک لفظِ عنبرِ بدماغمِ برہاں زود
اے باو صبازاں گلِ حیاںِ مدینہ
اے شیخِ ترا جنتِ فردوسِ مبارک
باشم من شوریدہ و گلزارِ مدینہ
از بہرِ خریداریِ رحمتِ ملکِ آئند
پاسا خدہ از سرِ سوئے بازارِ مدینہ
اے سانی کوثرِ زفیوض تو بخواب
ایں تشنہ و من شربتِ دیدارِ مدینہ
از عرشِ ہر شام و سحرِ ہر زیارت
افواجِ ملائکہ شدہ حصارِ مدینہ
عمریت کہ مستم بدل و جاں من شد
جوئندہ و شتاق و طلبکارِ مدینہ
باشد چہ فلکِ عرش برینیتِ شائستہ
اے صلی علیٰ رغبتِ انوارِ مدینہ
ہر خاکِ شینِ تختِ نشینِ در آسجا
چتر است بہ سرسایہ اشجارِ مدینہ

از لطفِ عمیم شہِ لولاکِ عجب نیت

عثماناں بر ہی گرتو بہ دربارِ مدینہ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الفرس

اپریل ۲۸ء ۱۹۶۱ء جلد ۴ نمبر ۳

شذرات

آگرہ کانفرنس اور قریشیان پنجاب

۲۰-۲۱ مئی ۱۹۶۱ء

روزنامہ "زمین" میں جناب محمد عمر صاحب نعمانی اور ڈاکٹر محبوب الم صاحب و مذا ان ساز کے دو مراسلے کسی دوسری جگہ درج کر دئے گئے ہیں ہم بوجہ میں کہ اہل خانہ اگر گھر کی حفاظت میں عدا غفلت اور سہل سے کام میں تو سامان کے لٹ جانے کا کھد کیوں ہو؟ فخر اوراق کے ضائع جلنے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے، آگرہ کانفرنس "یا جمعۃ القریش ہند" واقعی مراسیوں کی ایک جماعت کا ڈھنگ ہے اور بعض عوام میں اثر پیدا کرنے اور جسی کسی روایات مثلاً نے کے لئے کپڑا گیا گیا ہے اور نہ انہیں "قریش" سے کوئی نسبت نہیں، بلکہ انکا دعویٰ قریشیت بھی "قریش" کی مرتجع تو ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار قوم کی انتہائی ہتک ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہر مذہب قریش نے اپنی قومیت کے بقا و احیاء کے لئے کیا کام کیا؟ قریش کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کے لئے کیا کیا عملی خدمات انجام دیں، اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر بریشانی کیسی؟

یہ سب کام اپنے بگاڑی ہوئے میں

انقرض امرتسر میں باداؤتم کی ہماندگی کا روز مار دیا گیا، انجمن ترقیستان پنجاب نے ہرکن
حقوق سے برادرانِ ترقی کو اتحاد دیکھا گت اور محبت و دوستی کی بیج پر لائے کی کوشش کیں،
لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رہی اور کوئی ش سے ص نہ ہوا، ۴
کچھ ایسے سوئے میں سوئیو لے کہ جاگنا صر تک صتم جو،

اب اگر سراسی آپ کو روز نہا چاہتے ہیں، تو صبر سے برداشت کیجئے، نعم فردشان کی مبدی
سے آپ کا نسب خطرہ میں ہے تو ہو خود کردہ راعلا جہ نسبت، اپنی غفلت و بے پرواہی کا نتیجہ
ہے، آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا،

فرزندانِ ترقی کو حفظ ناموس کا کچھ بھی خیال ہوتا تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہوتا، کاش
میں زمانہ کی روش اور اقوامِ عالم کی جدوجہد پر نظر ڈالنے کے لئے دیدہ بینا نصیب ہوتا، اگر آپ
کے دل میں قوم کی سچی محبت اور حقیقی ترشپ موجود ہے تو اب بھی کچھ نہیں گیا، آپ اپنے حقوق اور
نسب کی حفاظت کرتے ہوئے دشمنانِ ترقی کو نیا دکھا کر عظمتِ رفتہ حاصل کر سکتے ہیں،
منجھلے نسبت کہ آساں نشو و

"انجمن ترقیستان پنجاب" کے ممبر نہیں اور اپنے اعزہ و اقارب کو انجمن کے کاموں میں دھچپی پس
کی ترقیب میں، مناسب اور موزوں وقت میں کسی ایسے مقام پر اپنا عام اجلاس منعقد کریں، جہاں
ترشیوں کی آبادی کثرت سے ہو، اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے ساعی جسد سے کام میں آتی کہ نرل
مقصود کو پس روز یاد رہے کہ مستقبلِ قریب میں قدیم و جدید ترقی کی کوئی تمیز نہ رہی اور قومیت فنا
ہو جائیگی، ۵

یہ غلطییں مبادا کچھ روز بد کہائیں دھندلے سے کچھ نشان ہیں ڈبو کہ بٹائیں
حضور نظام اور منہ و اخبارات

منہ و اخبارات رقابت مذہبی اور تعصب کی کیرہ سے اسلامی ریاستوں کے خلاف بے بنیاد و انتہا
کی بنا پر ہمیشہ زہر انگلیں رہتے ہیں "ریاست" دہلی کا دطرہ اس پنج میں سخت افسوسناک ہو، ۱۱۸۱ اپریل کی
اشاعت میں ریاست نے حضور نظام خلد اسہ ملک کے خلاف سخت گراہ کن نوٹ لکھے ہیں، اسی طرح
۱۱۸۱ اپریل کے ماب نے ریاست بہاولپور اور تلر وکن کے خلاف زہر انگلیاں، دھیمان اتحاد اور طلبا
سراج کی یہ شرارتیں ملکی مفاد کیلئے کس نذر مفر میں، اہم اس پرائنڈہ کچھ تفصیل کیساتھ لکھیں گے،

فکرِ نصیحت

وَلَدِّ عَلٰی النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ

مسلمانانِ عالم کے اس اجتماعِ عظیم میں بہت ہی کم مدت باقی رہ گئی ہے، جو ہر سال اسلام ایزدی کیمطابق اسلام کے مولد و مادی یعنی حرمِ پاک میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنتِ قربانی کو تازہ کرنے کے لئے منعقد ہوتا ہے اور جو پرستارِ خداوندِ واحد کے درمیان اخوت و یگانگی اور محبت و مودت کے رشتے مضبوط و مستحکم رکھنے کا سب سے بڑا وسیلہ اور سب سے بڑا ذریعہ ہے، ہر متعلقِ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور اس اجتماعِ ملی میں شریک ہو، جس میں ملتِ حنیفہ کے تمام ذی حیثیت افراد ایک مہینہ وقت میں اربعین وضع کا لباس پہنکر اس ذاتِ برتر کی تحمید و تقدیس کرتے ہیں، جس نے انہیں ہدایت و رہنمائی عالم کے منصبِ جلیل و عظیم سے شرفِ برگزیدگی بخشی، حجِ عالمگیر اتحادِ اسلامی کا سب سے بڑا ذریعہ بنا، اس کے حقائق و معارف پر جتنا غور کیا جائے، اسی اہمیت کا احساس بڑھتا جاتا ہے، ایک سچے مسلمان کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ حج کو اپنے امیر کا حکم سمجھ کر ادا کرے، اور اس بات پر مطمئن ہو جائے کہ وہ مسلم ہے، خالص برتر کے دربر و سر خمیدہ ہے، منکر متبر و اذیت کش نہیں، لیکن جو لوگ برانٹلی ٹیوشن اور برنظام کی حقیقی حیثیت پر ناقدانہ نظر ڈال کر ہی اس کی اجابیوں یا برائیوں کے قائل ہو سکتے ہیں، ان کے لئے بھی اسلام کے اس اہم دینی و ملی انٹرنیشنل کی عظمت کے اقرار و اعتراف کے سوا چارہ نہیں، ملی اجتماع کی ضرورت کسی تشریح کی محتاج نہیں، لیکن دیکھئے اسلام نے حج کے اجتماع میں کیسی شانِ میدی کی ہے، اس بزرگ منی کی زندگی کے بعض نہایت اہم اور عظیم الشان واقعات کی یاد کو حج کا جزو بنا دیا ہے، جو اس کائنات میں ہدایت انسانی کا اتنا عظیم الشان حشرِ شہید تھا، کہ اس کے بعد تمام مذہبی اس کے صلب سے پیدا ہوئے اور اس کے پیغام کی بنیادوں پر نبوت کی ساری عمارتیں کھڑی ہوئیں اور وہ واقعات سچائے خود فردوں قوموں اور ملتوں کی زندگی کے مبانی میں سے ہیں، پھر اسی مقام کو اس اجتماع کے لئے مقرر کیا۔ جہاں یہ واقعات پیش آئے تاکہ ان کی یاد زیادہ

موثر و انشعابیت اختیار کرے، اس کے بعد اس حقیقت پر نظر ڈالے، کہ سرزمین حجاز اجتماع اسلام کا ارضی مرکز ہے، وہیں دینِ منیم کی دعوت کا ظہور ہوا، وہیں خدا کے اس آخری پیام نے تکمیل و اتمام کے آخری مراحل طے کئے۔ اسی سرزمین کے ساتھ حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حیاتِ طیبہ کے رشتے وابستہ ہیں، وہیں حضور شریفِ فرمائے عالمِ وجود ہوئے، وہیں حضور کو بذاتِ عالم و عالمیوں کا منصب سپرد ہوا، وہیں حضور نے دعوتِ حق کے لئے اس کائنات کی انتہائی تکلیفیں و دشمنیتیں برداشت کیں اور اسی سرزمین میں نبیِ حق کا آخری ظہور ہوا، تباہی کیا پروانِ بینِ قیم کے سالانہ ملی اجتماع کے لئے اس سے بہتر یادگاروں اور اس سے بہتر ماحول کی کوئی سرزمین جو سکتی تھی؟ لیکن آؤ! مسلمانوں نے اپنے اہم نظامِ مہاویلی، دینی کی طرح نظامِ حج کی نہ محض حقیقت و روح ہی سے بلکہ بہت بڑی وضع و صورت سے بھی بے پروائی اختیار کر لی، مہدِ ستان ہی کو کبچے یہاں سب کر ڈر زندانِ توحید آباد ہیں اور گذشتہ سال یہاں سے حج کے لئے زیادہ سے زیادہ پینتیس ہزار مسلمان گئے، عامِ بابائت سے واضح ہوتا ہے، کہ آخر لوگ مدت سے نہیں گئے، یا شاید کبھی بھی نہیں گئے، پیریم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا سات کر ڈر مسلمانوں میں سے گذشتہ سال صرف پینتیس ہزار ہی من استقطاع البیہ مسعیلا کے حلقے میں آتے تھے، اور باقی تمام اہل استقطاع یہ فریضہ ادا کر چکے تھے؟ اس کا جواب نفی میں ہے یقیناً نفی میں ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں اربابِ دولت موجود ہیں جن میں سے ہر شخص بہولت تمام بدرجہ اقل ساڑھو چھ سو روپے کی رستم صرف کرنے پر قادر ہے اور یہ مصارفِ حج کی اقل رقم ہے، مگر عامِ حبیبی اسلام کے فرائض و واجبات سے بے پروائی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے ضوابطِ قیامِ ملت سے بے توجہی کے باعث یہ مستطیع بلکہ ذی حیثیت مسلمان سالانہ اجتماعِ ملی میں شرکت کا فریضہ اب تک ادا نہیں کر سکے، حالانکہ اگر دلوں میں اسلام کی سچی تربیت ہوتی یا بانیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامِ پاک اور اسوئہ حسنہ کے ساتھ محبت کا حقیقی جذبہ موجود ہوتا، تو تمام اربابِ استقطاع حسبِ احکامِ شریعت فریضہ حج سے سبکدوش ہو چکنے کے بعد بھی اس اجتماعِ ملی کی سالانہ شرکت سے باز نہ رہ سکتے، بلکہ ہر سال یا بدرجہ آخر ہر تیسری سال حجاز جانے اور اس کی مقدس فضا میں چند دن گزارنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے،

کہا جاتا ہے کہ مہدِ ستان کے مسلمانوں میں اسلامیت کی روح سے زیادہ ہے، اگر یہ صحیح ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ روح ان کے اعمال میں نظر نہیں آتی؟ سات کر ڈر کی آبادی میں کس

ہر سال کم از کم دو تین لاکھ آدمی توحج کے لئے جانے چاہئیں، عام اجتماعات میں مختلف جماعتیں اپنی تناسب کی بنا پر نمائندگی مانگنا کرتی ہیں اور ان کے تناسب میں کوئی کمی واقع ہو تو گزرتی اور پرشار ہوتی ہیں، مگر یہ کہتے انفس کی بات ہو کہ دنیا کے اسلام کی سب سے بڑی جماعت یعنی مسلمانان ہند حج کے اجتماع ملی میں اپنی حیثیت کی بنا پر شرکت و نمائندگی کا کوئی خیال نہیں کرتے،

سب کا فائدہ پہنچا منزل پر

اک

تم ہی کیلے چھوٹ گئے

دنیا میں تعلق دم کلبے، جب تارنفس کے ٹوٹ گئے
آنکھوں سے مسلسل اشک میں جاری دہلی خاشر کی ہوئی
جو آرزو میں ہمارے گئیں، پوچھو نہ نہیں اک دفتر ہے
بائیں سو اٹھے وہ گمراہ کر اک سچکی میں ہم ختم ہوئے
وہ شور بھنکا وہ حشر ہوا قبروں سے اٹھے سوئیوئے
کیا پوچھتے ہوا اپنی حالت احوال نہایت اترے
اجاب کے نام سے سب کچھ تھا جب نہ رہو کہ کچھ نہ رہا
کچھ نہ اٹھے مرغویاے، اس نعل بیٹے کیا حاصل
سوئے تھے جو غافل ہو کر یہ اس کی سزا ہے اے خنجر
سب قاف لہ پہنچا منزل پر اک تم ہی کیلے چھوٹ گئے

حیدر علی شاہ

مرزا فدا علی خنجر

کرامتِ قرابت

اگرچہ پر آدمی کے رشتہ داران درجہ تعلق صہریت وغیرہ بکثرت ہو سکتے ہیں، مگر اسلامی شریعت عزاء نے محض صلبی رشتہ داروں ہی کو قرابت کا درجہ دیا ہے اور یہ درجہ بھی زیادہ سے زیادہ دادا کے دادا کی اولاد تک وسعت پذیر ہے ورنہ صلبی لحاظ ہی سے اولاد آدم سب کی سب قرابت میں داخل ہو سکتی ہے، اور کوئی امتیاز ماؤں و سہماں میں باقی نہیں رہ سکتا، غالباً اسی خیال ہی نے مراسیوں اور قضا کو بھی اندون مجبور کیا کہ وہ قرشت کے وعدہ دار ہوں جیسا کہ قرشیانِ منہ کے مایہ ناز مہوار رسالہ افسرین امر سر کے کالوں سے ظاہر رہا ہے، رہا یہ امر کہ ان کا یہ خیال کہاں تک درست ہی ہوئے اس کے اوپر چہ نہیں کہ ۴ برس کنیاں خلش خطبے داروں اس صلبی قرابت اولاد آدم ہونگی جہت سے سب چہ ہوں، چار یکساں بہرہ اندوز ہیں وہ ہرگز صحیح نسب قرشیوں کے مقابلہ میں عہدا برآ نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس میں میسر قرشی بیائیوں کی کچھ تحقیر ہی ہو سکتی ہے، کیونکہ چاند پر چھوکنے سے تہوکنے والے ہی کے منہ پر گرنے کا امکان ہوتا ہے نہ کہ چاند پر گرنے والا نہ ترشت من قانی نہ ترانہ نے مرا اور بست

قل ہو اللہ کہ وصف خالق ماست زیر تبت یدا ابی لباست
اس صلبی قرابت دادا کے دادا کی اولاد اور تعلقات صہریت کے علاوہ لڑکے اور لڑکیاں کی بیاہ شادلوں سے جو رشتہ داران ہم ہو پختے ہیں، وہ بھی قریبی رشتہ داروں ہی کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں، مگر صلبی اور غیر صلبی رشتہ داروں کے اندر جو وجہ مابہ الامتیاز ہی، دادا نظر میں ہمیشہ کسی عزیز و صاحت کی ضرورت نہیں،

صلبی قرابت داران کو شرع اسلام نے ذوی الفروض، ذوی الاعصاب، ذوی الارحام کے تین مدارج میں بیان کیے، یہ وہ جدی رشتہ داران ہیں، اگر جن کے ساتھ کم و بیش جائداد مالک کے اشتراک کا تعلق ضرور ہوتا ہے، جو دادا کے دادا کی اولاد تک عموماً اثر پذیر ہوتا ہے اس کے اوپر غالباً یہ اثر معدوم ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انگریزی مروجہ قانون نے بھی اس کی صحت کو دادا کے دادا کی اولاد تک ہی ملحوظ رکھا ہے، اس سے اوپر شاذ و نادر ہی ایسے اشتراک اثر کو

کے بارہ میں موثر ہے، بالفرض اگر بے بھی تو انادور کا معدوم کے نیچے رہا ہوا ہے،

چونکہ طبائع انسانی نظریات مختلف واقع ہوئی ہیں اور غالب مغلوب بھی ہیں، اس واسطے
سب کے سب صلیبی رشتہ داران یا باندی ہوا دھوس انصاف پسند اور حق شناس نہیں ہوتے
ہیں، ایک شریک غالب الطبع دوسرے شریک مغلوب الطبع کی جائداد و املاک کو غاصبانہ پہلو کو
حق ناشناسی کے تحت یا باندی ہوا دھوس خورد برد کرنا چاہتا ہے جس واسطے ان کے اندر نفسین
و عناد کا بیج پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ نشوونما پاتے پاتے کسی زمانہ میں جا کر
ایک تموند درخت بن جاتا ہے جس کی جڑیں اندر ہی اندر دور دور تک پھیل کر اس قدر مستحکم ہو جاتی
ہیں کہ انہیں بشری قوت آسانی سے اکھاڑ نہیں سکتی، کیونکہ ان کے اپنے اپنے رشتہ داران
بھی ہر ایک کی پشت پر ہوتے ہیں، فرستہ منہ ہمیشہ کے لئے ان کے اندر ایک مستقل و مٹا نہی
ہو گیا ہو جاتی ہے اور الاقارب عقارب کی مثل صادق آجاتی ہے تب غیار لوگ ان اقربا سے
بدجہا بہتر معلوم ہونے لگ جاتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ بکا وہ پیشانی ملتے رہتے ہیں، کوئی
بابہ النزع مانع امران کی ملاقات میں مارج نہیں ہوتا، پس ان وغیرہ سے کہہ کہ میں جو مل
ہو جاتا ہے اور استہ با سے ایسا ہی قطع تعلق جس سے شریعت عزائے گرامیت کی نظر سے دیکھتے
ہوئے منع فرمایا ہے و ہذا فی المسکوۃ المصابیح، خلق الخلق حلما فرغ منہ قامت
الرحمہ فاحذرت بحمدی الرحمن فقال مد قامت ہذا مقام العایذ بک من القطیعة
قال لا ترضین ان اصل من وصلک ادا قطع من قطعک قالت بلی یا رب قال
فذاک ۱۲

دیگر، مامن ذنب اجرہ ان تعجل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الدنیامع ما یؤخر
لہ فی الآخرۃ من البعی و قطیعة الرحم لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیہم قاطع الرحم
یعنی، بذات اور قطع قرابت کے جرائم ایک ہی جرم ہیں کہ جن کے مرتکبان سے ہمیشہ
رحمت الہی منقطع رہتی ہے اور دین دنیا کے اندر انکی کبھی بھی فلاح و بہبود نہیں ہوتی، بلکہ انکی
قوم رحمت الہی سے محروم رہتی ہے اور رہے گی، کہ جنہوں نے قطع تعلق ہوتے دیکھ کر قرابت
کو قائم رکھنے کی کما حقہ کوشش نہ کی، ۱۵

فہرے قطع قرابت سر بسر زہر ہے قطع قرابت کا مٹھر
غیر چشم و نالے جانین ہے منیلاں سے امید یا سمن

کاٹنے والا سرت کا کہیں پھلتا پہلتا کبھی ہرگز نہیں

ایک دن ایسا مقرر آئے گا توڑ کر انہوں سے تو بچتا ایسا

اگر ب کے سب انصاف پسند اور مذہب کے بچے ہوں تو ممکن نہیں کہ کبھی بھی فراموشی

کی طبیعت میں ملال تک آجائے اور وہ ہمیشہ خوش و خرم زندگی بسر کرتے رہیں، کیونکہ جب وہ خود اتفاق اور ہمدردی سے رہیں گے تو انہیں ان سے مرعوب اور سہمگن رہیں گے،

زاتفاق گس شہد میسوزید! خدا چہ لذت شیریں در اتفاق نہا

غرضیکہ اتفاق و محبت کی برکات سے کون شخص ہے جو واقف نہیں، نا اتفاقی کی وہ صیر

جو اوپر بیان ہو چکی ہے، جب الاقارب و عتارب کے نیچے رونما اور عمل پذیر ہو جاتی ہے، تو اس کے حاملان تہذیب و تمدن کی نعمت خدا داد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور اپنے اپنے گہروں کے انتظام سے بھی عاجز آ جاتے ہیں، نہ جائے مآذن نہ پائے رفتن، کیونکہ وہ پہلے ہی خصومات کا شکار ہو کر حضائل نفیہ کو کھو چکے ہوتے ہیں، اور رذیلہ عادات کے خوگر و عادی،

صلبی تو رہے ورنہ اب لیجئے غیر صلبی رشتہ داروں کو، کہ لڑکے کی شادی ہوئی، بس گھر کی بربادی اور کنسب کی خرابی، ہو آئی، اماں پرانی، بہن سے بہائی کی علیحدگی، باپ سے کشیدگی، امیاں روٹی کھاتے گہرائے تو سو سو سو بے سنائی، وال میں کالانظر آتا ہو روٹی کا مزا کر کر رہا جاتا ہے، میاں چلتا پہلتا، بیوی لڑتی بھلی، گھر کو سلام،

ڈاگربان میں منہ ڈال کر دیکھئے کون گہرنا ہے جو اس آفت شہار ذری سے

محفوظ ہے، پہر کیوں، وہی حق ناشناسی اور عدم انصاف پسندی، مذہبی تسلیم کا فقدان، اس کی تہ میں کار گزار ہیں، اگر میرے مسلمان بہائی محبت کریں اور دینی تعلیم کا شیوہ عمل شبیر میں تو ممکن ہے کہ ان امراتوں سے نجات پا جائیں اور دین و دنیا کی صلاح کو حاصل کریں خصوصاً میرے قریبی بہائی زیادہ توجہ کے قابل ہیں، کہ ان کا ایک واحد ارگن انعرشیں امرتس برسوں سے ان کو بگاڑ رہا ہے اور وہ ہنوز شب واپس اول سے آگے نہیں سمجھے، ابنا ہنر استقیم،

اس ضمن سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں، اظہار حق منظور ہے تاکہ قرابت کی

کڑواہٹ دور ہو کر عین راحت سے باہم مل جل کر زندگی بسر کریں اور آخرت کی فلاح و بہبود کو یقیناً اخیر پر ایک دفعہ یہ عرض کر دنگا۔ کہ میرے قریبی بہائی رسالہ انعرشیں کو ہفتہ وار

کر دکھائیں، اسے چلائیں اور حزبِ چلائیں، ترقیاتی محکمہ صلی صاحبِ وقت کی گذشتہ کارگزاری کی ضرورت
 دادیں، امداد دیں، اگر انجمنِ ترقیاتی پنجاب کو جو اوالہ کے ہنرمیں بنیں بنے تو ضرور بنیں
 اور جماعتِ کرامات کا فائدہ اٹھائیں، والسلام،
 ۱۲ مارچ ۱۹۲۷ء — زندہ قاضی شاہ ولی، دکن

تاریخ شاہانِ اسلام کا ایک

ہندوستان کی علمی حالت

سلطان محمود غزنوی

حقیقت حال سے ناواقف لوگ اگرچہ سلطان محمود غزنوی کو محض بت شکن ہی سمجھتے ہیں
 لیکن غیر جانبدارانہ تحقیق حالات اسے ترقی علم کے لئے حیرت انگیز، نفع اور اہل علم کا سرپرست
 ثابت کرتی ہے، ہندوستان میں اس کے فرضی مظالم مثلاً مندروں اور بتکدوں کے انہدام، بتوں
 کے توڑنے، ہندوستانیوں کو برہمنی سے قتل و غارت اور ملک میں عام ابتری و پریشانی کے پھیلانے
 کی داستانوں نے عام ہندوستانیوں کی ذہنیت کو اس قابل نہیں رکھا کہ وہ بے تعصب تحقیق
 کر سکیں، اور اس صاحبِ کمال بادشاہ کی فطرت کے اصلی جوہر کو بے نقاب کر سکیں، ہندوؤں
 کے نزدیک اس کی ذات برہمن کی برائیوں اور ستم شعاروں کا مجموعہ تھی، حالانکہ جن علاقوں
 میں محمود نے بتخانے گرائے ہیں وہاں پرانی وضع کے بتوں کی ابھی تک موجودگی بجا کر کہہ سہی
 ہے کہ محمود نے صرف اسی بتکدہ کو گرایا ہے جس نے اس کے دشمنوں کو سپاہ و کمر اس کے مقابلہ
 میں ایک مستحکم قلعہ کا کام دیا، اور جو حملہ آور بھی محمود کی جگہ ہوتا وہ دہی کرتا جو اس عالیشان
 بادشاہ نے کیا تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ پتھر کے بتوں کے توڑنے سے کہیں زیادہ کوشش اس نے جہالت کے
 بتکدوں کو مسمار کرنے میں صرف کی، ترقی علم کے لئے اس کی بخشش مستند اور بارش کی طرح تنصیف

مقامی کی پابندیوں سے بالکل بے نیاز تھی اور اس میدانِ علم میں وہ قومی اور ملکی تعصبوں سے بالکل آزاد تھا، جب محمود نے گوالیار کا محاصرہ کیا تو نندارائے والے گوالیار نے بہت سے تحفے، ایک سومت ہاتھی، دلقول فرشتہ، بھیجکر صلح کی درخواست کی، جب محمود نے ہاتھیوں کی مستی سے آگاہی پائی، وہ بہت غضب میں آیا، لیکن ان تحفوں میں ایک قصیدہ نندارائے کا لکھا ہوا محمود کی شان میں نکل آیا، محمود کا تمام غصہ رحمت سے بدل گیا، اس نے نندارائے کو بذریعہ قلعوں کی سرداری جن میں جو نوپر بھی داخل تھا بخشہ دی، انظم و نثر کی تاریخ میں یہ شاندار فتح جمیال ہے، اور محمود کے تعصب سے پاک اور وسیع مذاقِ علمی پر دستِ کرئی ہے۔

بعض متوجہ کہتے ہیں کہ محمود نے غیر مذہب کے مقلدوں کی محبت افزائی اور غیر علم کی ترقی کی طرف بالکل توجہ نہیں کی، مگر استسم الحروف کی رائے میں والے گوالیار کا واقعہ پیش نظر کہتے ہوئے کوئی ذی ہوش اسے ماننے کو تیار نہیں ہو سکتا، اس یہ بات درست ہے کہ محمود نے ہندوؤں کی تعلیم کے لئے کوئی مدرسہ نہیں بنوایا، اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہندو محمود کو اپنے مذہب، ملک اور آزادی کا دشمن سمجھ کر اس سے نفرت کرتے تھے اور اس سے کسی قسم کی مدد حاصل کرنے تو عجمی غیرت اور خود داری کے خلاف سمجھتے تھے، دوسری طرف محمود کو ہندوستان کی تئیں مدتِ قیام میں کوئی لمحہ امن کا لُصیب نہیں ہوا، جہیں وہ ہندوستانیوں کے سلامی مشاغل کی طرف رجوع کر سکتا۔ اور اس کا مرکز حکومتِ غزنی، ہندوستان سے بہت دور تھا، جہاں ہندو لوگ جو ان کی زبان سے بھی بالکل نا آشنا تھے، جانے کا خیال تک نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اس کی تمام تر کوششیں غزنی تک محدود رہیں، تاریخ گزشتہ بتاتی ہے کہ محمود ہر سال اہل علم اور پندہ رسوں کی مدد کے لئے..... ہم دینار تقسیم کرتا تھا، محمود نے علم کی باقاعدہ ترقی کے لئے درس گاہوں اور مدرسوں کی بنیادیں رکھیں اور ان کی مدد کے لئے سالانہ امدادی وظائف مقرر کئے، ایک بہت بڑی مسجد اور ایک درس گاہ غزنی میں اسی بنوائی جس میں بہت بڑا ذخیرہ کتب، طلبہ اور مدرسوں کے مطالعہ کے لئے رکھا، اس مدرسہ کی بنا کے لئے نہ کہ کثیر وقف کیا گیا، اور برداشت فرشتہ عمری عہد کا سب سے بڑا فاضل اس درس گاہ کا معلم اعلیٰ مقرر ہوا،

خدمتِ علم کے لئے اس قدر بخشش ہوئے لگیں کہ دور دور سے بالکمال انسان اور بڑے

بڑے فاضل غزنی کی طرف آنے شروع ہو گئے، اور محمود کے عرصہ میں غزنی علاوہ مسیحائی مرکز بنونے کے بہت بڑا علمی مرکز بن گیا، فرشتہ لکھتا ہے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں اتنے عالم نہ تھے، جتنے کہ محمود کے دربار میں جمع ہو گئے، تاریخ یامانی کے مصنف پر بہت فوارشیں ہوئیں، غزنی رازی کو ایک دفعہ ۱۰۰۰ھ میں ایک مدح پر انعام ملے، اسدی طوسی جس نے فردوسی کے بعد چار ہزار شعر شامنا میں بادشاہ کی فرمائش پر بڑے بادشاہ کا منظور نظر تھا، منوچہری اور عنفری پر بھی بروقت بخششوں کا اظہار ہوتا رہتا تھا، فرضی اور عسجدی بھی دربار کے بڑے شاعروں سے تھے، بہت سے شاعر اور اہل علم کی باریابی عنفری کی سفارش سے ہوئی تھی، فردوسی جس کے ماتم سے دنیا ابھی تک فارغ نہیں ہوئی، وہ دربار میں ایک نظم کی داویئے آیا تھا، لیکن یہاں عنفری کی سفارش سے درباری شاعروں میں داخل ہوا اور اسے شامنا مکمل کرنے کی خدمت ملی، اور فی شعر ایک دینار کا وعدہ دیا گیا، لیکن جب فردوسی نے ساتھ ہزار شعر تیار کر کے پیش کئے، تو بادشاہ نے مصاحبوں کے مشورے سے ۶۰۰۰ دینار اس کے وطن بھیج دیے، یہ تھا محمود کا ذوق علم جس کی بدولت اس نے غزنی کو تمام امصار و دیار میں ممتاز بنا دیا تھا،

اگرچہ محمود کے جانشین مسعود میں باپ کی جو انفرادی اور شجاعت کا جوہر اس درجہ باقی نہیں رہا تھا، لیکن خدمتِ علم کا وہی مقدس جذبہ مسعود کے سینہ میں تھا جس کا اماندار اس کا باپ تھا، اس نے غزنی کی وہی شان قائم رکھی، اس کے دربار کا سب سے بڑا شاعر فلاسفر اور منجم اور خاں خوارزمی تھا جس کو علم نجوم پر ایک معقول بحث لکھنے پر ایک ماہی کے وزن کے برابر چاندی انعام ملی، ابو محمد نے امام ابو حنیفہ کے عقائد پر ایک کتاب لکھی جس پر بہت سا انعام پایا، مسعود نے حصولِ علم میں آسانی پیدا کرنے کے لئے سینہاڑے اور مسجل بنوائے اور ان کی مدد کے لئے زر کثیر وقف کیا، صاحبِ روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ یہ اہل علم کی صحبت کا بڑا اشتاق تھا، البیرونی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عربی افادہ کی سنسکرت اور یونانی کے پوشیدہ علمی خزانوں کی تلاش میں بڑی سرگرمی سے کام لیا جاتا تھا، اہل شوق ہر قسم کے علوم مثلاً ریاضی، نجوم، فلسفہ، حکمت، اسمیں وغیرہ کے حصول میں مصروف تھے، غیر علوم کی کتابوں کے ترجمے فارسی اور عربی میں ہو رہے تھے، اس عہد میں فنِ کتابت نے بہت ترقی کی، مسعود نے خود اپنے ہاتھ سے دو قلمی قرآن شریفوں کے نسخے خطیفۃ المسلمین

کنجہ تہیں تحفہ بھیجے ،

معدو کا جانشین بہرام باپ سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا ، اس نے اپنی بخششوں سے علم میں ایک نئی روح بھجھو لگادی ، اس کے دربار کے اہل علم میں سے شیخ نظامی مصنف مخزن اسرار اور سید حسن غزنوی خصوصاً قابل ذکر ہیں ، سلطان بہت سی غیر زبانوں کے ترجمے فارسی میں کرانے ان کتابوں میں کلید و منہ بھی تھی ، جسے اس نے عربی سے فارسی میں ترجمہ کرایا ، اد جس کا نام ”انوار سہیلی“ ہوا ، (انوار لطیف)

شادی خانہ بربادی

فضولِ حرنچی کی نیت

(حضرت قمریہ الیونی کے قلم سے)

آج اس پوچھے کل جس کے گہر شادی ہوئی
اس طرف دھومیں مچیں باجے بچے گانا نہوا
اس طرف گہر بھونک کر دیکھا تماشہ سیاہ کا
ایک بیک دونوں طرف لینے کے دینے پر تگئے
شاہزادی شاہزادہ جس سے تھے دولہا دلہن
قرمن کی تڑتے جس پر فخر تھا خسرال کو
ہو ملا تھا چھین گیا وہ قرمن میں یا سود میں
کل طے محل کے گدے اور طمس کے کھاف
لاکھ کا گہر خاک تھا کل جس دلہن کے بیاہ میں
باپ جس کا میٹھا تھا اور دادا فخر قوم

خانہ آبادی ہوئی ، یا خانہ بربادی ہوئی
اس طرف غیرت حمیت عقل فریادی ہوئی
اس طرف نیلام غوث قرق آزادی ہوئی
کام آئی پھرنہ دولت لی ہوئی یا دی ہوئی
وہ محبت ان کے حق میں ایک جلاوی ہوئی
مغلسی میں اب عذاب جاں وہ داماد ہوئی
جو مرصع کار تھی وہ زندگی سادی ہوئی
آج ان کے زیب تن سوہی ہوئی کہا دی ہوئی
پنسی سے وہی ناقوں کی اب عادی ہوئی
ماں جواری کی ہوئی اور چور کی دادی ہوئی

لاش اب بھی ہم یہ سمجھیں فخر تھا جس پر فخر

وہ اولوالعزمی ہماری وجہ بربادی ہوئی

خواتینِ عرب کے اوصاف

عرب کی عورت میں سب سے بڑی صفت اس کی آزادی ہے، چنانچہ انتخاب زوج میں اس کو کامل آزادی تھی، اور اسی طرح بدسلوکی کی حالت میں وہ اپنے شوہروں کو چھوڑ بیٹھتی تھیں، ہر عورت کو اپنی شرافت نسب اور خاندان کے تنگ ناموس کا از حد خیال تھا، پہاڑی اور شوہر کی عزت کا خاص احترام کرتی تھیں، کسی مصیبت کے وقت بقائے عزت کے لئے ان کو جان و دینا آسان تھا، چنانچہ بنت خرمہ بن جملہ ان تین عورتوں کے تھیں جو عوب میں المتجیات (نجات دہندہ) کے نام سے مشہور تھیں، ادب کی کتابوں میں ان کا قصہ مشہور ہے، اگر ایک مرتبہ قبیلہ بنی عیسٰی پر حمل بن بدر نے حمل کیا، گاؤں کو تاراج کر کے عورتوں کو گرفتار کر لیا، ان میں فاطمہ بی عتی جب یہ اونٹ پر سوار جا رہی تھی، تو چیخ کر بولی کہ اسے شخص بچے چھوڑ دے، کیونکہ اگر تو اس مائتہ سے لے جائیگا، تو زیادہ فاطمہ کا شوہر، اور اس کے بیٹے سے جنگ ہو جائیگی، حمل لے گیا، کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، قبیلہ میں پہنچ کر تو میرے اونٹ چرائیگی، یہ سنتے ہی فاطمہ سر کے بل اونٹ سے گری اور گر گئی اور اپنے شوہر اور اپنے بیٹوں کی عزت پر داغ نہ اُٹے دیا،

اسی طرح قدیم تاریخ عرب میں غفرہ بنت عباس حبشیہ لقب یہ بنتموس کا قصہ مشہور ہے، اس قبیلہ کا فرمانروا علق بنات ظالم تھا، اور نکاح کے بعد ہر عورت کو اپنے غلامت میں بلاتا تھا، اور زنا کے بعد صبح کو وہ اپنے شوہر کے پاس بھیجی جاتی تھی، غفرہ نے نہایت پر جوش اشعار کہہ کر اپنے قبیلہ کے فوجاءوں کو ابھارا اور علق کو قتل کر کے چھوڑا، چنانچہ اس کے یہ اشعار مشہور ہیں۔

جدیس سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں ہو کیا کوئی
اپنی دہن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے
اے میری قوم! کیا کوئی شریف ایسے ناشائستہ
فعل پر رضا مند ہوگا جبکہ عرس کا مہر بھی بھیجا گیا ہو
ایسے شوہر کا بھر ملاکت میں ڈوب مرنا اس سے

لا احدى اذل من جدییب
اهلکذا یفعل بالحر دوس
یرمی بهذا یالقدیمی حشر
هذا وقد اعطی وسبق للمهر
لخوضه بجر الردی بنفسه

خیڑلہ من فعل ذا العرسہ کہیں بہتر ہے کہ جنس اس نے اپنی بہن کی انتہا کیا
عرب کی عورت میں عہد اور وفاداری بھی خاص صفت ہے، چنانچہ فکیہ (بن فیس) کی
نسبت مشہور ہے کہ انکیر تبہ ڈاکو سلیک بن سلک اس کے قبیلہ میں گرفتار ہو گیا، چونکہ یہ تن کر
بانی بی چکا تھا، اس لئے بھاگ نہ سکا، (سلک عربوں میں دوڑ کے لئے مشہور ہے) اور جیٹ
کر فکیہ کے خیمہ میں چلا گیا، اس شریف عورت نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا، جب متبد
والے اس کی گرفتاری کو خیمہ میں پہنچے، تو فکیہ نے اپنے بال کھول دیے اور زور سے چہنی
آواز سننے ہی فکیہ کے بھائی دوڑ پڑے، اور سلیک کو راکر دیا، حالانکہ یہ ڈاکو بڑی وقتوں
سے گرفتار ہوا تھا،

جماعت بن عوق بن حکم اور ام حبیل بھی وفاداری میں مشہور تھیں،
ان اوصاف کے علاوہ فضل و کمال میں بھی ممتاز ہوتی تھیں اور شاعری ان کا خاص
جوہر تھا، چنانچہ ضنا سلیک کے مرثیے آج تک ضرب المثل ہیں، جن کو بانو نے "اشعر اشعار"
کا خطاب دیا تھا، غنائے اپنے بھائی محترہ کی موت پر جو مرثیہ لکھا اس کا یہ شعر مشہور ہے،
وان صخر اَلناتم اَلهداة به صخر وہ تھا جس سے لوگ ہدایت پاتے تھے اور کی ٹپا
کانتہ علمہ فی راسہ ناد ایسی جگہ کہ وہ ایک شہر بلند بہاڑ تھا جکی چوٹی پر گنگوٹلی تھی
عربوں کا دستور تھا کہ اندھیری رات میں بہاڑیوں پر راگ روشن کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے
گم کردہ راہ اور بہو کے پیاسے مسافر میں راہ تک پہنچ جائیں،
شاعری کے علاوہ اکثر عوتیں کا ہنہ تھیں جو غیب کی خبریں بتا کر کرتی تھیں، ان میں طریقہ
بنت النحیر حمیری بہت مشہور تھی،

عرب میدان جنگ میں بعض اوقات فرار ہو جاتے تھے، لیکن جب عورتوں کی حفاظت
کے لئے لڑتے تھے تو پہر میدان میں جان دیدیتے تھے، اور بہادروں کی عورتیں ہمیشہ محاذ جنگ
کے قریب رہا کرتی تھیں،

عہد رسالت میں حاتم طائی کی بیٹی نے اپنے قبیلہ کی رہائی میں جوسی و کوشش کی ہے، اس
کا واقعہ سعدی شیرازی نے اپنی کتاب بوستان میں تفصیل سے لکھا ہے اور عرب کی شاعری
بھی ان امور پر اشارہ کرتی ہے، عمر بن کثوم کہتا ہے
علیٰ انا را نبیض حسان لڑائی کی ٹپا میں دستدوب کھیلنا ہمارے ہیچے میدان

نخا زِدْ اِنْ تَقْسِمِ اَوْ تَهْمُنَا جنگ میں غصہ عورتیں ہوتی ہیں، ہم انکی حفاظت نہ
خوف سے کرتے ہیں کہ دشمن انکو گرفتار کر کے تقسیم کر کے دیں

اور عورتیں بھی مردوں سے حلف لیتی تھیں کہ وہ میدان سے فرار نہ ہونگے، بلکہ قیدیوں گھوڑوں
اور اسلحہ کے ساتھ کامیاب واپس آئیں گے، جس کی تشریح مذکورہ بالا شعر کے بعد اس تفسیر میں موجود
ہے اور یہ شعر بھی اسی مضمون کا ہے، ۵

یَعْنِ جِیادَنَا و یَقْلُنْ لَمْ
بَعُولَتُنَا اِذَا الْمَرْتَدُونَ
عورتیں ہمارے گھوڑوں کو گھاس داند دیتی ہیں اور کہتی ہیں
کہ اگر تھے ہمارے دشمن کے سر سے نہ بچا تو تم ہمارے شوہر نہیں ہو
ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اجرت لیکر غیر کے بچے کو دودھ نہیں پلاتی تھیں اسی پر عربوں میں یہ
مثل مشہور ہے، کہ تجوع الحرة ولا تاكل لبدها آزاد عورت بچوں کو مریگی لیکن رضاعت کی اجرت لیکر نہیں کھائیگی
اور جو عورتیں اجرت پر دودھ پلاتی تھیں وہ ہمیشہ مشہور ہوتی تھیں،
ادشمنی اور بکریوں کا دودھ دوہنا یہ بھی عورت کے حق میں باعث بدنامی تھا اور جس خاندان کی
عورت دودھ دوہتی تھی وہ نظر حقارت سے دیکھا جاتا تھا،

محمد عبدالرزاق، بہوپال

دنیا کے ملکوں کا مرفع

(حضرت جوش ملیح آبادی،)

انگلستان

مری روح عمل پر تنگ ہے عالم کی پہچانی میرے ہائے تجارت پر جلال تاج دارائی
مری سٹھی میں ہر خوشیہ خادرجو بلے پایاں مری جودت کے آگے سرنگوں قوموں کی دانائی
منا ذامہ میرے پنجہ بہمت کی یہ گیرائی

امریکہ

میری دولت کے آگے دولت تاروں ہو شرمندہ میرے آئین حکم میں، میری تقسیم پائندہ
میرا حال، آئینہ مستقبل جبروت ساماں کا میری پیشانی تخت پر برق غم خشنندہ

میری جانکا ہیاں بیدار، میری توتیں زندہ

فنائنس

جواہر جنگ عالمگیر کے میرے خزانوں میں بہشت رنگ بو میری شگفتہ بوستانوں میں
دلوں میں عشق کی گرتی سسوں میں عقل کا سردا کبھی گم سخن خوابوں میں، کبھی جگی ترانوں میں
میری رانیں نگاروں میں مرے دس کاغذ انیس

جرمنی

خوابی سے دوبارہ درس استحکام لیتا ہوں رقیبوں کی نزاع باہمی سے کام لیتا ہوں
عروس اتفاق کو اہتہ سے جانے نہیں رہتا جو چھٹ جاتا ہے تو پھر بڑھ کے مہن تہام لیتا
خدا چاہے تو اب پھر تیغ خون آشام لیتا ہوں

روس

رواں ہے تیغ میری گردن غفلت شعاری پر مراد دل خون ہے مرزور کی فریاد و زاری پر
جھکے میں کشت و بمقاں پر کراہی ہو بادل تپاں ہے برق میری خرمن سرمایہ داری پر
عرق ہے میری میت سے جبین شہر یاری پر

جاپان

روہ علم و عمل میں دیر سے بنگامہ آرا ہوں ہوا سے کار و بار شوق و طوفانِ تشناہوں
مستم کہاائی ہے میری سخی نے بیدار بخشی کی فروغِ زیت کے پیہم نئے سانچے بنانا ہوں
غور و ایشیا ہوں، محسوس امر و زور واد ہوں

ترکی

میرے افکار میں تہذیب نو کی کارِ شرمائی عروس جذبہ قومی زمین بزم آرائی،
مرعین جاں ملیب، سبھی ہوئی تھی جکواکِ دنیا خدا کا شکر ہے اب منظرِ زور و توانائی
توانائی کے سایہ میں ہے عجاۓ مسیحا ئی

ایران

مستم آفریں ہے پھر طلوع صبح نورانی، کیانی شان و شوکت پھر ہے گرم بالِ جنبانی
گہٹا چہائی ہے رگنا باد "بستانِ مصلیٰ" پر برسنے پر ہے جذب کاوشِ بزمِ جہانِ بانی
مبادا میں جمع رباب، غم از باد پریشانی

افغانستان

برے دشت و جبل پر مہر آزادی کی تصویریں پڑی ہیں خاک پر ٹوٹی ہوئی ناپاک زنجیریں
برے سادت میدانوں میں بچھے ہیں علم کبولے جبینوں پر آنکھڑائی میں خود داری کی تحریریں
لنگاہوں میں چمکی تجبسیاں ! تھوئیں ششیریں

ہندوستان

بہائم کا سمندر ہوں درندوں کا بیاباں ہوں عدو سے کیا غرض آپس ہی رست و گریباں ہوں
خدا کے فضل سے بخت ہے بزدل نادان ہوں میری گردن میں ہر طوقِ غلامی یا سوجلاں ہوں
در آفت پہ سرے کفش برداری یہ نازاں ہوں

مان نہ مان چھکان

(دلا رموزی کے قلم سے)

مہمان کئی قسم کا ہوتا ہے ، لیکن یہ مہمان تمام قسم کے مہمانوں سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے ، اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ ہمیشہ بلا بلائے اور بلا اطلاع آتا ہے اور پہرٹالے نہیں ملتا ، اس قسم کے مہمان ذیل کے وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ،

(۱) یادہ نو عمری ہی سے آوارہ ہو ،

(۲) یا اس کی سوسائٹی اور احباب متمول اور فارغ البال ہوں اور اس کی کفالت کے لئے

ہر وقت تیار رہتے ہوں ،

(۳) یا اسے بلا کنٹ دنیا بہر کے شہر دیکھنے کا شوق تو کیا انفلو انزا ہو گیا ہو ،

اس قسم کے مہمان کی عملی قومیں مردہ اور بیکار ہو جاتی ہیں اور اس میں ذیل کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں

۱، وہ بلا بلائے معمولی سے معمولی ملاقاتی کے ان معہ خفیف سے بستر اور ایک صندوق کے حاضر ہو جاتا ہے ،

۲، اس میں شہم و حجاب کا مادہ باقی نہیں رہتا ،

۳، وہ بلا وجہ میزبان کی ہر بات پر ہنستا اور خوب خوب داد دیتا ہے ،

(۴) وہ قصہ گو اور لطیفہ گو ہوتا ہے ،

(۵) وہ عاملِ ارمال اور وقت پڑے تو بخومی ہو جاتا ہے ،

(۶) وہ ہمیشہ میزبان کے ذوق کے موافق باتیں کرتا ہے ،

(۷) وہ عیاشی کی متعلق بھی قیمتی معلومات بہم پہنچاتا ہے ،

(۸) وہ برہنہ اشعار خوب صحت کرتا ہے ،

اس قسم کا مہمان میزبان کی رودیاں ہی تناول نہیں فرماتا ، بلکہ کپڑا ، جوتا ، بستر اور بیس پڑے تو اہل عیال کے لئے سنی آرڈر بھی وصول کر ڈالتا ہے ، اس کی عمر اسی گداگری میں گزرتی ہے ، اس کی گفتگو کا موضوع وہی ہوتا ہے جو میزبان کی پچسی کا باعث ہو ، یہ میزبان کے گہرے غرت کے ساتھ رخصت نہیں کیا جاتا بلکہ نکالا جاتا ہے ، مگر اس پر بھی وہ بجائے سید انگر جلنے کے پیرکسی دوسرے شہر میں مہمان بن جاتا ہے ، خدا راقم الحروف کے دوستوں کو اس مرض سے بچائے ،

اب اسی قسم کے ایک مہمان اور راقم الحروف سے جو پالا پڑا ، اور جس کے اثر سے بیعضون بکھا گیا ، وہ بھی سن لیجئے ، سچ کہا ہے کہ اس زمانہ میں بی ۔ اے ماس نہ کرنا افلاس و تنگدستی کا مستند سرٹیفکیٹ ہے ، اس جب سے ان دیوبند والوں کے کہنے سے ہم انگریزی زبان ایم ۔ اے تک بڑھ کر بھولے ہیں ، آج تک وہی میر صاحب بنے پھر رہے ہیں ، جن کی متعلق کہا گیا ہے ، کہ انہیں کوئی پوچھتا ہی نہیں ، ایک کم دس متعلقین اور پانچ اور پریش رو بے اہوار آمدنی میں جیسی گزدرتے ہیں ، ہم جانچو ہیں ، یادہ جانتی ہیں ، پس رات کے کوئی گیارہ بجے ہونے کے آگئے ، آواز آئے ہم بیچان گئے ، اور سمجھ لیا کہ اب وہ دو تین ماہ ٹھننے کے نہیں ، اس لئے گھبرایٹ میں ترکیب یہ کی کہ ان کے ذریعہ کہا دیا ۔ کہ وہ تو کانپور گئے ہیں اور کوئی دو تین ماہ میں واپس آئیں گے ، مگر مہمان صاحب کا جواب ملاحظہ ہو ، ارشاد ہوا ، کہ

اچھا بیٹی میں ہوں لو ذرا یہ بستر رکھ لو اور اندھ سے کمرہ کھول دو ، اس کو کہتے ہیں ، مداخلت بجا بجانہ وقت شب ، پھر حکم صادر ہوا کہ بیٹی مانگے والے کے پیسے ہاتھ بڑا کر دیدو ، اسے کہتے ہیں استحصال بالبحر ، احکام کی تعمیل کی گئی ، تو کمرہ میں آگئے ، پہلے تو وہ چار مرتبہ بلا فرودت کھانسنے ، پھر فرمایا کہ بیٹی اگر کچھ کھانا ہو تو دروازہ سے دیدو ورنہ ، اب کیئے بلا واسطہ ہماری آن سے یہ باتیں کرنا اغوا نہیں تو اور کیا ہے ؟ اور ہم اس کشش و پنج میں کہ یا خدا ہم نے تو کھلا دیا ہے کانپور کا ، اب جو کل ہم اسی گہرے برآمد ہوئے تو بھر ؟

غرض جا۔ دنا چار پہلے دن کپڑی سے دفتر چلے گئے، مگر شام کو جگہ اُسے، تو معلوم ہوا، کہ میٹھی بیٹی "کہہ کر اس وقت تک ہزاروں فرمائشیں کر چکے ہیں، اب کوئی ان سے دریافت کرے، کہ یہ پانچ ہزار زر نقد ہمارا کرنے کے بعد ہمارے منکوحہ جائداد ان کی میٹھی کہاں سے ہو گئی، بہر حال ان سے ملے تو گھبرا کر فرمایا، کہ میں آپ کہاں؟ آپ تو کانپور گئے تھے، جی میں تو آیا کہ کہیں، کہ اچھا جب ہم کانپور جا چکے تھے تو پھر آپ ہمارے گھر میں کہاں؟ مگر آئیں بائیں شائیں کر کے چپ کر دیا، تو انہوں نے بھی زیادہ تحقیق گوارا نہ فرمائی، کیونکہ انہیں تو مہمانی سے کام، کسی کے افلاس سے کیا واسطہ، اور تعلیم کے زمانے میں سرتویوں میں جو رہے ہیں تو انہوں نے آخرت کے عذابوں سے ڈرا ڈنکار میں اس قد خلیق و متواضع اور ملنسار بنا دیا ہے، کہ اب ان نیچروں کی طرح بے مروت اور خود غرض بھی نہیں بن سکتے، اس لئے تھوڑی دیر کے لئے اخلاقیات ان کے پاس جو بیٹھ گئے تو بس اگلی مصیبت، اور مہمانِ مہربا نے ہمارے ذوقیات کا اندازہ کر کے سیاسیات عالیہ سے بیکر گاندھی، محمد علی، شوکت علی اور شہ علی سنگھن کے جملہ لوازم اور اسباب پر تقریر کر ڈالی، اور ستم الایس ستم یہ کہ فنانش پراعتراس کر کے ہمارے معنایں پر تنقید بھی کر گزرے، مگر داد دیجئے، کہ ہم نے مہمانِ صاحب کو یوں جنون کیا، کہ جائیوں کا آزار باز نہ دیا، اور خدا جو بٹ نہ بلوائے تو فی منٹ ایک سو ایک صبر جمائی کی سرکس تو مصمحل ہو کر فرمایا، کہ اچھا تو اب آرام فرمائیے،

پہلے ڈرائی میٹھی کی مہمانی کے بعد میٹھی یہ ترکیب کی، "انسپکٹر صاحب سی، آئی، ڈی، سے اپنے نام اس معنون کا فرضی خط لکھوایا، کہ آپ کے ہاں جو صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں وہ مشکوک ہیں ہم نے جب سی، آئی، ڈی کا یہ خط قبلہ مہمان صاحب کو دکھایا تو گھبرا گئے، اور اسی دن کی ریل سے

مارچ کا افریش

اس اشاعت کا صفحہ ۴۸ ملاحظہ فرمائیے، مارچ کے افریش کے مطالبہ سے معذور سمجھے، گذشتہ دنوں آنکھوں سے میں خود بھی ہمارا، لہذا اس پرچہ کے بدیر لوپٹ ہونے کا عذر بھی قبول کیجئے، روتی

پیغام

دلت گزند گئی، خیال بھی نہیں آتا، کیا ہو گیا، یہ فراموشی کیسی، میں نے تو کچھ نہ کہا تھا، مگر یہ خاموشی میرے قلب کے اندر بے قراری بے چینی کو پیدا کر رہی ہے، وہ نہ خود آیا نہ ہی جواب بھیجا نہ ہی یاد کیا، اسی حالت میں دن اور راتیں گزرتی چلی جاتی تھیں، موسم برسم آتا اور چلا جاتا بہار کے موسم میں دل کے اندر دو لے پیدا ہوتے، پی کی پی پی نے دل کو بچین کر دیا، کوئل کی کو کو سنی نہ جاتی تھی، چاند کی چاندنی میں چکور کی پرواز دیکھی نہ جاتی تھی،

جب برسات کے موسم میں کالی کالی گہٹا میں اندھا اندھ کر کے آتی تھیں تو میرے قلب کے اندر ایک طوفان پیدا ہو جاتا تھا، بڑے بڑے جہاز اور ڈرڈ ناٹ غرق ہونے کے آگے بڑھ رہے تھے، اور موسلا دھار بارش کا نظارہ ہوتا رہتا تھا،

گرمی کے موسم میں ہجر کے اندر ترپ پیدا ہوتی تھی گویا تمام وجود آگ کے شعلوں کے اندر جل رہا تھا، کسی پہلو قرار نہ تھا، رات اور دن گریہ زاری میں بسر ہو جاتے تھے،

خزاں کا وقت آگیا، تمام گلشن ہی ویران ہو گیا، نہ وہ ندی نالوں کی طوفانی حالت تھی اور نہ کوئل کی کو کو سنائی دیتی تھی اور نہ ہی سبزہ نظر آتا تھا، بلکہ ایک ہو کا عالم تھا ادبیں یہ وقت آئے اور گدز گئے، دن چل بے راتیں بیت گئیں، اگر اب تک پیغام نہ آیا،

سنائی انتظار میں تھی، اس کو یاد تھی وہ خود بیتاب بھی، اس پر خرد بیقراری کے مجموعہ تھے، اس کو صبر آ سکتا تھا، اس نے ترپ ترپ کے راتیں گزاری تھیں، قلب کے اندر ایک بیقراری کی لہر اٹھی، اور عشق کے میدان میں الفت کا علم اس نے بلند کر کے یہ پیغام شاہ جو سننا وہ غلط تھا، ریڈیو کے تار ہوں، یا ہوائی ایلین کی خبریں، یہ سب غلط ہیں، جب میرے قلب کے اوپر سوائے اللہ الصمد کے اور کسی کی حکمرانی نہیں، تو یہ سب پیغام غلط ہیں میرے واسطے ایک ہی پیغام کافی ہے، کہ وہ میرے، میں اس کا ہوں، اس کے سوائے اور کچھ نہیں ہے،

خادم، کشفی شاہ نظامی، از رنگوں

قصیدہ

دہشت تقدیم والا جناب علی اقباب مہاراجہ میں اسطقتہ بہاد

صدر اعظم دَام اقبالہ

چمن میں شاو ہے باو بہاری
ادھر بیل کو گل کی انتظار ی
کہیں کرتی ہے شبنم آب یاری
کسی جاسد و دوسن کی سواری
ہے مصروفِ عمل باو بہاری
پھٹا پڑتا ہے جو بن شان باری
ادھر گل کی مہنسی ہے ہنسی یاری
کشن پر شاد کی آئی سواری
کہ جس کا خلق پر ہے حکم جاری
ہے شیخ و برہمن کی دس سے یاری
زبان دانی میں اس کو دست یاری
اسے مہل سخن کی شہر یاری
صنم خانہ میں دیکھو تو سب یاری
ادھر سند یہ زیب تاج یاری
خدا کی شان یہ زیب نگاری
مہاراجہ یہ ہوئے لطف یاری
ہر اک مخلص کو شاد کاری
رہے دائم وزیر ہی پیشکاری
ہے اک مایوس کی نسبت نکاری
نہیں کچھ جانتا جز جاں نشاری

خدا کا فضل ہے ہر سمت جاری
ادھر ہر نخل ہے جو بن سدا
کہیں ہے غنچہ و گل میں تکلم
کسی جاسنبل دریاں میں خورش
یکس کی آمد آہ ہے کہ یارب
گلستاں کا نکہار اور انکی نزہت
ادھر غنچہ کا انداز تبسم
کہا میں نے ادب وقت ادب ہو
ہے صدر اعظم باب حکومت
موجود ہے یہ صوفی اور عالم
سخن نہیں سخن گوئی میں کامل
امیر و دروغ اس کے معترف تھے
حرم کا محرم راز اور ماہر
ادھر ہے خانقاہ میں صاحب دل
ہے رشک حسن یوسف کا خلاصہ
دعا حق سے یہی پیہم ہے اپنی
عدو کی چشم ہو بس شیر چشم
فروں ہو دولت اقبال جاوید
نگاہ ناز کے صدقے اور ہر بھی
دعا گو نامی ناجبیز تیرا

انگریز کیوں عروج پزیریں؟

(انجناب نوری اکبر شاہ خان صاحب)

کوئی کہتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ چالاک ہیں، کسی کی رائے ہے کہ یہ سب سے زیادہ جبری اور منہجی قوم ہے، اکثر کا قول ہے کہ یہ یورپ کے بیٹے ہیں اور ان کے پاس سب سے زیادہ روپیہ ہے، لیکن غلط اور بالکل غلط حقیقت کچھ اور ہی ہے، تواریخ ہمارے سامنے ہے اور اس کا فیصلہ ناطق ہوگا، روس اور یونانی کیا چالاک اور ہوشیار نہ تھے؟ مگر سب سے زیادہ جبری نہ تھے؟ ترک جنگجو نہ تھے؟ فینشین اور عرب تاجر نہ تھے؟ سب کچھ تھے اور اپنے اپنے زمانے کے موافق بہت کچھ تھے، مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے قومی خصائص میں کس خاصیت کی کمی تھی؟ جو انگریزوں کے قومی کیرکٹر میں طرہ امتیاز بنی ہوئی ہے، دنیا میں جتنی قومیں مختلف، البتہ عروج پر پہنچنے پر قعر و خطاطی میں گر گئیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جس میں غذائی و ملک فروشی کی مثالیں نہ پائی گئی ہوں، اختلاف اس کے انگریزی قوم کا دامن اس بہ مناد صبح سے بالکل پاک ہے، اس اعلیٰ صفت میں اس قوم کا پایہ سب سے بلند و جہاں ولیم ڈیوک آف نارمنڈی کی فتح ہیٹنگز کے بعد سے جس کو نو سو برس سے زیادہ مدت گزری، دینکے کسی بڑے سے بڑے فاتح کو سرزمین انگلستان پر فاتحانہ قدم رکھنا نصیب نہ ہو سکا حتیٰ کہ نپولین اعظم کو بھی جس نے یورپ کا کوئی دار الحکومت نہ چھوڑا، کامیابی نہ ہو سکی، اس طویل مدت میں جب انگریز قوم آزاد ہوئی ہے، ملکی غذائی یا قوم فروشی کی ایک بھی مثال نہیں ملتی، اور یہی اس قوم کا ہمیشہ سے طرہ امتیاز چلا آ رہا ہے، ڈیوک اور بادشاہوں میں انگلستان میں اکثر لڑائیاں ہوئی ہیں، لیکن وہاں یکجہی نہ ہوا کہ جیسے چند واسطے توجہ نے برقی راج کی خاندانی خشک پر محمد غوری کو ہمیشہ کے لئے ہندوستان غیروں کے سپرد کر دیا ہو، اور بعد میں خود بھی طوق غلامی پہنا پڑا، بارہوی ملکہ کٹر امن سے رشتہ خیر لکیر ترکی جبرل نے روسی فوجوں کو اپنے قبضہ سے نکل جانے دیکر عمر صبر کے لئے ناموں قومی پر نہ صرف کلنگ کا ٹیکا لگا دیا، بلکہ اپنی سلطنت کا دفاع بھی مشا دیا، یا کلاو سے ملکر ملاپھی کا میدان ہاتھ سے کھو کر ہندوستان کو موت کا گہر دکھا دیا،

بادشاہوں کی جیسا مطلق العنانی کو گہنہ نے اور رعایا کے دعاوی حقوق پر اکثر انگلستان کے

کے بادشاہوں اور رعایا میں لڑائیاں ہوتی ہیں، یہاں تک کہ چارلس اول کا سر کاٹ کر کیننگ یا گسیا
لیکن رماں اپنے گہر کے معاملات کے تصفیہ کے واسطے غیروں کو کبھی نہ دھڑکاتا تھا۔

صلحنامہ اینسٹر دماہین انگلستان و فرانس کے مابین چارلس اول سے فرانس میں مذاکرات
کرتا ہے، انپولین اس کی بہت کچھ تعریف و توصیف کر کے، وطن نماز ملتا ہے، یہ وہ وقت ہی کہ یورپ
کا برباد شاہ نپولین کی چشم گرم کا منتظر رہتا ہے، ولیم ٹ فاکس کا پارلیمنٹری رد مقابلہ جیڈامہ
اینسٹر کو چاک کر کے دوبارہ یورپ کو مبتلا و جنگ کرا دیتا ہے، مگر یہیلا ممکن تھا کہ فاکس ولیم ٹ
کے اختلاف اراء و اختلاف اصول کی بنا پر نپولین سے ساز باز کر کے اس کو دعوت انگلستان و دیتا
نہ ہوا فاکس کی جگہ کوئی ترکی ایرانی یا ہندوستانی وزیر یا آج کل کا قومی لیڈر،

ہوں تو ملکہ الیزبتھ (سبعہ شہنشاہ اکبر) کے زمانہ سے انگریزی قوم اپنے چہرے سے خبر
سے باہر نکل کر جہاں جہاں پھرتا ہوئی ہے، مگر ولیم ٹ کی زبردستی بالیسی نے جس کی وجہ سے بالآخر
لونا پارٹ کو بھی موت کے دن سینٹ ہلین میں پورے کرنا پڑے، انگریزی قوم کو اقوام عالم
کی صف اول میں سب سے آگے لاکر آگیا۔ وہ دیرینہ قومی صفت برانگریزی نژاد میں پہلے سے موجود
تھی، سلطنت کو فروغ دہاتے ہی اس پر مزید معقل ہو گئی، ہر تنفس انگریز اس نکتے کو خوب سمجھتا
لگا کہ حیات قومی کا جس شہسہ ہمیشہ قوم کی سلطنت ہو اگر کسی سے اور اس پر قائم قومی سرگرمیوں کا دار
ہے، یہ چونکہ سلطنت قومی شیرازہ بندی و تنظیم کا زبردست مددگار ہے، اس واسطے زندگی کی اصلی
خوشی حقیقی آزادی، سچی عزت اور دولت و ثروت سب اسی کے طفیل سے حاصل ہوتے ہیں
سلطنت کا نفع نقصان ہر فرد کے ذاتی نفع نقصان کی طرف عود کرے گا، چنانچہ ہر شخص سلطنت
کا ہزار جان سے پی خواہ ہے، اور اسی سنگین اصول پر ہر ایک انگریز قومی گیر کٹر کی بنیادیں نہیں
استحکام کیا تہہ رکھی ہوئی ہیں، ہر تنفس کی زندگی کا فرماں دین یہ ہوتا ہے کہ حتیٰ اوسع اپنی ذمہ داری
جسمانی قابلیت سے منفعت سلطنت میں ایذا کرے تاکہ اس خزانہ حیات سے اپنی بقا رکھ سکے
باز گیر تغذیہ بطریق حسن ہو سکے،

پھر جس ایک درخت کی آبائی پانچ کروڑ انگریزوں کے بہترین اور آزاد دل و رمان سے بروقت
جاری ہو، وہ درخت صفحہ زمین پر سب سے زیادہ جگہ گہیرے کا کیوں نہ دعویدار ہو گا، کیونکہ دن و رات
چوگنا باد آ رہو گا، اور اس کے جان پر درساہ تلے حیات قومی کی تیرین نشوونما کوں نہو گی، اکیسی
مجموعی طاقت ہو گی، یہی وہ مجموعی طاقت ہے جس نے کرہ ارض کا پانچواں حصہ زیر نگین کر لیا ہے۔

جونیٹیس کو راجہ دستاں کے حشرات الارض کو پرستے دبائے ہوئے ہے جس نے معاملات دنیا کی سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں کر رکھی ہے اور دنیا جس کی اہمیت کو ماننے پر مجبور ہے، یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے، کہ انگریزوں کے ساتھ کیا خصوصیت ہے؟ دنیا کی دیگر ترقی یافتہ اقوام اس نکتہ کو سمجھ کر عمل نہیں کر رہی ہیں؟ ان کے اہل مان لیا، کہ پرانے زمانے میں غداریاں وغیرہ ہوئی ہیں، لیکن اب تو ہر روسی ہر فریج ہر جرمن اسی طرح اپنی سلطنت و قوم کا بھی خواہ ہے جس طرح ایک انگریز مثلاً روس، فرانس، جرمنی کو ہم میں گننے میں، دیکھنا یہ ہے کہ ان کے نظام سلطنت کن اصول پر قائم رہے ہیں؟ نیز قدامت نظام کسی قوم کی زندگی پر کیا اثر ڈال سکتی ہے؟

روس ہمیشہ سے شخصی سلطنت کے ماتحت رہا ہے شخصی سلطنت کا نظام غیر مستقل ہونے کے علاوہ اکثر ذمہ کش اور انفرادی ترقی کر آزادانہ تکمیل کا منافی ہوتا ہے روس نے ۱۶-۱۵ء میں اس نظام کو بدل دیا، اور ابھی شبہ ہے کہ بالٹک کے موجودہ نظام سے باشندہ گاروں میں مطمئن ہیں یا نہیں فرانس پر انقلاب کے کئی دور گزر چکے ہیں، اول شخصی حکومت تھی، نپولین نے جمہوریت اول اول قائم کی، مگر ملک کے حسب حال نہ ہوئی، خود بادشاہ بن بیٹا، اس کے بعد پیرلور میں سکتھن ہوئے، اور دوبارہ انقلاب ہو کر جمہوریت قائم ہوئی، سلطنت نے سوکھس کے اندر اندر عروج و زوال کے کئی چھینکے کھلے، اب پیرلوں کے باشندہ نپولین جیسے شخص کے متلاشی ہیں، جمہوریت کی ضرورت سے زیادہ انفرادی آزادی روشنی طبع ثابت ہو چکی ہے، جرمنی کے اجزائے پریشان کو فرما کر، اعظم اور بعد پرنس بساک نے مجتمع کیا، جرمنی کے ان ہردو متقلین نے جرمنی کو جنگجوئی کا صفت ضرورت سے زیادہ اذہر کر دیا، چنانچہ ۱۹۱۴ء میں یہ پہلا ان اپنی ذمہ میں خودیٹ ہو گیا، سلطنت کی پالیسی پر جیلے قوم کی آواز کے تصریت حاوی تھی، اب وہاں جمہوریت ہو، مگر تصریت کے حق میں بھی قوم کے خیالات دوبارہ بلب رہے ہیں، ان پر ممالک کے نظام سلطنت کی تبدیلیاں اس امر کی بین دیں ہیں کہ وہ نظام خردوں کے باشندوں کے حسب حال نہیں، چونکہ سلطنت کے ہاتھ میں حیات توحی کی باگ ڈور ہوتی ہے، بدنیہ اس کی تبدیلی کا قوم پر زبردست اثر ہوتا ہے یا تو وہ قوم کو پیچھے ہٹا دیگی یا ترقی میں عجلت پیدا کر دیگی، مگر عجلت ترقی کی مثال اس دیوار کی سی ہوتی ہے جو جیتی جلد مٹی ہے اتنی ہی جلد گر جائیگی ہے، مثلاً نپولین کے زمانہ میں فرانس کی یہی حالت ہوئی، اور ہندوستان میں نان کو الپیشن کو بھی یہی دن دیکھنا نصیب ہوا، مگر خلاف اس کے انگریزی نظام سلطنت کے اصول اساسی اب تک وہی ہیں، جو رعایا اور بادشاہ کو اختلاف

کے بعد ریڈیویشن "سلسلہ" سے قائم ہوئے ہیں، اگرچہ ہر روز زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ نظام متقدمیت کا وقت کو ضرور قبول کرتا رہا ہے جس سے اس پر مزید مستقل ہوتی گئی، مگر امداد، اصول و پیرائے دست اند اور سلامت روی کو کبھی نظر انداز نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ سوائے نوآبادیات و مرکب کے اب تک انگریزوں کے قبضے میں جو ملک آگئے ہیں، ان میں سے ایک بھی نہیں نکلنے پایا، اہم ویر میں مگر مضبوط رکھنا عزم، باہجزم اور دنیا کے انسانوں کی مختلف النوع بلایوں کا صحیح اندازہ (انگریزی نظام) کی امتیازی شان ہے، نیز کسی قوم کے نظام سلطنت کا کہنہ مشق ہونا اس قوم کے لئے زبردست معنی رکھتا ہے، اس سبب سے ہر قوم کے ماتحت قوم کا جو قدم شاہراہ ترقی پر اٹھے گا۔ وہ صحیح اٹھے گا۔ زمانہ کے دیرینہ خود بردار ہونا چکنے کے بعد بہترین زمانہ شناسی اور سلامات کی پرکھ آجاتی ہے، مختصر اہم سے یوں سمجھتے ہیں کہ ایک ہی تجارت کا تجربہ گا، دیکھنا مشق تاجر جس نے میں قسم کی مختلف تجاویز کیں مگر ہر ایک کا بھی نہ ہوا۔

مان لیا کہ وہ ملکی غذاری کے برائے زمانے جلتے رہے، جس کے خیال سے ہندوستان کو اٹھانے پرے میں اور نہ معلوم کب تک اٹھانا پڑیں گے، مگر سوال تو موجودہ دور قومیت کا ہے، جبکہ ہندوستان میں بھی قومی تنظیم اور آزادی کی چیخ و پکار سے کان گنگ ہوئے جاتے ہیں، آزاد سلطنت جس کی آرزو موجودہ زمانہ میں ہندوستان کر رہا ہے، بذات خود ایک بڑی انجمن ہو ا کرتی ہے، اور اس کے چلانے کے واسطے خلوص، ایثار، اشتراک عمل وغیرہ مشروعات ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ہندوستان چھوٹی سے چھوٹی بھی کتنی انجمنوں کو ان اصول پر چلا رہا ہے، جن کے ماتحت اتنی وسیع انجمن سلطنت برطانیہ "خوش سبولی سے چل رہی ہے، ہندوستان کے اہم میں بڑی سے بڑی انجمنیں، تعلیم لائیں ہیں، مگر کتنی ایسی ہیں، جہاں ان کے مفاد کو پامال کر کے ذاتی منفعت نہ تلاش کیا جاتی ہو، اس کا جواب ہر منصف مزاج ہندوستانی کا دل دیکھا،

تفصیل
 پچھلے دنوں ہم جن مشکلات میں رہے ان کا تذکرہ اپنی پرنٹنی اور آپ کی تکلیف کا باعث ہو گا، اس لئے ہم اس کی تفصیل کو نظر انداز کرتے ہوئے ان براہ راست ترین سے مدد خواہ ہیں جن کے خطوط کے جواب سے ہم قاصر رہے، امید ہے کہ احباب اس تکلیف کے لئے جو انہیں ہماری طرف سے خطوط کا جواب نہ دینے کی وجہ سے پہنچی صاف رکھیں گے،

منازمند منیر،

حور

سکوتِ شب کی اخیر چھلکی، سحر کا پیغام لا رہی تھی
 بساطِ عالم سے چاندنی نے سپید دہن اٹھایا بتا
 دہلک رہے تھے درِ منور گلوں پہنچاؤ اخیس سے
 لبک رہا تھا حسین سبز ہوا کے پر کیف جزر و مد سے
 نہال تازہ چمک رہی تھے سپید کھیاں چمک رہی تھیں
 کنارِ جویں کج رہے تھے صبحِ اوراقِ سیم گویا
 حسین چراں پہلک رہی تھیں طیلونگیں تھی نغمہ پیرا
 بڑوں کو اپنی چٹنگ رہی تھے بشوقِ مرغانِ صبحِ آرا
 کلیں سبزہ پر کر رہے تھے ہن مرت میں مت ہو کر
 پہاڑیوں کے خموش دہن بہار رنگیں بنو ہوئے تھے
 ادھر تھا نور سحر کا جلوہ طلوعِ خورشید زلفاں سے
 گروہ بہیڑوں کا سر جبکاؤ خموش داہستہ آرا تھا
 طلوعِ خورشید ہو رہا تھا، خرامِ سادہ کی جھل سے
 سپید دانتوں کی جھلکیں حسین تار و چمک رہی تھے
 لبوں کی معصوم جھلکیں میں نہال تھی کوہِ تنہا کشمیر
 تھی بے نیاز ہی عجیب اس کو نگاہِ رنگیں کی کیفیت سے
 سرور آنکھوں سے تباہیاں تھی بھولی بھولی ہنسی ہنیر
 خبر نہ تھی اس کو ماسوا کی نگاہِ عالم کی تھی نہ پروا
 یہ بے نیازی یہ خاکساری یہ شوقِ محبت یہ رنجِ مہمان

موزِ مخفی میں زندگی کے میں رازِ حیات پنہاں

دائجہ پنہاں

عَلَمُ حَضْرَةِ اَصْفَحَاہِ سَبَّاحِ

گردِ دوستِ حُسْنِ دکانِ باشد

دلِ دوستِ خُشِ ایگانِ باشد

نپولین اعظم شہنشاہِ فرانس غزنیہ کہا کرتا تھا کہ آنے والی طلیں مجھے قانونِ نپولین کی بدولت
فراموش نہ کریں گی، نظرِ غور سے دیکھا جائے تو مشرق کا ہر شاہ و شہزادہ کسی نہ کسی ابدیہیوند خدمتِ خلق
اور انتظامِ مملکت کے باعث بجا طور پر شہرتِ دوام کا حقدار پایا جائیگا، ہندوستان کی تاریخ کیا
ہندو راج کی، کیا مسلم شاہی کی ایسے کاموں کی پیری پڑی ہے، شاہانِ مغلیہ جن کی عظمت و
اقتدار پر ہندوستان اب تک خوں آنسو بہا رہا ہے زندہ جاوید کارِ گزاریوں کے بانی ہوئے،
خدا ان کے مزاروں پر انوارِ رحمت برسائے، ہر بادشاہ اپنی رنگ میں نرالا تھا، اظہارِ یومین محمد با بانی
سلطنت نے اگر باغوں اور گلزاروں کی طرف توجہ کر کے اپنی مملکت کو ایک سدِ بہار پر پلہواری
بنا دیا تھا، تو بہاؤں شاہ نے باوجود جنگی لگ و دو و صحرا و نوری اور بے سروسامانی کے رعایا
کی خوشحالی اور ہندو مسلم اتحاد کی مضبوطی کا وہ لاجواب سبق اپنی اولاد کو دیا جس کی بدولت اخیر
دم تک خاندانِ مغلیہ نے یہ ثبات نہ لے دیا، کہ دولتِ مغلیہ کا تعلق مسلمانوں سے زیادہ ہندو
یا ہندوؤں سے بلکہ بے تعصبی اور رواداری پکار کر کہہ رہی تھی، کہ دونوں ہی سلطنت کے گور
شب چراغ ہیں، دونوں حکومت کے قوتِ بازو، دونوں ملک کی دو آنکھیں، یہ کہنا و شکار
تھا کہ کس کا حق مرجع تھا او کس کا کم، بہاؤں نے جو دستور اپنی سبائے گان کے لئے تیار کیا
تھا، جب تک ملک میں اس پر عمل رہا کبھی نکبت وادار نے اپنا منہ نہیں دکھایا، آج بھی
دولتِ آصفیہ دکن میں انہیں روایاتِ تدیم کا جلوہ برتو تو ممکن ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہے، کہ اس
وقت بھی وہاں چوتھے بڑے مگر ۵۳۴ مسلمان ۶۳۲ ہندو اور ایک باپسی جملہ ۱۱۶۷
جاگیردار مع سوا کرڈ ڈیڑھ کرڈ رعایا کے دعا گوئے دولتِ راقبال ہیں،

اکبر نے باپ دادا دونوں سے بڑھ کر میدانِ حکومت میں بازی اری مگر سچ پوچھیے
تو جس خاص چیز نے اسے شہرتِ دوام بخشی ہے، وہ علاوہ ہندو مسلم اتحاد کے تو نہیں مال

گذاری کی تدوین اور ملکی بندوبست کی تکمیل ہے اور یوں عظیم کطرح ہندوستان کا یہہ ان پڑھ بادشاہ بھی اپنی "آئین اکبری" کی بدولت دنیا کے مشہور ترین قوانین ساز مدبروں کی فہرست میں اول درجہ کا شمار کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد جو بادشاہ بھی گزرے کسی نہ کسی بات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، جہاں گراہی آزمائش و زیبائش کے باعث اگر مشہور ہی، تو شاہجہان اپنی فردوس مثال عمارتوں اور صنایعوں کے لئے یادگار زمانہ ہی، محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ گور زمانہ نے بہت بٹ دھری کی ہے اور اس کو متعصب مشہور کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہیں کیا ہے، مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ آج بھی بنارس، الہ آباد، شہر ادویہ، بنوں کوتر، سرینو میں جتنی معانیوں ہندو مہنتوں اور سچاریوں کو ملی ہیں، وہ سب اسی شہنشاہ عالی مرتبت کی شہرہ آفاق احسان ہیں، اگرچہ آج انگریزی مودوں کی غیر مستند تاریخی کتب نے اسکی ساری خوبیوں کو چپا کر ساری دنیا کی بدنامی اور تعصب کی درستانیں مشہور کر دی ہیں، مرحوم علامہ شبلی نے بہت جلد فرمایا

میں نے دیکھے ساری داستان میں یاد چڑھتا
کہ عالمگیر مند و کش تھا ظالم تھا مستمگر تھا

دولتِ آصفیہ آج اسی گزری ہوئی سلطنتِ منلیہ کی باقیاتِ العاصحات میں سے ہے اور اب بھی بجا طور پر اس بات کا فخر کر سکتی ہے کہ اس نے مشرق کی قدیم روایات کو زندہ اور قائم رکھا ہے، اور موجودہ فرمانروائے اپنے سن و نظام سے باوجود تمام دشواریوں اور ریشہ ورائیوں کے ابدی پیو یادگار میں قائم کر دی ہیں، جنہیں دیکھتے ہوئے زمانہ آئندہ کے ہندو مبیاختہ پکارا نہیں گئے، کہ "نواب میر عثمان علی خان اپنے عہد کا دیا سا گر ہے" وہی دیا ہے موسیٰ جو اعلم حضرت کے بزرگوں کے عہد میں نمونہ قبر ازیادی تھا اور جس کی شان میں اس وقت کے شاعر نے یہ کہا تھا، کہ

اے نامراد ہی تجھ پر غضب خدا کا

الٹا ہے تو نے تختہ یارِ ان آستان کا

آج خود اس کا تختہ الٹ گیا اور بجائے "قبر خاندانی" کے "یادِ ان آستان" کے لئے "سنگر" اور "حاضرت ساگر" کی صورت میں آپ رحمت ثابت ہو رہی ہے، حقیقت یہ ہی، کہ ہر اگر اللہ ہائی نس کے یہ کارنامے عثمان ساگر، "احمات ساگر" اور "ماجو خاندانی کی آصف ہندو مجدب تہر اور نظام ساگر کی تین سوسیل کی ہزاروں سانی کے وہ وسیع ذرائع میں، جن کے لئے مملکت دکن ہمیشہ اعلم حضرت کی زمینِ منہ ریگی، شہنشاہانِ شہنشیوں کی پرورش میں شہرت نامہ مکتبی

رکھتی ہیں، مگر آصف جاہ صاحب کا عہد اس معاملہ میں تمام شہنشاہوں سے اس خاص معاملہ میں بازی لے گیا ہے کہ بجائے افراد اور شخصیتوں کے یہاں عوام اور جمہور کی نفع سانی کا سامان ہے، ممکن ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی 'دور دار ترجمہ کے مقدورانہ اس دور کی علمی ترقیوں کو فراگرہمنہ دینی نس کا بہترین کارنامہ سلطنت قرار دیں، اور اس لحاظ سے سلطان العلوم کے نام سے پکاریں، مگر 'نونا موخ' تو یقیناً انہیں "دریا ساگر" یا تجو العلوم کے نام سے یاد کر گیا، اور تعجب نہیں جو اپنی ممکنات کی سربزری دیکھ کر خود المعصرت بھی بارگاہ باریتعالیٰ میں سجدہ شکر روا کرتے ہوئے پکارا انہیں! کہ ۵

ہر غنسل برہمن ہو یا حضرت باری
بھل ہم کو بھی مل جائے ریاضت کا جامی
(حمات اسلم)

دولت آصفیہ کے خلاف شرارتیں

دولت احمدیہ آصفیہ کے خلاف معاند ہندوؤں کا ایک گروہ مدت سے شرانگیزیوں میں مصروف ہے اور اس گروہ میں جہار مشرق کے ہندو سب سے زیادہ شامل ہیں، آج سے کچھ مدت پیشتر ان لوگوں نے ایک نام نہاد کانفرنس بنائی تھی، جسے باشندگان ریاست حیدرآباد کی کانفرنس بتایا جاتا ہے اور جس کے اجلاس عوامی میں منعقد ہوتے ہیں، اس نام نہاد کانفرنس کے عناوین عہدہ داروں نے پیچھے دونوں ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی کو ایک تار دیا جس میں کسی سی درجہ کی گئی ہے کہ وہ اپنی روئادوں میں اس بات پر خاص زور دے، کہ جب کسی ریاست میں بد نظمی رونما ہو تو حکومت اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر نہیں پوری مختار ہو، اس درجہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے، کہ دولت آصفیہ کے انتظام میں خرابیاں ہیں، تحقیقاتی کمیٹی نمائندگان کانفرنس کو اپنی شکایات پیش کرنے کا موقع دے، تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ برطانوی حکومت کا ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دینا بے ضروری ہے، ہر حال ہوا ہے کہ اس نام نہاد کانفرنس نے اپنے ایک اجلاس میں حیدرآباد کو متعلق بعض شکایات

پیشکش ایک قرارداد بھی منظور کی ہے، جو اس وقت تک جاری نہیں پہنچی، لہذا ہم اسکی نسبت سرست تفصیلی تبصرہ سے معذور ہیں، اور صرف یہی ظاہر کر دینا کافی سمجھتے ہیں، کہ معاندہ ہندوؤں کی یہ ذہنیت ہے جس کے ساتھ وہ ہندوستان کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے متنبی ہیں، ان مصعفات پر اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان بہادر فرما کر اسے دولت آصفیہ کے حسن انتظام و رعایا پروری، و رواداری اور بے نفسی کے متعلق بارہا مفصل مضامین شائع ہو چکے ہیں اور ہندوستان کے طول و عرض میں سے ایک شخص بھی اس ذہنی گرامی کے محاسن سے اس وقت محنت انکار نہیں کر سکتا، جب تک حق و انصاف اور راست گوئی سے کلیتہً قطع علائق نہ کر لے، اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان بہادر خاندان آصفیہ کے بہترین فرمانروا ہیں، اور ہندوستان کے کسی والی ریاست نے آج تک اپنی ریاست کو اتنی عظیم الشان برکات سے محروم نہیں کیا جتنی کہ حضور مدوح کی ذات گرامی سے حیدر آباد کو گذشتہ سترہ سو سال کی مدت میں حاصل ہو چکی ہیں، لہذا چونکہ اعلیٰ حضرت سلمان ہیں دینِ قیم کے حلقہ بگوش میں، اسلام سے رشتہ اختتام رکھتے ہیں، اس لئے سید اجماع کی شانوں میں پرورش پائی ہوئی ذہنیتیں ان کے تمام محاسن کو پس پشت ڈال کر جو ٹٹے انسانوں اور ازسرنو باطل تصویروں کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتیں، اور ہر قسم کی شرارتوں کو نہ محض جائز بلکہ ضروری اور واجب گردانتی ہیں، ہم اس نام نہاد کافر نفس کی کارروائی پر مفصل تبصرہ کو اس کی منظور کردہ قرارداد کے سامنے پرستوف رکھتے ہیں، لیکن ذمہ دار ہندوؤں سے اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس قسم کی ناپاک شرارتوں کا سلسلہ جلد سے جلد بند ہو جانا چاہیے، ہندوستان کا کوئی مسلمان اعلیٰ حضرت حضور نظام کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا، علیٰ ہفصوص اس لئے کہ ہر ممدوح ہر اعتبار سے بہترین فرمانروا ہیں، رائدین ریاست کی فلاح و بہبود میں اس درجہ ساعی ہیں، کہ آج کوئی ایسی فرمانروا آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگر ایسے جلسہ انقدار افراد بھی محض مسلمان ہونے کی وجہ سے شرمناک غلط بایانیوں کے تحفہ پیش بنائے جاسکتے ہیں، تو پیراحت و ہندو مسلم کا دعویٰ محض ایک۔ دہر کا اور فریب ہی، کسی مسلمان نے آج تک کسی ہندو ریاست کے خلاف اس قسم کا معاندانہ پراپیگنڈا نہیں کیا لیکن ہندو ہیں کہ ہر جگہ ہر مسلمان والے ریاست کے خلاف ہر لحاظ قیام رہتے ہیں کبھی اعلیٰ حضرت لواب صاحب بدوہال کے خلاف زہر پکایا جاتا ہے کبھی کسی امور کے خلاف اور اعلیٰ حضرت

حضور نظام کی مخالفت تو گویا ان کی زندگیوں کا اہم مقصد ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کے اہم مقصد کو کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، معاندانوں کی یہ نسبت سخت بری اور سخت قابل نفرت ہے، لیکن ذمہ دار ہندو اس کے علاج کی کوئی ذمہ داری نہیں کرتے۔ مسلمانوں نے ہر نازک موقع پر ہندو ریاست کی تائید و حمایت میں آواز دہائی ہے، مہاراجہ اندور کا معاملہ سب کے سامنے تھا، لیکن جب حکومت کی طرف سے ان پر سختی کی گئی تو تمام اسلامی جرائد نے مہاراجہ کی حمایت کی، مہاراجہ ناچھ کا معاملہ سب کے سامنے ہے، مسلمان ابتدا ہی سے بیک آہنگ مہاراجہ کی حمایت کر رہے ہیں، لیکن ہندو یہ کہ جب کبھی بولتے ہیں، تو مسلمانوں کے خلاف ہی بولتے ہیں اور عام طور پر بالکل غلط باتیں کہتے ہیں، بالکل بے بنیاد شے سنانے شروع کر دیتے ہیں اور بالکل غلط افسانے تراشنے لگتے ہیں، ایسا سادہ سنا ہے کہ ان کے نزدیک کسی شخص کا گناہ اسلام انتہائی انسانی محاسن کے مدارج طے کرنے پر قابل معافی نہیں، ریاست انڈیا کی کئی کے ارکان پر واضح ہو جانا چاہیے کہ اس نوع کے بے سرو پا تار اور پھل مخالفین قطعاً شاکستہ و متناہیں ہیں اور ایسی باتوں کو درجہ مداخلت بنانا کسی حالت میں بھی صحیح نہیں،

ہندوستان میں حضور نظام کے کروڑوں نیاز مند موجود ہیں، ان سب کا فرض ہے کہ وہ اس نام نہاد کانفرنس کی سخت سے سخت مذمت کریں، اور یا سنا ہے ہند کی کئی پرہس کی بے حقیقتی کو اچھی طرح ظاہر کر دیں، ذمہ دار ہندوں کو بھی اس کے خلاف آواز دہانی چاہیے،

”انقلاب“

اگر آپ

انقرض کی توسیع اشاعت کے لئے اب بھی کوشش نہ کریں گے تو اس کا مادی و مناسبت شکل ہو جائیگا گذشتہ سال سے یہ برابر خسارہ میں جا رہا ہے اور اب صورت حال ناقابل برداشت ہوئی جاتی ہے، ہم نے کئی دفعہ دو دو خریداروں کا مطالبہ کیا ہے، لیکن انہوں نے کہ انقرض کے ناظرین اس مادی و مناسبت کو بھی پورا نہیں کر سکے، اگر اب بھی آپ توجہ نہ دیں گے، تو ہم سمجھیں گے، کہ انقرض کی آپ کو ضرورت نہیں،

نیاز مند منیجر،

اگرہ کانفرنس

زمین پر راز کے دو مراسلے

عنوان بالا سے ذیل کے دو مراسلے روزنامہ زمیندار میں شائع ہوئے ہیں، ہم انہیں ناظرین القریٰ میں اور درمندان قریش کی واقفیت کے لئے یہاں درج کرتے ہیں تاکہ نام لیوا یا ن قریش کو اپنی قومیت اور نسب پر بدنام کنندہ نکتہ نامے چند کی پوشش معلوم ہو جائیں، ان دونوں کے جواب میں زمیندار میں "اگرہ کانفرنس" اور قریشیان پنجاب کے عنوان سے جسے جو تحریر بھیجی ہے، وہ بھی ناظرین کے ملاحظہ کے لئے "شذرات" میں درج کر دی گئی ہے، ہماری غفلتیں رنگ لاد ہی میں اور ہمنوا لائیگی کیا برادران قریش تحفظ ناموس کے لئے ان تازیانوں سے بھی بیدار نہ ہونگے؟

(۱)

بعض اخبارات میں محمولہ فوق عنوان سے ایک اطلاع پیرہ اشتہارات میں غلطی گدڑی، جو مظہر ہے کہ جمیعت القریٰ منہ کا احباب کجبال طنطنہ وطمطراق اکبر آباد (اگرہ) میں ۶، ۷ اور ۸ اپریل سلسلہ کو منعقد ہوگا، لیکن ہمزید امر تشنہ افہار ہے، کہ جمیعت القریٰ منہ سے کوئی جماعت مراد ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اطراف و جوانب ملک میں نہ صرف مختلف الانواع مجالس و مشورع الافرن محافل قائم ہو چکی ہیں، بلکہ اکثر ایک ہی نام سے متعدد جماعتوں کا ایجاد و اختراع عمل میں آچکا ہے، اور نہ بجانب قریشی جماعتوں کو لیجئے، ان میں اگر ایک طرف قدیم قریش کی ایک جماعت امرتسر و لاہور کے مضامعات میں موجود ہے، تو دوسری جانب ہمارے ان پر جوش برادران ملت اور یہی خواہ اسلام لحم فردشان اور تجارچرم کی جمیعت ہے، جس کے اکثر افراد آدھے وقت میں اسلام کے کام آتے رہے، یا درائے ازیں حال ہی میں ایک جماعت "مراثنیوں" کی کتم خیال

سے منصفہ شہر پر اسی نام کے زیر عنوان جلوہ گر ہوئی ہے، ہر جماعت کو ادعا ہے کہ وہ اسی تہبید سے منسوب ہے جس کی نسبت مذکور ہے کہ اَحِبُّوْا قَرِیْشًا فَاِنَّهُ مِنْ اَحِبِّهِمْ اَحِبَّہُ اللّٰہُ (ترجمہ) قریش سے محبت کرو پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے، خدا اس سے محبت کرتا ہے،

پس باعماق نظریہ امر منکشف ہو جاتا ہے، کہ قریش سے حقیقتاً کون سی جماعت مراد ہے، مگر ہم یہاں یہ حقیقت بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مردرد و ہور سے مسلمانوں کے قلوب و ارمان جہاں اور بہت سے نقائص سے متاثر ہو چکے ہیں، وہاں وہ ہمہ وقت اسی خیال میں منہمک رہتے ہیں، کہ آغاز کار سے قبل کسی بڑے نام کا بت تراشا جائے، آج شخص سید القوم خادمہم کی لم کو فراموش کر کے محذوم بنے کا مہتمی نظر آتا ہے اور جہاں دیکھو فعال کی جگہ قوال کا حشرات الامم بہزار فراوانی تو موجود ہے، لیکن احساساً بلکہ اخلاصاً کم و انسا بلکہ اعمالاً کم (ترجمہ) تمہارے حسب تمہارے اخلاق ہیں، اور تمہارے نسب تمہارے اعمال کی حکمت بالذکر کلثیہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے، زمانہ جاہلیت میں اس قبیل کی فخریاں اور تلتیاں دروغ و اعتنا تھیں تھیں، لیکن آئنا اسلام طلوع ہوتے ہی ایسے تمام ظلمات کے پردوں کو جن سے ایک قوم کو دوسری قوم پر محض بر بنائے اوصاف عالی نسب و ترجیح بلا مرجع حاصل ہو کر تہی چاک کر دیا، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاروق اعظم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کسی جگہ تشریف فرما تھے، حضرت فاروق اعظم نے حضرت بلال سے جو حبشی اہل تھے، فرما دیا کہ ہرا، کہ یا بلال انت اسود یعنی اے بلال تم سیاہ رنگ یعنی حبشی ہو، اور حبشی دور جاہلیت میں غلام ہوا کرتے تھے جو ذلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، جو بات جوہنی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک تک پہنچتی، اچکا چہرہ مبارک مارے غصہ کے نہٹتا اٹھتا، آپ نے فرمایا، اے عمر تم سے یہی جاہلیت کی بو آتی ہے، حضرت عمرؓ پر اس فرمان حقیقتہً ترجمان نے برق حافظ کا کام کیا، آپ معاف فرما زمین پر گر پڑے، چنانچہ آپؓ زمین پر لٹ پڑے اور رد و کر یہ کہتے جاتے تھے، کہ مجھ سے یہ کیا غلطی سب زد ہوئی اجو حقو انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو صدمہ پہنچانے کا موجب ہوئی، حضرت بلالؓ حضرت عمرؓ کو اس راست میں دیکھ کر حیرت چاہتے تھے، کہ حضرت عمرؓ زمین سے اٹھ کھڑے ہوں، لیکن کچھ بات بتائی نہ بنتی تھی، بالآخر حضرت عمرؓ اس امر پر رضا مند ہوئے، کہ اگر حضرت بلالؓ اپنی جوتی کی ٹوک زمین پر ٹپک کر میرے سر پر غور اٹھائیں گے، تو اٹھو ٹپکا، حضرت بلالؓ رض کو ایسا کرنے سے ادب

مانع تھا۔ کیونکہ آپ حضرت عمرؓ کے غلام رہ چکے تھے، لیکن حضرت عمرؓ ماسوائے اس شرط کے کسی اور طریقے سے رضامند نہ ہوتے تھے، چار دن اچار حضرت بلالؓ رضی اللہ عنہ جس وقت اپنی جوتی کی لوٹ زمین پر ٹپک کر حضرت عمرؓ کے سر کو زمین سے اٹھایا تو اٹھنے، بخون اٹھنا ہم یہاں اس ایک نقطہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں، ورنہ اس قسم کے صدمہ روح افزا واقعات سے تاریخ اسلام مالا مال ہے، اب یہاں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا شے تھی جس نے بلال حبشی کو نبی خاک مذلت سے اٹھا کر حبشی آسمان رفعت تک پہنچا دیا تھا، کہ صحابہ کبار کی زبان سے حضرت بلالؓ سیدی، سیدی کے معنی عزاز سے نوازے گئے، اگر آپ بلال حبشی کے محاسن و مناقب کا بندوق مطالعہ کر بیٹھے تو آپ نہ صرف ہو جائے گا کہ وہ محض نیک کرداریاں اور سعادت مند بایں تھیں، جنہوں نے ان کی علوئے مرتبہ

و جلال شان میں اسلام لانے کی بعد چار چاند لگائے تھے، سچ ہے، ۵

بندۂ عشق شد ہی ترک نسب کن جاتی

کا مذہب راہ ملاں ابن فلاں چیزے نیست

اسی اسلامی مساوات کا عطر کسی شاعر نے ذیل کے دو اشعار میں کھینچ کر رکھ دیا ہے ۵

تو اے کو دک منش خود را ادب کن

مسلمان زاد و ترک نسب کن

برنگ احمر رخوں درگ و پوست

اگر نازد عرب ترک عرب کن

لیکن آج ہماری واژوں طالعی سے جو شخص اور جو سترہ اصلاح، اصلاح تو م کے بلند بانگ دعاوی کے بل پر بل کہا کر اٹھتا ہے، اس کا اولین مطمح نظر انبیا، درسل علیہم السلام سے سلسلہ نسب ملانا ہوتا ہے، مگر عمل کی جانب سے وہ خالی بدامان ہی کیوں نہ ہوا

بہر کیف دعوتِ جلیلہ سے قبل ہم کا کہنا ان اگر وہ کافر تھے مسند ہی میں، کہ وہ اس واژہ دون پر وہ کے چہرہ سے نقاب الٹیں، اگر انکی جمہیت کس جمہیت القرآن سے متعلق ہے۔ ہم کہ موثق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جمہیت ہذا کے اکثر و بیشتر ارکان کا طغرائی امتیاز حکومت کی کاسہ سیسی کا مترادف ہے اور اگر وہ کافر تھے میں مقابلہ یا عدم مقابلہ سائنس کمیشن کا مسند بھی پیش ہو نہیالا ہے، جہاں تک قرآن و حالات سے پتہ چلتا ہے اس کا نفرت میں سب سے زیادہ استقبال کے لئے دیدہ دل فرخ راہ کئے جانے

کی قرار داد منظور کی جائیگی اور اگر وہ سے یہ اس وقت تک کی آگے تمام ہندوستان میں منتقل ہوگی اگر حیاتاً ایسا ہی ہوا تو ہم قریش کی غیر متندانہ اور سنجیدہ روایات کے خلاف طرز عمل اختیار کرنے پر اس جمعیت کسمپختی سکوس استسحاق پر مجبور ہونگے۔
 تادم باہیں سیس نش

(محمد عمر نعمانی ایڈیٹر ڈکنگ شہ)

(۲)

پچھلے دنوں زیر عنوان "اگرہ کافورنس" ایک مضمون اخبارات میں اشاعت پا چکا ہے جس میں مرقوم بتا کہ جمعیت القریش ہند کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ اپریل سوشلہ کو اگرہ میں منعقد ہوا جہاں قریشیان ہند سے دستہ عاہے کہ وہ اس کافورنس میں زیادہ سے زیادہ تہاد میں شریک ہوں۔ مضمون مذکور کو پڑھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جمعیت القریش کس قسم کے قریشیوں کی جماعت ہے۔ کب قائم ہوئی اور کن اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھ کر عدم سے وجود میں آئی ہے، چنانچہ ہم اپریل کے زمیندار میں جناب محمد عمر صاحب نعمانی شہ کا ایک مکتوب گرامی شائع ہوا جس میں موصوف نے اس جمعیت القریش کی قلمی کہوئی ہے اور یہ امر اظہار میں ہمیں ہو جاتا ہے کہ یہ جمعیت "مراثیوں" کی ایک جماعت ہے اور انہوں نے محض عام میں اثر پیدا کرنے کے لئے اس کا نام جمعیت القریش رکھا ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو قریشیوں کے ساتھ دور کی نسبت بھی نہیں ہے، یہ امر خصوصیت سے محتاج توجہ ہے کہ اس کافورنس میں "سائنس کمیشن" کے ساتھ تعاون کی قرار داد منظور ہونیوالی ہے اور قریش اس بجاہ اور آزاد قبیلہ کا نام ہے جس میں حفو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے اور اسی قبیلہ نے دنیا کو آزادی کا پیغام دیا، قریش اپنی گردنیں کٹا لیتے تھے، شہید ہو جاتے تھے، مگر کسی غیر مسلم کے آگے نہ جھکتے تھے، یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوتا ہے کہ نام نہاد جمعیت القریش ہند اس تادم سائنس پر جس سالی کرنے کی قرار داد منظور کر نیوالی ہے، کیونکہ جمعیت مذکور کی یہ حرکت قریشیت کے نام پر ایک بد نما داغ ہے،

اس لئے میں "محسن قریشیان پنجاب" لاہور و خاندان قریش جالندہر کے دند دار عہدیدار سے خصوصاً اور جہاں قریشیان سے عموماً اتنا س کرتا ہوں کہ وہ اپنے ابا د اجداد کی گذشتہ روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آزاد اور بہادر نام پر یہ داغ نہ لگنے دیں اور اس کو ابھی سے دھوئیں

یعنی اس منظور بنوئیالی قرار داد سے اظہار بیزاری کریں اور یہ حقیقت عالم آشکارا کریں، اگر یہ نام
 نہاد جمعیتہ القرمین میراثیوں کی ایک جماعت ہے اور اس قسم کی قرار داد منظور کرنیوالی ہے،
 اور قریشیوں کو اس قرار داد سے کوئی نسبت نہیں ہے، اسید ہو کہ میری یہ دستہ عاخالی نہ جانیگی
 لدھیانہ ۱۰۵۱ اپریل سنہ ۱۳۶۰ {
 ڈاکٹر محمد عبدالمقرنی و ندان ساز

انتقال پر ملال کل من علیہا فان

نیا زمند کی ہمشیرہ چند ماہ سے مختلف امراض میں مبتلا تھی، ڈاکٹری اور
 دینانی معالجوں کے باوجود مرض بڑھتا گیا، اور اخیرتہ درمی میں اسکی
 حالت سخت نازک ہو گئی، مارچ کا مہینہ از بس پریشانی اور تکلیف میں
 بسر ہوا، آخر حیا پاری دو چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر نکم اپریل کو ہمیشہ
 کے لئے ہم سے جدا ہو گئی،

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 ناظرین کرام مرحومہ کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل
 کی دعا کریں،

نیا زمند رونق

جن احباب

کاسال خریداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے، وہ سال آئندہ کا زہنہ بدرعیسہ منی
 آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں، میجر،

مراسلت

مخدوم تافہی نظیر حسین صاحب ناروٹی از میری جسٹری سکریٹری انجمن قریبانی
پنجاب نے ”اگر کانفرنس“ سے متعلقہ مراسلات مندرجہ در نامہ زمیندار
سے متاثر ہو کر ذیل کی مراسلت بغرض اندراج ”انفرنس“ ارسال فرمائی ہے،
ناخذ لے قوم جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ ”القریش“ زاد عنایت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اقوام عالم کی تاریخ پر اگر ایک نظر غائر ڈالی جائے تو لامحالہ کہنا پڑے گا، اگر گری
قوم کے قبضہ و تصرف سے دولت و ثروت اور حکومت کا مکمل جانا اس کی ابدی جہدائی
اور دائمی محرومی کی دلیل نہیں، لیکن اگر گری قوم سے اس کے خصائص آبادی مفقود ہو
ہو جائیں اور وہ اسلاف کی شاندار روایات کو گلدستہ طاق نسایں بنامے اور جن
کارناموں میں اس کے اباد اجداد کی اقبال مندی کا راز مضمر تھا، ان کو کیر بھلا دے تو
اس قوم کے خذلان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اجنبی
یہی حال اس وقت سرزمین ہندوستان میں ”قوم قریش“ کا ہے، آپ نے اس
خفہ نجات قوم کو ہر چند بیدار کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اس خطرے سے آگاہ بھی
کیا، کہ ”قوم سازی اور قریش گری کے سیلاب میں ”نب“ خطرہ میں ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار قوم کے مٹ جانے کا غالب اندیشہ ہے، لیکن بایں ہمہ
افراد قوم بھیناں خفہ اند کہ کوئی مردہ اند،

بعض مہندی افراد قوم، ”قریشیہ“ پر جس قدر مسلسل و پیہم پویشیں کر رہی ہیں،
وہ محتاج تشریح نہیں اور باغینیت ہے کہ صافستی پہلو میں ”اولیت“ کا سہرا آپ ہی
کے سر پہ،

حال میں مولانا محمد عمر صاحب نعمانی نے ایکسپریس سہل کی تنقید پر بریل اور
بروقت خامہ فرسائی سے قوم قریش پر احسانِ عظیم کیا ہے، میں چاہتا ہوں، کہ ناظرین

تقریباً ہی اس سے مستعد ہوں، اس لئے یہ کنگس اور سال خدمت کرتا ہوں کسی دوسرے جگہ درج ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر، آرزو کرتا ہوں کہ ”اظہار رائے“ کے ساتھ اسے شائع فرما دیجو۔ دشمنوں میں اس سے متعلق چند سطور لکھ دی گئی ہیں، زمیندار” میں بغرض اشاعت بھیج دی گئی ہیں، اظہار رائے کیا کریں، افراد قوم کی عجب حالت ہے، مراثیوں کے دعویٰ قریش سے ”نسب“ خطرہ میں اور یہ خاموش، کیا کہیں اور کیا کریں، خدا حافظ، (ایڈیٹر)

آپ کا مخلص

گو جبر الوداد } قاضی فیض حسین فاروقی اور نیارڈ مستوفی ریاست قلات
۵-۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء } جنرل سکریٹری انجمن قریشیان پنجاب

انجمن قریشیان پنجاب

اتیم قرار دادیں

۵ مارچ ۱۹۲۸ء کو انجمن کا اجلاس زیر صدارت سید شریف حسین صاحب بلالے منعقد ہوا، اور ذیل کی قرار دادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں،

(۱) تلمذ و برطانیہ کے عظیم الشان دار السلطنت لندن میں تعمیر مسجد کے لئے اعلیٰ فرقہ شہر مایہ دکن خلد احمد ملکہ نے پانچ لاکھ روپیہ کے گرانقدر عطیہ سے اسلام کا نام بلند کر دیا کہ جس سے سرزمین انگلستان میں توحید الہی کی تبلیغ کا ایک شاندار مرکز قائم ہوگا، وہاں کی انمولی تسلیں دوست ایمان حاصل کر سکیں اور اعلیٰ حضرت کا نام نامی دہتی دنیا ملک دنیا کو اسلام میں عزت و احترام کا سرمایہ دار رہے گا، اس لئے یہ جلسہ حضور ممدوح کی خدمت میں اپنا دلی شکر یہ پیش کرتا ہوا صمیم قلب سے دعا کرتا ہے کہ دو اہم العطیات آپ کو عمر طبعی تک باحمت و اقبال زندہ سلامت رکھے، اور پیش از پیش خدمت اسلام

کی توفیق عطا کرے ،

محرم ، مولانا محمد علی صاحب رونق صدیقی ایڈیٹر رسالہ القریٰ ، امرتسر

مؤد ، مولانا غلام غوث صاحب صدیقی گورنمنٹ پبلیشر ،

(۲) ، اہل اسلام کی امانتوں کا جو روپیہ نیکوں میں جمع ہوتا ہے یا سرکاری تسکات

قرضہ میں لگا ہوا ہے ، اکثر مسلمان مذہبی بنا پر اس کا سود لینے سے احتراز کرتے ہیں ، اس لئے یہ چلبہ گورنمنٹ ہند سے اسستہ عا کرتا ہے ، کہ ایسی رقم کا ذرہ سود مسلمانوں کی تبلیغی انجمن کے تفویض کیا جائے ، تاکہ اشاعت اسلام کے کام میں صرف ہو سکے ،

محرم ، پیر محمد شاہ صاحب فاروقی انگلش ماسٹر ،

مؤد ، ڈاکٹر فرید الدین صاحب قریشی ذخیل سرحد ،

(۳) ، ۱۴ فروری ۱۹۷۲ء کو نارنول لائن کے سٹیشن پر ایک مسلمان کنٹ کلکٹر کو ایک

سکھ نے کرپان سے جس برجی اور بیدردی کے ساتھ قتل کیا ہے ، اس کی رو سے اس سفاکانہ واقعہ نے مسلمانوں کو اپنے تئیں کرپان سے محفوظ رہنے کے وسائل پر غور کرنے کی ضرورت محسوس کرا دی ہے ، اس لئے چلبہ گورنمنٹ سے پرزور درخواست کرتا ہے ، کہ پنجاب پیر میں اہل اسلام کے لئے ملود کو ایکٹ اسلام کے اثرات سے غیر مشروط طور پر مستثنیٰ کیا جائے ،

محرم ، قاضی ظفر حسین صاحب فاروقی ، ریٹائرڈ مستوفی ،

مؤد ، قاضی فضل الہی صاحب عباسی ، ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر ،

جنرل سکرٹری ، انجمن ہذا

سالانہ رپورٹ

گذشتہ اشاعت میں انجمن کی سالانہ رپورٹ کے متعلق جو وعدہ کیا گیا تھا ، افسوس کہ وہ پورا

پورا نہ ہو سکا ، مغز جمہور ان انجمن انتظامیہ فرمائیں ، انشاء اللہ قلمائے نبوت جلد پیش کرنے کی کوشش ہوگی ؟

انجمن کی توسیع اور امداد کی جانب آپ کی کوجہ خاص طور پر سبب دل ہونے کی ضرورت تھی

اسٹنٹ سکرٹری

مسفرات

ہلاکتِ احم کی ایک دردناک مثال

قدیم زمانہ میں آرمینیا کے ایک دامنِ کودہ میں ایک شہر ”انی“ آباد تھا جس کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل تھی، اس شہر کو صنعت و حرفت اور تجارت میں خاص شہرت حاصل تھی، آرمینیا کی ایک مجلسِ علمی کی اس جماعت کا گزر اس شہر میں ہوا، جو مشرقِ ادنیٰ کے آثارِ قدیمہ کی تحقیق میں مصروف ہے، اس مجلس نے اس شہر کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس وقت اس شہر کی سرزمین پر صرف ایک رامب رہتا ہے، جو ایک شکستہ حال کلیسا میں مقیم ہے، اور اگر اس رامب کے ہم جلسوں میں کوئی ہے، تو صرف اس کی ایک بیٹی اور ایک اوتھ ہے، غامض و ایسا دلے والا صبر۔

اسلامی انجمنیں اور بہرہ فکارات

”زمیندار“ مورخ ۱۹۱۷ء اپریل کے بہرہ فکارات میں کارکنانِ انجمنِ حماۃ اسلام کی اس گفتگو کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو انجمنِ مذکور کے دفتر میں ایک نووارد کی موجودگی میں کی گئی تھی، اذنا تذکرہ کچھ ایسا ہے، کہ کارکنانِ انجمن کے خلاف خواہ مخواہ نفرت کا دلولہ پیدا ہو کر رنج و غصے سے دل معصوم ہو جاتا ہے، اس قسم کے نوٹ لکھنے سے سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں، کہ اسلامی جماعتوں کی مخالفت کی جائے اور مسلمانوں میں پارٹی فینڈنگ اور کشیدگی کے مرض کو ترقی دیا جائے، ممکن ہے کہ دفتر میں کسی غیر ذمہ دار نے بیٹھے بیٹھے کسی کے متعلق کوئی تذکرہ کیا ہو، اور کسی نیک نہاد نے سنا بھی ہو، لیکن مسبات کی کیا ضرورت تھی کہ اسے زمیندار کے بہرہ فکارات میں رنگ آمیزی سے درج کیا جاتا اور پھر ایسے موقع پر جبکہ انجمن کا سالانہ جلسہ بالکل سہ پر ہو، کیا اس سے سرتاسر اسلامی انجمنوں کو نیت و نابود کر دینے کی نیت کا اظہار نہیں ہوتا؟

افسوس ہے کہ مسلمان ذاتیات کے جھگڑوں میں عقل کو خرد کو مانتے سے دیکر بنے بنائے

کام بگاڑنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس پر سیڑھی بن جیتے ہیں، الامانہ اور شر

نامہ نگار "سول" کی غلط بیانی

"سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے ایک مضمون نگار تھیانلیس نے اخبار مذکور کی تازہ ترین اشاعت میں قلعہ بہتاس کی متعلق جو علامہ کا ٹکڑہ میں واقع ہے، ایک تاریخی مضمون لکھا ہے، انھیں مضمون نگار نے اس خصوصیت کو اہتہ سے نہیں دیا، چنانچہ تعمیر قلعہ کی تاریخ بیان کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں،

"جن دو انجینیئروں شیر شاہ نے اس شہرہ آفاق قلعہ کی تعمیر پر مامور کیا، وہ باب بیٹا تھے، شیر شاہ ان کی صناعی اور چابکدستی سے اس قدر مسحور ہوا کہ جب قلعہ کی تعمیر ختم ہو چکی تو اس نے حکم دیا کہ ان دونوں کے ہاتھ قلم کر دے جائیں، تاکہ وہ اس قلعہ کے مقابلہ پر ایک اور ایسا ہی قلعہ بنانے کے قابل نہ رہیں۔"

شیر شاہ جیسے عادل، بیدار مغز، دیندار، انصاف پرور بادشاہ پر یہ نہایت سنگین الزام ہے، اور کوئی شخص جسے شیر شاہ کی سیرت کے مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے، ایک لمحہ کے لئے اسے صحیح فہم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا، نے اس وقت مسیوں نہیں سینکڑوں ہندوستانیوں کو سجن و زندان کی چار دیواری میں محبوس کر رکھا ہے، تاکہ وہ حکومت کی مستبدانہ روش کے خلاف ایک حرف نہ کہہ سکیں اور ایک سطر نہ لکھ سکیں پھر اگر صد افسانوں کی زبانوں اور ان کے ہاتھوں کو کاٹنے کے بغیر ناکارہ کر سکتی ہے، تو کیا شیر شاہ ان دو مہماروں پر اسی قسم کی پابندی عائد کر کے قلعہ بہتاس کی عظیم نظیری کو قائم نہ رکھ سکتا تھا، کوئی شخص جسے تاریخ سے کچھ بھی مناسب ہے شیر شاہ جیسے حجت پرور اور منصف مزاج بادشاہ کے متعلق اس الزام کو ذرہ برابر وقت نہ دے گا، جو شخص شب و نذر عیاء کے کام و آسائش کی تدبیر سوچنے، مظلوموں کو ظالموں کے پنجہ سے نجات دلانے اور ظالموں سے مظلوموں کا انتقام لینے میں ہنک رہا ہو، اس کے متعلق اس خیال کو دل میں جگہ دینا اپنے آپ کو عقل دہوش سے عاری ثابت کرنا ہے، کہ اس نے بلا قصور و نادار کا دھناعوں کے ہاتھ کٹوا دیے ہیں، جن کا وجود اس کی سلطنت کے لئے سرمایہ نازش و افتخار تھا، ذیل میں ہم شیر شاہ کی مدد لے گسترہ کی ایک واقعہ سیر المتاخرین سے نقل کرتے ہیں، جسے مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص "سول" کے مضمون

نکار کی اس روایت کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کر سکے گا۔

شیرشاہ کے دربار میں ایک دن ایک بنیادوتا ہوا آیا، کچھ تو رونے سے ہی اس گہگی بندھ رہی تھی اور کچھ رات شاہ کے عجب وجدال سے مرعوب ہوا، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے منہ پر دہر سکوت لگ گئی، شیرشاہ اس کے ساتھ رفت و ملاطفت سے پیش آیا اور اسے تسلی دی کہ تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو، بے کھٹے کہو اور یقین رکھو کہ اگر واقعی تم پر تعدی ہوئی ہے، تو شیرشاہ ظالم سے انتقام لئے بغیر نہیں رہی گا، شاہنشاہ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بٹے کی دھاس بند ہی اور اس نے اپنی داستان مظلومی بدیں الفاظ بیان کی،

شاہزادہ ولیعبد نامتھی پر سوار جا رہے تھے، ان کا گدڑ میرے مکان کے باہر سے ہوا، جس کی بیڑنی دو بار بیت پست ہے، میری بوی جی جسے قدرت نے حسن و جمال سے بہرہ وافر عطا کیا ہی، صحن میں بننا رہی تھی، شاہزادہ نے اسے دیکھ کر ایک گلودی اس پر دے ماری اور چلے گئے، تہوڑے عرصہ کے بعد میں گھر پہنچا اور میری بوی نے در و در کر یہ واقعہ میرے پاس بیان کیا جس سے مجھے سخت صدمہ ہوا، کیونکہ بادشاہ خلل اصر ہے، رعایا کی بے مینیاں، انکی بے مینیاں ہیں اور اسے اپنے ناموس سے بڑھ کر رعایا کے نفوس کی حفاظت کرنا ضروری ہے،

یہ سن کر شیرشاہ کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں، بندگان درگاہ کو حکم ہوا کہ شاہزادہ ولیعبد جہاں بھی میں نہیں پکڑ کر لاؤ، چنانچہ شاہزادہ ولیعبد آیا اور مجرموں کے کپڑے میں کٹھا کر دیا گیا، شیرشاہ نے غضبناک لہجہ میں تمام واقعہ بیان کر کے شاہزادہ ولیعبد سے پوچھا کہ کیا یہ درست ہے؟ شاہزادہ نے گردن جھکا دی اور ایک حرف اس کی زبان سے نہ نکل سکا،

خدا م ادب کو حکم ہوا کہ جاؤ اور ولیعبد حکیم کو گسیٹتی ہوئے دربار میں لاؤ، عدل و انصاف کا اقتضا یہی ہے کہ اسے برہنہ کر کے بٹھا دیا جائے اور یہ بنیا اسی طرح اسے گلودی مارے، حکیم سن کر تمام امراء و عمائد ہٹھرا گئے، درباریوں میں سے کسی نے دست بستہ عرض کیا کہ حصہ اس حکم کی تعمیل میں خاندان شاہی کی ہتک معزز ہے شیرشاہ نے کہا کہ کچھ پروا نہیں،

در شریعت فرزند و رعیت برابر است

جب اہل دربار نے بادشاہ کے متور دیکھے تو سب نے اپنی پگڑیاں اتار کر نمبے کے پاؤں پر رکھ دیں اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ انتقام کے خیال سے باز آئے، چنانچہ اس نے دستہ بازو بکھر عرض کی کہ جہاں پناہ مجھے اب کوئی شکاوت نہیں اور مبارک ہے وہ سرزمین جس

جس پر حضور ایسے عدل حکم بادشاہ کا سایہ ہو، میری درخواست ہے، کہ شاہزادہ ولید علیہ السلام کا قصور مسترد کر دیا جائے،

کیا ممکن ہے کہ ایسا بیکر عدل بغیر کسی سبب کے دو بگیا ہوں کے ماتہ کنوا سے؟ ہم تو یہ بھی غنیمت سمجھتے ہیں کہ رسولؐ کے نامہ نگار نے یہ نہ لکھ دیا کہ وہ انجمنِ ہندو تھے، اس لئے ازراہ حسد ان کے ماتہ کنوا دیے گئے، اگر وہ یہ الفاظ بھی بڑا دیتا تو اس کے قلم کو کچرنے والا کون تھا، اگرچہ اس صوت میں بھی ہم اس سے یہ تو جیتے کہ اگر اس کے نزدیک ہندو ہونا ہی جرم تھا تو کیوں اس نے اپنے ہندو وزیرِ عظیم مان سنگھ کے ماتہ کنوا کر اور اس کی کہاں میں مہس بھروا کر اسے رہتاس کی بلندیوں پر نہ لٹکا دیا،

پچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ممکن ہے،

ڈاکٹر امروہا جان دسن نامی محقق نے حضرت یونسؑ کے تین روز تک شکم ماہی میں رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے، لکھتے ہیں کہ ”دھیں“ پچھلی کی ایک فرع اسی ہی فٹ لمبی ہوتی ہے اور پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بیک وقت ۲۰ انسان اس میں آرام سے کھڑے ہو سکتے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ دسن اس کا جواب اثبات میں دیتی ہیں اور کہتے ہیں کہ پچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کیلئے کافی ہوا ہوتی ہے، البتہ درجہ حرارت وہاں زیادہ ہو گا مگر ہمیں زندہ رہنا ممکن ہے، معدہ تحلیل نہیں کر سکتا، کہتے ہیں کہ ”سٹول“ میں ایک جہاز ”مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا، ایک مدقہ برصیل نظر آئی لوگ کشتیاں لیکر اس کے پیچھے ہوئے کشتی الٹ گئی اس کے ملاحوں میں سے ایک شخص جس میں ہاتھ غائب ہو گیا، وہیل ماری گئی، اور اس کا معدہ باہر نکلنے پر پس سے جس میں نکلا جسم سفید ہو گیا تھا جو عمر بہر سفید را، چودہ روز کے بعد وہ بالکل تندرست ہو گیا، اس قسم کے دو تین اور واقعات کا بھی ذکر کرنے ذکر کیا ہے، جو سب کے نزدیک مسلم ہیں،

مختصر جواب

”انجمن قریشیانِ حجاب“ اور جمیعتہ افریقہ اور علیحدہ علیحدہ جماعتیں ہیں، انہیں آپس میں کوئی نسبت نہیں اول الذکر صحیح النسب قریشیوں کی انجمن ہے اور ثانی الذکر مرہویں اور قضاہوں کا ایک ڈھونگ ہے، لہذا نام سے دھوکا ہوتا ہے وہ اس بات کو ذہن نشین کر لیں، ہمیں مراسلات بھیج کر دریافت کرنیکی بیکطرفہ تحریر موصولہ مراسلات کا ہماری طرف سے ہی مختصر جواب کافی ہے،

کوالف وکن

اعلیٰ حضرت تاجدار وکن کی نیاضی

حضرت نظام کی نیاضی و فراخ دلی ہندوستان کے ٹائپ صد ناز ہو، چند ہی ماہ میں اپنے اس قدر روپیہ مذہبی و علمی کاموں میں دیا ہو کہ اس کی نظیر ملنی محال ہے مسجد نبوی کی مرمت کیلئے ۹ لاکھ روپے اور مدرسہ صلیبیہ کی تعمیر کیلئے ۲۵ ہزار روپیہ عطا کرنے کی یاد ابھی تازہ ہی تھی کہ لاڈلہ بیٹے نازق کی اسد عابر لندن میں مسجد کی تعمیر کیلئے ۵ لاکھ روپیہ عطا فرمایا اور اس لاکھ روپیہ دیگر اکابر و عمامہ ریاست کے فراہم کر دیا، حال ہی میں آپ نے جامعہ عثمانیہ کی تعمیر کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی منظوری دیدی ہے، جامعہ کی عمارت سے متصل ایک ہزار ایکڑ کے رقبہ میں زراعت وغیرہ سے متعلق علمی تجربات کئے جائیں گے، دیگر دریاں ریاست کو جو رعایا کے گاڑھے پینے کی کمی کی عیش و عشرت اور برہنہائی میں برباد کر رہے ہیں، حضرت نظام کی تقلید کرنی چاہیے،

جاگیرت کی واگذاری

اعلیٰ حضرت خلد احمد ملکہ نے اپنے ایک فرمان کے ذریعے حیدر آباد وکن کے چھ امرا کی جاگیریں واگذاری فرمادی ہیں جو پانچ سال پہلے کورٹ آف وارڈ کے ماتحت تھیں،
نواب میرام جنگ، نواب شاہ ظہور جنگ، نواب بنین علی خان، نواب غنیمت جنگ، نواب نقان الدولہ اور نواب قادر الدولہ کی جاگیروں کے علاوہ گدوال سمستان کی جاگیر بھی واگذاری کی جا چکی ہے، مشر غفر حسن نائب معتمد مال جاگیر گدوال کے ناظم مقرر ہوئے ہیں،
ترقی و وسعت

نائب سربراہان کپاس کی کاشت کا معاہدہ کریں گے، علاقہ اورنگ آباد میں کپاس کی کاشت سکھ کا مہاب بنانے کی تجویز پر غور و خوض ہوگا، قاضی بیٹ اور بلار شاہ کے درمیان ریل کی پٹری پر پادوسی ہے یکم مئی کو اعلیٰ حضرت بغض بغض افتتاح فرمائیں گے،
سجدید مطلب العبد برآر

اعلیٰ حضرت نے مطالبہ برآر کی تجویز فرمائی ہے، تفصیلی حالات کا انتظار ہے،

سادات قریش کا قومی اصلاحی اور تاریخی ماہو

المرشد

دس سالہ ♦ امرت

جلد ۱۳۷ (۱۵) نمبر ۶

ایساں تبقریش فی النہر والشر

ایڈیٹر

محمد علی قزوینی

نیمت اللہ قریشی

فیضیہ چابک

فہرست مضامین

۲	زیریں موقع ہے اب سے دیکھ
۳	ایک آنند
۴	مردہوں کی قریش پر ایک نظر
۱۲	کیا مرانی بھی قریشی ہیں؟
۱۹	جاسد حوکتیں
۱۹	رباعی
۲۰	امام حسین علیہ السلام کا عفو
۲۱	حسین
۲۲	صغریٰ کی شادی اور سلمان
۲۴	بندہ نواز خجستہ
۲۵	جدید اشیرع قریشیوں کی تاریخی حقیقت
۲۹	لد و مند آواز کا اثر
۳۳	یہ ہے وہ قوم جو پروردہ افوس لغت حق
۳۴	دولت آصفیہ
۳۶	صدائے کشتی دریوی
۳۷	بلاد اسلامیہ
۳۹	کیا درست ہے؟

زیرِ تین موقع ہے ہاتھ نہ دیکھے

آئندہ اگست

آخری عشرہ میں شیخ پورہ کے مقام پر

انجمنِ قریب شیانِ پنجاب

سالانہ اجلاس منعقد ہونا تجویز ہوا ہے، حالات اور قومی ضروریات کا اقتضائے ہر

آپ شریک ہوں

اپنے قیمتی خیالات سے مستفید رہاؤں

قریش کی نسب جسبى شرافت و نجابت پر کھینے حملے ہو رہے ہیں، حفظِ ناموس و عزت اور نسب آپ کے فرائض میں داخل ہے کچھ وقت اور بھی صرف کریں ورنہ

بچو گے : تم اور نہ ساتھی تمہارے

اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے

تاریخ جلسہ کیلئے انجمن کے دعوتی مراسلہ کا انتظار کریں

(مرد و لائق)

میری سنجو گوش نصیحتیں ہو ایک آواز

قومِ نرغہ کے عالم میں ہے اور نسبِ خطرہ میں، ہندی نژاد اقوام کی پوششیں مہم جباری و ساری ہیں، ان کی انتھک مساعی روز افزوں، لیکن فرزندِانِ قریش کا نوز میں روئی بیکر آنکھوں پر پٹی باندھ کر خاموش پڑے ہیں، قریش کی مشہور غیرت کا یہ اقتضائے تھا، پانی سر سے گزر گیا، اب مرا سی تھا۔ سہ منہ آئے ہیں، قریش کی نسبی و جسی شرافت و زلت کدہ میں دفن ہوا چاہتی ہے، اگر وہ کانفرنس، زمیندار کے دو مراسلے، کامضون تہا ہی فیور آنکھوں نے اگر بڑھائے تو کہیے کیا سمجھے؟ اگر سمجھے تو یہ خاموشی کیسی؟ اس سے تو مر جانا، غرق ہو جانا بہتر ہے، زندہ رہ کر کیا کر دے؟ اسے قریش والو! غیہ قوم کے نونہالوں سے کچھ اور بڑے دن ہونگے جو تم دیکھنا چاہتے ہو؟ اتفاق کیا، دولت گئی، عزت گئی، شہرت گئی، غیرت گئی، احمیت گئی، علم گیا، عمل گیا کیا ناموس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے؟ آہ! اسے بھی دلوں کا چاہتے ہو اور پیر مرہسوں کے ہاتھوں؟ بہائی اٹھو اور کوئی زندہ رہنے کے کام کرو تبلیغ و اشاعہ اسلام اور تنظیم قوائے مدیہ کا زمین تو کیا ادا کر دے؟ اپنی بگڑی ہی بناؤ اپنی آواز میں بلندی اور اثر پیدا کرنے کی کوشش کرو، اقدامِ عالم سے سبق لو اور کچھ کرنا سیکھو، میدانِ عمل میں بڑھو، اگر مہربان نام اور آبا کی عزت باقی رہے،

میری مراد اس لکھو اس سے یہ ہے کہ کوئی جلسہ کرو ادا جی گئی گزری حالت کے بنائیکی تدابیر پر غور کرو، ماہوار رسالہ کو اب ہفتہ وار کرو، اگر اسی سے آواز میں بلندی اور اثر پیدا کر سکتا ہو، اس میں ۸۰ سالہ بوڑھا ہوں اور کام کر سکی ہمت نہیں رکھتا تاہم اخبار کو ہفتہ وار کرنے کیلئے پانچ قسطوں میں چھپیں روپے دینے کا وعدہ کر تا ہوں، پہلی قسط بھیج چکا ہوں، خدا نے تمہیں بھی دل دیا ہے، دماغ دیلے قریش کی اولاد ہو تم بھی کچھ ایسا کرو اور بس نیک کام میں لگا دو، انقرض کے کتنے خریدار ہونگے؟ اس کا اندازہ میں نہیں بتا سکتا، لیکن میں ان تمام سے خدا کے نام پر اور قریش کی غیرت و حیثیت کے نام پر زبردستہ عا کر دینگا۔ ہر ایک خریدار دو ناظر اپنی طاقست کھیند افسانہ نقد و حجت کے مطابق خریدار و کیر یہ کام تو کر دے!

ناکار ہوں مگر دوستدار دل رکھتا ہوں، انقباض نہیں ہاسکتی،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفرس

جلد ۴۴ نمبر جون ۱۹۶۸ء

۶۴

۶۴

”مراسیوں کی قریش پر ایک نظر“

تحریک کا آغاز

کب کیوں؟ اور کس طرح ہوا؟

گورنٹ کے خلاف ایچی مین کے زمانہ عروج میں جو لوگ معاش کے خاص ذرائع نہ رکھتے، اور انکم پروری کے تفکرات سے نجات پانے کے لئے ایچی مین میں شریک ہونا غنیمت سمجھتے تھے ان میں ایک شاہزادہ آزاد بھی تھے، اور لگا کر شاہزادوں میں شامل ہونے کے لئے آپ بھی اس رُوم میں بہ نکلے، اور جیل خانہ کی ہوا کھانے چلے گئے، ۱۹۶۱ء کے عرصہ میں ایچی مین کا سیل ررواں رک گیا، گورنٹ کی بغض کا سیلاب ایک حد تک تنہم گیا تو شاہزادہ صاحب آزاد ہوئے، قوم و ملک کی بھی خواہی کی نمائندگی سڑکی کی آڑ میں شکار کھیلنے کا وقت ابھی سے بھل چکا تھا اس لئے اب کچھ کسی نئے نرالے مسئلے کی احتیاج

ہوئی، چنانچہ ایک عرصہ کی غور و فکر کے بعد آپ نے اپنا اوسیدہ کرنے کے لئے اپنی قوم "مرہی" کی اصلاح کی طرف رخ کیا، لائل پور میں ایک انتہائی اجلاس منعقد کیا اور قوم پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے منظم قومی پرائیک وصال تقریر کی، لیکن اس وقت تک آپ اس بات کا فیصلہ نہ کر سکے تھے کہ ہم کیا بنیں "مرہی جاہل اور نور مسلم سے محروم تھے انہوں نے بھی یہ معلوم کرنے کی جرات نہ کی، اگر ہم کیا ہیں اور کیا بنیں گے؟" لائل پور کے مراسیوں نے آپ کی خاطر و تواضع میں کئی دقیقہ اٹھانہ دیا، آپ کا ہنسی دہن زرد و سیم سے پر کرنے کے لئے چننے شروع ہو گئے، اور اس طرح آپ کے تنویر شکم کا ایندھن مہیا ہونے لگا، قوم کا رویہ بتا اس کا کوئی مصرف بھی دکھانے کی ضرورت تھی، لہذا "نعم تلکیر" کے ابراہیم مرہی قوم کی فضیلت و برتری اور نبی شرافت کی اشاعت کا اہتمام کر دیا، مگر منہ نہ نکلتا نگاہ قائم نہ ہوا تھا، پڑھے لکھے تھے ہی، آپ کی دور رس نگاہ نورانی فتنہ پرستوں کی قریبوں کی خفگی و خوابدگی دیکھ کر قرشت "کامیاب خان" پایا اور اعلان کر دیا کہ ہم قرشتی ہیں، لیکن کون قرشتی؟ صدیقی؟ عثمانی؟ فاروقی؟ اسمتی؟ علوی؟ عباسی؟ کہ ذمیری؟ نہیں صرف مرانی قرشتی! اور کس کی اولاد؟

ان مرانی قرشتیوں کی لائل پوری انجمن کی ایک شاخ امرتسر میں بھی کھل گئی جس کے کارکنان نے اپنا فرض اولین یہ قرار دے لیا، کہ "قرشتی" اور "انجمن قرشتی" کو گالیاں دیں اور ان کو چڑائیں تاکہ بڑھتی شروع ہو، بعض نے تو ہمیں بالموافقہ کہہ بھی دیا کہ اگر ہم سے کوئی بات لگیگی تو ہم مرہی ہیں وہ کام کریں گے جو ہم کر سکتے ہیں۔ بیچارے عادت سے مجبور تھے، ان کے ان افعال کو ٹھیکہ دیا گیا اور کوئی جواب مناسب نہ سمجھا،

آخر ۱۹۲۷ء یا اوائل ۱۹۲۸ء میں مراسیوں کی مرکزی انجمن جس کا ہنوز کوئی فیصلہ کن نام تجویز نہ ہو سکا بتانے اپنا سالانہ اجلاس امرتسر میں منعقد کرنے کی خیاں شروع کر دیں، شہزادہ صاحب بھی تشریف لائے اور امرتسر کے دفتر میں بھی رونق افروز ہوئے، آپ نے اپنے آپ کو "انجمنیت" کے بہرہ میں پیش کیا اور "مرہیوں" کے "دعوت" قرشتیت پر نفوذ بھیجتے ہوئے کچھ اچوتے خیالات کا اظہار کیا، ایسی پیش کے زمانہ میں ہم آپ کو دیکھ چکے تھے آپ کی تعریف سے واقف تھے اور یہ بھی خوب جانتے تھے کہ مرہیوں کی انجمن کے سالانہ اجلاس کی تقریب پر تشریف لائے ہیں، لیکن ہم خاموش رہے، آپ اس وقت ایک جاسوس اور سوراخ دساں کی شان میں تھے، قرشتی غیر منظم حالت پر تاسف و ملال کا اظہار کرتے ہوئے مراسیوں کی زبردست جمعیت کا خوف و دلا کر ہماری رائے

کی ٹوہ میں کئی باتیں کر گئے۔ ہم چونکہ اس بہرہ دہی کی حقیقت سمجھ چکے تھے، اس لئے مسلمانوں کی حالت عمومی پر ہم نے تبرّہ جذباتیں کرنے پر اکتفا کیا اور مطالبہ برائجن کے اغراض و مقاصد اور خدفا دم مبرکی و میسے اور کثرت کام کے عذر سے آپ کو تشریف لے جانے کا اشارہ کیا، آپ چلے گئے لیکن یہاں سے کچھ حاصل ہوا،

دوسرے روز جلسہ میں آپ نے اپنی شرافت و نجابت نبی پر ایک طویل تقریر کرتے ہوئے قرشیت کا دعویٰ پیش کیا، عوام تو قرشیت و رشیت سے واقف نہ تھے ان کے کان اس قسم کے الفاظ سے نا آشنا تھے، لیکن خاص میں سے بعض نے آپ کی تجویز کو بہت بُری نظر سے دیکھا، چنانچہ ایک صاحب جو فیروز پور میں مقیم تھے آپ اور جلسہ میں شرکت کی غرض سے آئے ہوئے تھے آپ کے اس انوکھے دعوے پر چونکہ اُنھے اور سب اہل اس تردید کے لئے ڈٹ گئے، اجلاس میں بلبلی سی پیدا ہو گئی اور کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے،

فیروز پوری حکیم صاحب جلسہ سے نکلے ہی سید ہی ہمارے پاس پہنچے، آپ نے شہزادہ صاحب کی تقریر و تجویز کا لب لباب بیان کرتے ہوئے ملامت کی اور کہا کہ ”اگر میری مدد کی جائے، یعنی ایک جلسہ عام کے انعقاد کی تجویز ہو جائے تو آج ہی میں مستند تاریخی روایات کے حوالے سے سادات قریش کی برابری کرنے والے فرضی قریشیوں کا تار و پود کھیر کے رکھ دوں!“ لیکن ہم نے آپ کا جوش ٹھنڈا کیا اور خواہ مخواہ کی سرور دی مول لینے سے منع کیا، آپ ایک سنجیدہ اہمیت اور علم دست شخص تھے اور تاریخی معلومات بھی رکھتے تھے، آپ ہماری دلدن اور دودرات بٹھہرے، اس شناس ”مراسیوں“ کی اہلیت پر آپ نے تاریخی روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا کہ ”مراسی کسی حالت میں بھی قرشیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔“ اور یہ بھی کہا کہ ”میں نے اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، اگر اخراجات طباعت کا کوئی انتظام ہو گیا تو میں اسے عوام کی واقفیت کے لئے طبع کرادونگا،

جلسہ سے چند روز بعد مراسیوں کی جھڑپاڑے تنگ آکر ابن قرشیتان نے فیصلہ کیا کہ انہیں نوٹس دیا جائے، اگر وہ دعویٰ قرشیت سے دست کش ہو جائیں ورنہ ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائیگی، چنانچہ نوٹس دیا گیا، مگر دوسرے ہی روز اس بات کا قطعی فیصلہ ہو گیا، کہ ہمیں کسی قسم کا دعویٰ کر سکی ضرورت نہیں اور نہ ہی انہیں مد مقابل بنا کر ان کے مفروضہ دعویٰ کو تقویت و شہرت دینی چاہیے، چنانچہ اس پر معاطہ ختم کر دیا گیا، اور اس وقت سے ہم نے مراسیوں کی قرشیت پر کوئی توجہ نہ دی، مگر چونکہ ان کے اس انوکھے اور نئے نئے دعویٰ نے عامہ المسلمین

میں ایک اضطراب انگیز مہجانی پیدا کر دیتا تھا، عوام ان کی کارروائیوں کو حیرت و استعجاب سے دیکھتے تھے اس لئے اخبارات میں مذکورہ شروع ہو گیا، سب سے پہلے محمد عمر صاحب لغمانی شہزی نے اگرہ کانفرنس کے اعلانات سے متاثر ہو کر "زمیندار" میں مراسلت و قریشیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا، جس پر ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی نے ایک سلسلہ مضامین شروع کر دیا، اس پر زمیندار کے مدیر نے شوخی تحریر سے کام لیکر مراسیوں کی قریشیت پر وہ تبصرہ کیا جو مئی کے انفرشس میں نافرین ملاحظہ کر چکے ہیں، مراسیوں نے مقدمہ کی دہکی دی اور قاضی احسان علی صدیقی مدیر زمیندار اور ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی کے خلاف ازالہ حیثیت عری کا دعوے داغ دیا، قاضی صاحب کے متعلق تو معلوم ہوا کہ وہ ازالہ حیثیت عری سے گھبرا گئے اور ان سے مرعوب ہو کر مصاحمت پر مجبور ہوئے چنانچہ اس مصاحمت کا ذکر "زمیندار" میں بھی ہو چکا ہے، لیکن ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی مستقل مزاجی سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں، چنانچہ آپ اپنے حکم جون کے خط میں لکھتے ہیں، کہ "اخبار انقلاب" کی کسی گزشتہ اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مراسیوں کی "جمعیت انفرشس" نے قاضی احسان علی صدیقی زمیندار اور ڈاکٹر محبوب عالم قریشی لدھیانوی کے خلاف مقدمہ ازالہ حیثیت عری دائر کر دیا ہے،

اخبار زمیندار ۲۹ مئی کے عدیںبر میں شہزادہ آزاد سمبر مالوی کی تحریر "زمیندار" و جمعیت انفرشس کے عنوان سے شائع ہوئی ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں، کہ چونکہ فریقین مصاحمت ہو گئی ہے، لہذا جمعیت نے قانونی کارروائی ترک کر دی ہے۔"

چونکہ تحریر مذکورہ بالا سے قریشی دنیا میں میرے متعلق غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے، کہ خدا معلوم میں نے مراسیوں سے کس قسم کی مصاحمت کی ہے، لہذا میں بذریعہ تحریر بلا اعلان کرتا ہوں کہ میں نے مراسیوں سے کوئی مصاحمت نہیں کی، میں اس سے اپنی قطعی اعلیٰ کا اظہار کرتا ہوں، ممکن ہے کہ مدیر زمیندار نے شہزادہ آزاد سے کوئی مصاحمت کی ہو یا مراسیوں کو قریشی تسلیم کر لیا ہو، لیکن نہ میں نے ان سے مصاحمت کی نہ مراسیوں کو قریشی تسلیم کیا نہ آئندہ تسلیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، شہزادہ آزاد سے گزارش کرتا ہوں کہ مراسی کبھی قریشی نہیں بن سکتے، آپ شوق سے قانونی کارروائی کریں،

سمبر دوستاں سلامت کہ تو خضر آزمائی "

(ڈاکٹر محبوب عالم قریشی، لدھیانہ)

مدیر زمیندار اگر اسی دل دگر دہ کے مالک تھے، انہیں اپنی کمزوری معلوم تھی تو چاہیے تھا کہ وہ پہلے ہی میدان میں نہ اترتے اور خاموش رہتے تاکہ زور و پشیمانی کی نوبت نہ آتی،

ہائے اس زور و پشیمان کا پشیمان ہونا

"زمیندار" کے مدیر "قاضی" اور "صدیقی" کے قبیع میں مدیر "مدینہ" نے بھی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے میرا سیدوں کی فرشتہ سے متعلق "سہرا ہے" کے تحت، امنی کی اشاعت میں سطور ذیل شائع کر کے وہی پشیمانی "اور" "ذکر" اٹھائی جو مدیر زمیندار "کو اٹھانا پڑی، آپ کے لکھا، کہ "حفصہ سرور کا منیات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "الایمۃ من القریش" یعنی مسلمانوں کے سردار خاندان قریش میں سے ہونگے، اسی ارشاد عالی کا شاہد یہ اثر ہے کہ مسلمانانِ ہند کا ہر فرد بشر اور ان کی ہر قوم بنی قریش بننا چاہتی ہے، ہمارے دامن بہائیوں نے سر شفیق و شہر کا کی دہائی میں صرف "عوبیت" تک خود کو محدود رکھا اور اُنیں کا ہمزہ جب کبھی سو بڑھ کر عوب کی طرف روانہ ہوا۔ تو یہ لفظ "الراعی" بن گیا اور ہر شخص کو منیام دینے لگا کہ "گم آں شد کہ دنبال را می نہ رفت"

لیکن تعریض کا یہ عمل جدید پنجاب میں ایک نیا شگوفہ چھڑ رہا ہے اور محالات یا غیر قرین قیاس امحد کو بھی قرین قیاس امکانی بلکہ امر واقعہ ثابت کر رہا ہے۔ آج سے چند سال کسی شخص کو بقائمی ہوش و دھوس اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا، کہ سرسویوں کی پس ماندہ، مغلوں کے محال اور زندگی میں ذلیل و خوار قوم قرشیت کا ادکار کر گئی، اور اس کیلئے بعض ایسے دلائل و شواہد پیش کر گئی، کہ انہیں قرشیانِ ہند کے ارباب بست و کشاد بھی حیرت میں آجائیں گے،

جب طرح سوامی شہرہ راندہ انجہانی میانوالی جیل سے معافی مانگ کر بھلتے ہی آگرہ پہنچ کر شہر صی کا ناد پہنچنے لگے تھے، اسی طرح سرائی قوم کے ایک نو نبال شہزادہ آزاد صاحب سمبڑائی عدم تعاون کے سلسلے میں میعادِ قید پوری کرنے کے بعد جیل سے اس شان سے نکلے کہ میرا سیدوں کی فرشتہ کا علم ان کے ماتھے میں تھا، اور ہل من مبارک کا لغوہ زبان پر، یہ آواز واقعی ہر شخص کو حیرت میں ڈال دینے کے لئے کافی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان نئے قرشیوں کے اعلانِ فرشتہ سے پرانے قرشیوں میں ہل سی چڑھ گئی،

ہندوستان بھی عجیب ملک ہے، یہاں تم کتا ہی عجیب سے عجیب دعوے کر دو اور وہ کتا ہی مافوق الفطرۃ کیوں نہ ہو لیکن تم سے اس بات کا ثبوت ضرور طلب کیا جائیگا، علمائے امت نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ حفصہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ چوٹا ہے اس سے ثبوت نبوت طلب کرنا بھی ضلالت اور کمزوری ایمان کی دلیل ہے اور ارشادِ الٰہی بعدی پر عدم اعتماد کا اعلان، لیکن جب ہماری آنکھوں کے سامنے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان سے دلائل مانگے گئے، یہی حال شہزادہ آزاد سمبڑالی کی تحریکِ قریش کا ہوا ثبوت مانگے گئے یہاں اس مبنی کی کیا کمی تھی،

شہزادہ صاحب نے فرمایا سنئے! ہمارا خاندانی پیشہ نسب دانی ہے، یہاں تک کہ کیسی کے حسبِ نسب کمی متعلق حکومت بھی وقت ضرورت ہمیں سے شہادت طلب کرتی ہے اگر ہم دوسروں کے حسبِ نسب کے متعلق متنبہ اور مقبول شہادت ہیں تو اپنے لئے بدرجہ اولیٰ ہیں یہ فلسفی دلیل ہے نقی دلیل یہ ہے کہ ہمارا نام میراثی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اسلامی سلطنت میں تقسیم میراث وغیرہ کا کام ہمارے ہی سپرد تھا، اور حکومت نے ایک کتاب میں اس کو تسلیم کیا ہے ہم حقیقت میں مجاہدینِ اولین کے ساتھ ہندوستان آئے تھے،

عقلی دلائل یہ ہیں کہ غیر مسلموں میں میراثیوں کا وجود نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ ہم عربی النسل ہیں،

علاوہ ازیں ہم میں بعض خصائص ایسے موجود ہیں جو عام طور پر عربوں میں پائی جاتے ہیں، اور خاص طور پر قریش میں، مثلاً ہم اعلیٰ درجہ کے شہسوار ہیں ہمارا بچہ بچہ گھوڑے کی سواری جانتا ہے، خوب اور با محضوں قریشی فصیح، البیان، طلیق، اللسان، نغہ تھے، ہم سے زیادہ ان اوصاف کا کون مانک ہو، قریشی بذلہ سیخ اور طراشت کے بہترین اوصاف سے متصف تھے اور ہمارا بچہ بچہ اس رصف میں مدیرا نکار و حوادث کا بھائی ہے،

بھلا میراثیوں سے بحث میں کون بازی لے جا سکتا تھا، بچا سے بڑے قریشی ہار تھا کہ کر بیٹھ رہے اب شہزادہ صاحب میراثیوں کے نقوش لکھنے لگے گرو اللہ ہیں

انہوں نے ایک ایجنٹ انفریش بنائی ہے سنا ہے کہ میراثیوں میں اس تحریک سے بڑی سی پیدا ہو گئی ہے، وہ اپنے ذلیل آبائی پیشے سے اجتناب اختیار کر رہے ہیں اور لاہور میں ایک صنعتی سکول بھی کھولنا چاہتے ہیں تاکہ اپنی قوم کے بچوں کو تعلیم دلا کر کتاب حلال کے قابل بنائیں،

معاشرۃ انقلاب نے اس تحریک کی مذہبیت مذہبی نقطہ خیال سے کی ہے اور معاشرۃ زمیندار نے عادت کے مطابق غریب میراثیوں کو ڈانٹ دیا ہے، حالانکہ یہ تحریک حوصلہ افزائی کی تھی تھی مسلمانوں کی بہت سی اخلاقی، اقتصادی مذہبی اور نسلی خرابیاں میراثیوں کی عنایات کا نتیجہ ہیں، طوائفوں کو یہ فتنہ عالم بناتے ہیں، مزادوں پر شرک و بدعت کا یہ ساماں بہم پہنچاتے ہیں، بھود و لعب کی تعلیم یہ دیتے ہیں، الغرض یقیناً اوقات آوارگی تکبر و غرور و غرور و غرور بدلتے کے یہ لوگ بانی مہمانی ہیں،

اگر یہ قوم اصلاح یافتہ ہو جائے تو مسلمان بھی سپاہیں جائیں، لہذا شہزادہ صاحب! تم قریشی! تمہارے اگلے پچھلے قریشی! تمہاری قوم قریشی اور بالکل قریشی حکومت سے ہی ہماری گذارش ہے کہ وہ میراثیوں کو فوراً قریشی تسلیم کیسے اور ملازمتوں کے لئے ورنہ ان پر کبہ لکے تاکہ یہ غوث کی زندگی بسر کرنے لگیں، اور دوسروں کو آرام سے جینے دیں۔“

لیکن یہ الفاظ قلبِ قرطاس پر رکھ دینے کے بعد آپ سخت پریشان ہوئے، پانچویں بات کو ایسی ہی بنا کر آئی کہ پلٹا کہانے پر مجبور ہو گئے، چنانچہ حکیم جون سنہ کی اشاعت میں آپ اپنی الفاظ نہایت دھونس و مذہمت کیساتھ واپس لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”میراثی قوم کی جدید تحریک، تفریق پر گزشتہ اشاعت میں تبصرہ کرتے ہوئے عرض کیا گیا تھا، کہ یہ تحریک بدلتے مسلمانیت کی نلاج و سپود کے لئے عید مضید ثابت ہوگی اور اسے موجودہ زمانہ میں میراثیوں کی قوم نے چند ایسے پیشے اختیار کر رکھے ہیں، جو مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی اور تمدنی و معاشرتی زندگی کو نقصان پہنچا رہے

ہیں

میں بتایا گیا ہے کہ ہمارا یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ میراثی قوم کا پیشہ نسب

دانی ہے ،

دیہاتی زمینداروں کے ہر کام میں یہ مختار و وکیل ہوتے ہیں ، یہاں تک کہ ان کے رُکوں کے لئے لڑکی گلاسن اور انکی لڑکیوں کے لئے لڑکے کی جستجو بھی ان کے فرائض حیات میں داخل ہے ، جب چودہری صاحب کو اپنے جوان بیٹے یا جوان بیٹی بیٹی کے لئے جوئے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو قرعہ خال اسی دیوانہ میرانی کے نام پڑتا ہے اور اس کا معیار حسن و خوبی اس قدر بلند اور مسلم ہے کہ اتنے بڑے اہم کام کو بالکل اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے ،

باقی رہا یہ خیال کہ گائے بچلنے اور ناچنے کا پیشہ بھی میرانی قوم کی میراث ہے تو یہ اس لئے غلط ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو میرانی نہیں بلکہ بھانڈا کہتے ہیں اور نسب دان میرانی ان بھانڈوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے یہاں تک کہ ان کو اپنے گھروں میں بھی داخل نہیں ہونے دیتے ، دیہاتی میرانی آج کل بھی زراعت کا کام کرتے ہیں ، اور ان کی شہادتیں حسب و نسب کے بارے میں عدالت کے سامنے مقبول ہوتی ہیں ، ہمیں بھی استعجاب تھا کہ قریش اور ناچا گانا ، اور قریش اور بھانڈوں کو گفتہ عالم بنانا اس چربو اچھی است ، خدا کا شکر ہے کہ یہ مستعجاب دور ہو گیا ، پرانے قریشیوں اور نئے قریشیوں میں اب کینچا تانی ہو رہی ہے ، ایک سالہ الفریض بھی اول الذکر کی طرف سے جاری ہے اور اس میں نئے قریشیوں کے جدید حملے کا جید سرانگی کی ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ، ہم اس مسئلے میں بالکل غیر جانبدار ہیں لیکن ہمیں نئے قریشیوں کی تحریک کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے پُرانے قریشیوں کا نئے قریشیوں کو اپنا مد مقابل اور حریف تسلیم کر لینا ہی اس تحریک کی کامیابی کی پین ہے اگر وہ غلاموں میں رہتے تو غالباً اس کا زیادہ چرچا نہ ہوتا ۔

کوئی پوچھے کہ مہاں آپسے کس نے دلاست کی خواہش کی تھی کہ اب غیر جانبدار بن بیٹے ہو اگر آپ کا یہی علم و عقیدہ تھا کہ بتائے جانے پر آپ ایمان لے آئیں گے تو اس معاملہ میں اُسچے کیوں ؟ اگر آپ کو بتائے معلوم ہوا ہے اور پہلے آپ اس حقیقت سے واقف نہ تھے تو تلافی معافی سے قبل بتائی ہوئی بات کو واقعات کی کسوٹی پر پرکھ لیتے ، کیا یہ امر واقعہ ہے کہ زمینداروں کے درمیان میں یہ مختار کل ہوتے ہیں اور ان کی لڑکیوں کے لئے لڑکے اور لڑکوں کے لئے لڑکیوں کی جستجو کرنے پر

آپ کے ہاں کہتے اور کس مذہب کے زمیندار ہیں جو ان سے یہ خدمات لیتے ہیں اور کیا بھانڈا، انقال اور ڈوم اپنے تئیں مراستی "نہیں کہتے؟ ان کی ذات پوچھی جائے تو کیا جواب دیتے ہیں؟ کیا نسب دانی کے لئے آپ کے لئے قریشی مامورین اس میں؟ اگر نہیں تو خدمت کب کیوں اور کس طرح ان کو تفویض ہوئی؟ کہتے عربی النسل خاندانوں اور کہتے ہندسی النسل مسلمانوں کی نسب دانی کا فرضیہ یہ ادا کرتے ہیں؟ کیا آپ کا پردہ استعجاب تار تار ہو جائے کے ساتھ ہی "الا یترن من القریش" کا حکم بھی منسوخ ہو گیا؟ کیا کسی زمانہ میں کوئی مراستی امام ہوا، قوم کا مسدوار بنا؟ کیا آج یا آج سے کئی سو سال پہلے کی کوئی مثال میں کی جا سکتی ہے؟ حق یہ ہے کہ آپ مرعوب ہو گئے اور وجہ است میں حقیقت و اصلیت کو بھول گئے،

نئے اور پرانے قریشیوں کی کھینچا تانی کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے، علماء نے غلطی کی کہ مشرہ ہی کے مقابلہ میں تبلیغ کے لئے کہہ رہے ہو گئے، مسلمانوں نے خواہ مخواہ ہندوؤں کے مقابل اور حریف بنایا، اس شدہ ہو لینے دیا جاتا، تو اس شدہ ہی کا طوفان خود ہی تمہارا، خوب الامان! مدینہ منہ کی "سر سبکی" قابل رحم ہے، آپ کو چندہ دن قبل کی بات اور وہ بات جو معرین وغیرہ میں بھی آگئی ہو یاد نہیں رہ سکتی، اے امی کو جو الفاظ آپ نے اپنی معلومات کی بنا پر سرود قلم کئے یکم جون کو انہی سے لاعلمی کا اظہار "سر سبکی" کی مین دیل ہے اور اس سے زیادہ کوئی سرا سیمہ ہو گا بھی کیا؟ اے امی کے اخبار میں آپ اپنی معلومات کی بنا پر لکھتے ہیں، کہ شہزادہ صاحب نے فرمایا، سینے! ہمارا خاندانی پیشہ نسب دانی ہے، حسب نسب کے متعلق حکومت بھی بوقت ضرورت ہمیں سے مشورہ طلب کرتی ہے۔" اور یکم جون کو جو بات آپ کو بتائی جاتی ہے اور جسے آپ حیرت و استعجاب کیساتھ معلوم کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ "مرانی کا اصل پیشہ نسب دانی ہے اور ان کی شہادتیں حسب نسب کے بارے میں عدالت کے سامنے مقبول ہوتی ہیں۔" بات کیا ہوئی؟ سر سبکی! سید اکبر دتو کر سرکار! ہم سے خطا ہوئی،

"مدینہ" کے فاضل مدیر اور ہمدرد محترم معاصر کو یاد رہنا چاہیے، کہ "القریش" کے لئے مراسیوں کی قریشیت "سر سبکی" کا موجب نہیں ہو سکتی، وہ تحفظ نسب کے لئے جہاں و تراکم مذکر کو نہات اطمینان و تحمل، صبر و سکون اور تہذیب کیساتھ عبور کرنے کے لئے تیار ہے اور دھچکا، انزال اللہ تعالیٰ، انہیں اپنا آپ بچانا چاہیے، ضمیر کشی ہو تو، باطل کو حق ماننا پڑے تو،

خدا تعالیٰ فصل کرے

ناقابل التفات باتیں جدید شیوع قریشیوں کے چیلنج

مراشیوں نے بجائے اس کے کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل و براہین پیش کرتے ماحق چھٹر چھاڑا اور تائید سے لوگوں کو مرعوب کرنا شروع کر دیا اور جہاں کہیں اس سے کام نہ چلا مقدمہ بازی کا خوف دلا کر کام نکالنے کی ناکام سعی کی اور مختلف حیلوں بہانوں سے زبانِ خلق کو بند کرنا چاہا تاکہ ان کی مفروضہ قرشت کو آہنچ نہ آئے اور وہ بے تکلف قریشی بن جائیں،

شہزادہ صاحب کے دماغ میں یہ حکیم بھی مرکوز ہی تھی لوگوں کو وہم دگماں بھی نہ تھا، کہ سب سے پہلے انہوں نے ہمیں نوٹس دیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ ہمارے خلاف کوئی کتاب لکھ رہی ہیں اور ہمارے دعویٰ کی تردید کرنا چاہتے ہیں، لہذا میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ قبل اس کے کہ آپ کوئی تردیدی تصنیف کریں مفتیوں اور علمائوں کی مجلس میں ہم سے بالمواجبہ فیصد کر لیں، چونکہ اس بات کا ہمیں خیال تک بھی نہ تھا اس لئے ان کے اس نوٹس کو تعجب و حیرت کیا تہہ پڑا اور غور کیا کہ یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں، اگر یہ جستجو سے معلوم ہوا کہ نئے نئے بہر و پ بہرے کا زمانہ، اور اور انوکھے دعوے پیش کرنے کا وقت ہی اور چودھویں صدی کا دور، "مراشی" قرشت کے جامہ میں ملبوس ہونا چاہتے ہیں اور ہمیں مد مقابل بنا کر اپنے پراپیگنڈی میں مدد لینے کے متمنی ہیں ان کا چیلنج منظرہ کرنا کسی طرح گوارا نہ تھا اور یقین تھا کہ چند روز کی سرگرمیوں کے بعد یہ خود ہی ٹھنڈے ہو جائیں گے، اس لئے ہم نے اس خط کا بدیں معنون جواب دیدیا کہ

"نئے دعوے پیش کرنے کا مرض عالمگیر ہے، دنیا میں سینکڑوں نے پیغمبری کا دعویٰ

کیا اور بیسیوں خدائی کے مدعی ہوئے، خلقِ خدا ان را نہ دہ گاہ دعویٰ امان کو فرشت

زمین سے الگ نہ کر سکی، آج اگر "مراشی" قرشت کا دعوے کریں گے تو کیا ہے بہر

حال مصلح کی ضرورت ہی، آپ اصلاح کریں خواہ کچھ بن کر کریں، ہمیں آپ کا

مد مقابل بننے کی ضرورت نہیں"

اس جواب کے بعد سکوت ہو گیا، لیکن اب جب سے زعمیہ مذاثر نے مراسلتوں کی اشاعت سے اس فتنہ کو بیدار کیا ہے، ان کے چیلنجوں کا ایک تو اتر قائم ہو گیا ہے، چنانچہ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدہ ہائیو کو بھی چیلنج دیا گیا، جس کے الفاظ تو ہماری نظرسے نہیں گزے، البتہ

ذکر صاحب نے اس کا جواب اشاعت کی غرض سے ہمیں ارسال فرمایا ہے اور وہ یہ ہے،

کیا مرآتی بھی قریشی ہیں؟

"۲۵ اپریل کے روزنامہ سیاست" میں جمیعت القریش پنجاب کے معتمد عمومی جناب شہزادہ آزاد سمبڑیالوی کی ایک تحریر شائع ہوئی ہے جس میں موصوف نے اس بات پر خصوصیت سے زور دیا ہے کہ "مرآتی ہی اصل قریشی ہیں باقی سب مخلوط ہیں" چونکہ میں مرآتوں کو قریشی تسلیم نہیں کرتا، اس لئے انہوں نے مجھے چیلنج دیا ہے کہ میں ان سے مرآتی و قریشی کے موضوع پر بحث کروں، اخیر میں جناب شہزادہ صاحب مجھے تنبیہ کرتے ہیں کہ میں میدان بحث میں آنے سے پہلے اپنے حسب نسب پر بھی غور کروں پہر ان سے الجھنے کی جرات کروں میرا اسی قوم سے متعلق میرا اور میرے بندگان کا خیال تھا کہ یہ قوم صرف سرزمین ہند کی پیداوار ہے اور یہ ایک حقیر قوم ہے، اہل ہند کی خدمات ابتدا ہی سے یہ قوم مستحکم دیتی آئی ہے، ڈوم، بھانڈ، نقال کا کام کرنا اور سریلی تانوں سے دلوں کو مسح کرنا اس کا آبائی پیشہ ہے، یہ قوم پہلے ہندو تھی، اسلامین سلف کے عہد میں حلقہ مگوش اسلام ہوئی ہے، ہندوستان کے مواسکی دوسرے ملک میں یہ قوم نظر نہیں آتی، خصوصاً بلاد عرب میں تو اس قوم کی ہستی بالکل ہی معدوم ہے اور قریشیت سے تو اس کو دور کی نسبت بھی نہیں ہے،

آج اس قوم کا یہ دعویٰ دیکھ کر کہ یہ مرآسی ہوتے ہوئے قریشی بھی ہیں، ہندی الاصل بھی ہیں، عربی النسل بھی ہیں بلکہ یہ قریشی مرسیوں کی اولاد ہیں مجھے حیرت ہوئی ہے، تیرگی کو بھی ہوئی ہے جرات و عولے نور
قل ہو اللہ احد پڑھنے لگے اصنام بھی

یوں تو عہد حاضر میں ہر شخص آزاد ہے کہ وہ جو چاہے بن جائے جو چاہے کہلائے، کوئی اس سے نہیں پوچھ سکتا کہ تم کیا تھے آج تم کیا بننے لگے ہو، مثلاً مائیں لوگ راعی کہلانا پسند فرماتے ہیں، میر صوفی جو پیری مریدی کرتا ہے سید کہلاتا ہے، حجاموں نے "راجہ کانفرنس" کے نام سے ایک کمیٹی بنائی ہے، کلکتہ کے مضامینات میں کپڑا بننے والوں کے ایک گروہ نے "مومن کانفرنس" بنائی ہے اور اپنے کو "مومن" کے نام سے مخاطب کرنا تجویز کیا ہے باخندگان پنجاب کی ذبردست برادر ہی نے جمیعت الانصار کے نام سے ایک انجمن قائم

کی ہے ، نقابوں کی برادری نے میرٹھ میں قریشیت کے نام پر اپنی برادری کی تنظیم شروع کی ہے ، مراشیان پنجاب نے دیکھا کہ ہر قوم بام ترقی کی طرف معروف ننگ ر دو ہے ، ہم کیوں مراشی کے مراشی رہیں ، ہمیں بھی ترقی کرنی چاہیئے ، انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ، جھٹ "جمعیت القریش" بنا کر قریشیت کا ڈھول بٹینا شروع کر دیا ، ان کے اس دعوے کو دیکھ کر "انجمن قریشیان پنجاب" درج قریشیان پنجاب کی واحد انجمن ہے ، کاحیرت زدہ ہونا یقینی تھا ، چنانچہ انہوں نے نوٹس کے ذریعہ سے مراسیوں کو تنبیہ کی ، کہ تم دعویٰ قریشیت واپس لے لو ، لیکن مراسیوں کو یہ گوارا نہ ہوا نہ ہی انجمن قریشیان پنجاب نے اس کے بعد کوئی کارروائی کی ، خدا معلوم اس کا کیا سبب ہے ،

میری رائے میں مراسیوں نے قریشی بننے میں لغزش نہ کی ، یہ مراشی تو تھے ہی ، میر سے میر صاحب یعنی سید بن جاتے تو اچھا تھا ، صرف الفاظ کا معمولی سا تغیر ان عسری انسل ثابت کرنے کے لئے کافی تھا ،

اب عوام (اخبارات) زمیندار ، انقلاب وغیرہ) میں کہ مراسیوں کو قریشی تسلیم ہی نہیں کرتے نہ ہی تسلیم کرنا چاہیئے ،

آج کل صرف مسلمان کہلانا باعث غر نہیں سمجھا جاتا ، بلکہ سید پٹھان قریشی راجپوت متل ، انصاری ، عالمگیری کہلانا زیادہ ضروری خیال کیا جاتا ہے ، حالانکہ ترجان حقیقت پکار کر کہتا ہے ،

یوں تو سید بھی قریشی بھی ہوا نغان بھی ہو

تم سبھی کچھ ہو متاؤ تو مسلمان بھی ہو ؟

میرے آبا و اجداد قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں ، صحیح النسب صدیقی قریشی ہیں ،

لیکن مجھے قریشی ہونے پر کوئی غر نہیں ، اس لئے کہ ابو جہل بھی مستقریشی تھا ،

مجھے اگر ناز ہے تو مسبات پر کہ میں مسلمان ہوں اور میرے اکثر بزرگ عالم دین ہیں

مفتی شہر میں ، شیخ لود بلاست ہیں ، مبلغین اسلام میں اور میں خود ایک ارنی خادم اسلام

ہوں ،

ان حالات کی موجودگی میں میرے لئے مراسیوں کی جمعیتہ القریش کے سکرٹری کا

چیلنج قبول کرنا سخت مشکل ہے ، میرے لئے یہ قطعی ناممکن ہے کہ میں ایک مراسی کا مقابلہ

کر سکوں، اس لئے کہ میں فن موسیقی سے بالکل بے بہرہ ہوں، طبلہ و سازنگی کے فن سے نا آشنا ہوں اور نہایت ہی گرفت گلو ہوں،

کے سے مستغنی ہوں موسیقی سے ہوں میں بے نیاز
طبع موزوں سادہ ہے اور نکر رنگیں سادہ ہی

دوسرے میں ان فنونِ سباحت میں بڑکرا پنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا، اس لئے شہزادہ آزاد سمیٹر ایسی صاحب مجھے مغدور سمجھیں، اگر ان کو شوق مقابلہ بے طرح دامن گیر ہو تو ہمارے ہی شہر لہہیانہ میں ان کی قزم مراسی کے اکثر افراد آباد ہیں، جو فن موسیقی سے باہر خوش گلو، تان اڑانے میں یکتا، سریلی نغموں سے دلوں کو مسحور کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں ان کی طرف رجوع کریں،

زلف سے کہیں کہ یہ پیچ کرے شانے سے“

ڈاکٹر محبوب عالم لدھیانہ

تیرا بی بیخ اب ”انجمن قریشیانِ پنجاب“ کو دیا گیا ہے، چونکہ اس کا مضمون گوناگوں پچسپا لے ہوئے ہے اور فصاحت و بلاغت کا نمونہ اس لئے ہم اسے ناظرین کرام کی واقفیت اور پچسپی کے لئے یہاں نقل کئے دیتے ہیں، وہ ہوندا،

”انجمن قریشیانِ پنجاب“ کو دو بارہ چیلنج

کریں گے کرنیکی کوشش جو بے نقاب ہیں تو ہم بھی کر دیئے سب واج میں جواب انکے
بتا رہے ہیں جو ہلکو رزیل و کپا یہ جلاکے خاک اڑائیں گے سب خطاب انکے
جو پھر رہی ہیں چڑھنے بل اپنی موجوں پہ مٹاکے راکھ بنادیں گے سب شباب انکے
رہے یہ یاد میرانی ہیں لب سحر واقف میدان میں کہوں گے دکھ دیکھ سب بانی انکے
قلم کو تمام ظفر دیکھ لے کچھ بھی رنگ اور آنے دی باقی جو ہیں جواب انکے

رسالہ انقش ماہ مئی ۱۳۳۷ء کے ہر دو مضامین ہماری نظروں سے گزرنے، یہ مضامین تاریخی واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں، جہاں خیال ہے کہ ہم ان مضامین کے جواب میں کچھ تحریر کرنا چاہیں تو ایک ایک لفظ پر ایک ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے جس کے لئے ایک عرصہ مذاکرہ کی ضرورت ہے، علاوہ اس کے ہم خیال کرتے ہیں، کہ ان کا غدی گہوڑے دوڑانے سے انہیں میں سوائے توضیحِ اوقات کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا، ہم جانتے ہیں، کہ اس

عالم کو بہت جلد ختم کیا جائے، ایسے یا تو ہمارے دعویٰ قریشیت کی تردید صحیح طہ پر کر دی
جادے جس سے ہم اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو سکیں یا بصورت دیگر ہمارے مستتر
صاحبان کی تسلی ہو جادے کہ ہم اپنے دعویٰ میں حق بجانب اور صحیح ہیں، اس سے پیشتر
بھی ہم ایک چیلنج ڈاکٹر محبوب عالم صاحب لدھیانوی کو بذلیہ اخبار "الغلاب" سورخ
۱۰۶۷، اپریل ۱۹۷۷ء میں چکے ہیں، جس کا آج تک کوئی جواب نہیں دیا گیا، آج ہم پھر
جمع ارباب انجمن قریشیان پنجاب صمد مقام گوجرانوالہ کو دوبارہ چیلنج دیکر بذلیہ اشتہار
ہذا مشہر کرتے ہیں، کہ اگر وہ مسئلہ قریشیت پر ہمارے ساتھ مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو
بڑی خوشی سے کوئی تاریخ متقرر کریں، ہم اس مباحثہ کے لئے ہر وقت ادھر مقام پر تیار
ہیں، اگر آپ کو یہ مباحثہ کرنا منظور ہو جادے تو بہترین ہو تا چاہیے کہ ہر چار مذہب
کے چار معتبرین اداکار جو تاریخ دان اور محقق ہوں، ان کا انتخاب باہمی مشورہ کے ساتھ
کر لیا جائے، اور جو نتیجہ کمیشن اپنی ایماذاری اور معلومات کے مطابق بعد سماعت منجست
اخذ کرے اس پر ہر دو فریقین کا بندہ رہیں، نوٹ: اگر آپ کی انجمن یہ رائے پاس کر دے
تو ہمیں کم از کم ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیا جائے، المشتہار دماسٹر، برکت علی جعفری سکریٹری
انجمن جمعیت انڈیشین ضلع گوجرانوالہ

شاعری میں تو جناب ظفر نے ظفر علی خاں کو مشہر مندہ کر دیا، کمال ہے اور یہ کمال مولانا کو کہاں
نصیب! علامہ سر اقبال ایسے شاعروں کے قلم توڑ کے رکھ دیے ہیں، انہیں چاہیے کہ ظفر میرا سی سے
اسلاح لیا کریں، کیوں نہ ہو، عربی ہیں اور علم العربین کے موجد،

اگر یہی نصاحت و مہافت ہو اور یہی ادعا ہے تاریخی، انجمن پر یہ دعویٰ ہے، کہ "ایک ایک حرف
پر ایک ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے" تو ہم کہیں گے، کہ

گر ہمیں مکتب است و اس ملا

کا یہ طفلان تمام خواہد شد

ماسٹر برکت علی اور ان کی جمعیت تاریخی و ثقافت اور تاریخی دلائل و شواہد سے حقیقت سنا سکی کہ
تو کاغذی گہونڈے دھڑانے سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن یہ بھی چاہتے ہیں، کہ ان کے "دعویٰ قریشیت کی تردید
صحیح طہ پر کر دیا جائے جس سے وہ اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو سکیں" "دعویٰ کی تردید صحیح طہ پر"
کام نہ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں اور اس صورت میں جبکہ معتبر تاریخی روایات کہ کاغذی گہونڈے خبیثی کر

لیا جائے اس کا سمجھنا محالات سے ہو جائیگا ، کاش ! صحیح تردید کی تفریح ہو جاتی ، دنیا مرسیوں کو
 قرینی تسلیم نہیں کرتی ، تاریخ ان کے دعویٰ قریش پر مضحکہ کرتی ہے ، واقعات آنسو بہاتے ہیں ، پھر معلوم
 نہیں ، صحیح تردید کس بلا کا نام ہے ، روایت و درایت ہی بہترین کوئی ہے ، اس کو وہ تسلیم نہ کریں تو
 اس مرض کا علاج ان فی حیض اقتداء سے باہر ہے ،

مند کہ اور بعض وعظا کی کوئی وجہ نہیں ، حقیقت و اصلیت کی ٹوہ مقصود ہے ، کتب تواریخ و
 و انساب کی دوق گردانی سے نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کیجئے ، ”جدید استیوع قریشیوں کی تاریخی حقیقت“
 کے عنوان سے صحیح تردید کا تاریخی سلسلہ شروع ہے ، صبر و سکون اور اطمینان سے اس پر غور کرتے جائیے
 اور خاتمہ پر اپنے ذہن و براہین پیش کیجئے ، خود بخود منعیل ہو رہے گا ، اور اگر محض ضد ہو تو ”صحیح تردید“ کا
 مطالعہ فضول ہے ، مباحثہ ہم کبھی اور کسی حالت میں بھی موزوں نہیں سمجھتے ، لہذا ان کی یہ خواہش ناقابل
 التفات ہے ، اور پھر ایسی صورت میں جبکہ ان کے دعوئے قریش سے متعلق کتاب زیر ترتیب ہو اور
 جس کے اخراجات طباعت کے لئے سوادِ دہر میں مراستی مطالب کیا گیا ہو ، یعنی کوئی قدیم تاریخی مہادت
 وہ نہ کہتے ہوں ،

اخیر پر ہم شہزادہ اداد اور ان کی جمیعت کو مشورہ دیتے ہیں ، کہ اگر ان کے پاس ان کے دعویٰ قریش
 کی تصدیق میں مسلم و معتبر تاریخی ثبوت موجود ہوں تو وہ انہیں خود اشائع کریں اور عوام کو غور و فکر
 کا موقع دیں کہ یہی اس معاملہ کو جلد ختم کرنے کی بہترین صورت ہو سکتی ہے ، اور جب تک یہ نہ ہوگا و نہ آپ
 کو قریشی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی ،

برادران قریش سے ہماری استدعا ہے کہ وہ جذبات سے کام نہ لیں ، اول آزادی کا کوئی پہلو
 اختیار نہ کریں اور زبانی مباحثہ کے لئے تیار نہ ہوں ، بلکہ تاریخی مواد اگر کسی صاحب کے پاس موجود ہو تو
 وہ بضرر اشاعت ہمیں بھیجیں ، اور القریش کی ان اشاعتوں کو با احتیاط تمام محفوظ رکھیں ، تاریخی دایات
 کام آئیں گی ، دہشتہ آید بکار ،

مراستی اپنے اعلانات ، شہادت اور پڑھیں ہم نہیں بھیجتے اور ان میں ہمارے خلاف غلط فہمی پھیلنے
 کی نیت سے خلاف واقعات باتیں کہہ جاتے ہیں ، لہذا برادران قریش کا فرض ہے کہ ان لوگوں کے
 ایسے اثبات بن میں ہم یا جا ہی قوم سے متعلق کوئی تذکرہ ہو جہاں کہیں پاس میں ہو ادیا کریں ،
 تاکہ غلط واقعات کی ہم تردید کر سکیں ،

حیا سوز حرکتیں

کسی شیطان ابن شیطان نے ”مذکرہ ملیہ“ کے عنوان سے ”گلابی اردو“ کے رنگ میں لغزات کا دفتر بھیجا ہے جس میں ”قریش“ ”انقریش“ اور اس کے ناظرین و معاذین کے خلاف دل کھول کر ذہر اگلا گیا ہے،

رہنم کی حیثیائی کا صحیح خاکہ پیش کرنا شرافت و نجابت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے، اس لئے ہم اس پوندہ خرافات کے نویسنده کے حق میں سوائے اس کے کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ قادیان اس کندہ ناتراش کی ناپاک زبان کو سب ہشتم سے روک دے، تاکہ اس تنگ شرافت ہستی کے شر سے خلق خدا محفوظ و مامون رہے، من شر در افشا و من الخ

گم گشتہ راہ ہدایت مضمون نویسنے آزاد کی تعریف و ستائش کرتے ہوئے انجن قریشیان پنجاب اس کے اراکین اور ممبران کے خلاف اس قدر فحش اور شرمناک الفاظ استعمال کئے ہیں اور اس بیہوشی سے زمیندار ”انقلاب“ کے خلاف لکھاں کی ہے کہ زبان قلم اس کے اعادہ کی جرأت نہیں کر سکتی، مفتی ازلی نے خاتمہ تحریر پر ہیں اس قسم کی گندی تحریروں سے مسلسل دیمہ حملوں کا خوف دلا کر ”مرکبوں کی قریشیت“ سے متعلقہ تاریخی واقعات کے اندراج سے منع کیا ہے، لیکن بزدلی و کمینگی کا یہ عالم ہے کہ اپنا نام تک لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی،

ہم اس میجرے کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس کی اس قسم کی ناشائستہ حرکتیں ہیں حق کے اظہار سے باز نہیں رکھ سکتیں اور نہ ہی ہم ان حیا سوز باتوں کا جواب دینا شیوہ انسانیت سمجھتے ہیں، ہم خوب جانتے ہیں کہ

میش عقرب کہ از پے کین است

مقتضائے طبیعتش این است

رباعی

عمر اس شان سے یارب یہ بسر میری ہو مجھ سے سرزد ہوں عمل وہ جو رخصتا تیری ہو

تری جست دل شکو کو وہ تسکین بخٹے رنج و راحت کے تاثر سے اسے سیری ہو

شاکر صدیقی

امام حسین علیہ السلام کا عفو

(از جناب پیرزادہ حبیب اللہ صاحب مخدومی)

ایک دن حضرت امام عالی مقام امرائے خوب کے ساتھ تشریف فرما تھے، اور آپ اور آپ کے مہمان کہاں تا دل فرما رہے تھے، خادمہ شربا سے بہرا ہوا پیالہ لائی، عجب محفل سے اس کے پاؤں ٹکڑا اُسے اور شربا سے بہرا ہوا پیالہ فرش پر گر کر کھینچا چر ہو گیا، اور شربا کی چینیٹیں آپ کے طبعوس تن پر بھی پڑیں آپ نے بغیر تا رب خادمہ کی طرف نگاہ کی، خادمہ نے رحم طلب نگاہ سے امام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وَاَدَاظُنِّمِنْ اَلْعِظِّ غَضَّہ کو پی جانو لے لوگ متقی ہیں، امام حسینؑ، کَظَمْتَ غَضَّی دین غصہ کو پی لگیا،

حَدَّثَنَا عَنْ النَّاسِ دُكُوں کے قصود صاف کر نوالے بھی اچھے ہوتے ہیں، امام حسینؑ، عَفْوَةُ عَنَّا دین نے دل دہان سے تھک صاف کیا (خادمہ نے یہ کہتے ہوئے اس آیت کو پورا کر دیا، وَاللّٰهُ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) خدا بخیر کر نیوالوں کو دوست رکھتا ہے، آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، میں نے خدا کے لئے تھک کر آزاد کیا اور تیری کفالت تا عمر اپنے ذمے لی، اس واقعہ کو نظم کی صورت میں ملاحظہ فرمائیے،

خاسرِ یقینِ پاک، امامِ محبوب
سینہ بانی میں ہوئے شوق سے مشغول عفو
بسکہ بھی خاطرِ مہمانِ شہرہ میں کو منظور
مطبخِ خاص سے آئی شہرہ والا کے حضور
عربِ محفل سے ساعدہ زہری عقل و شعور
دفتہ چہرہ دیا طرف کو ہو کر مجبور
جس سے آلودہ ہوا سب تن طبعوس حضور
ڈر گئی وہم سیات سے کنسیرِ معبود
جس میں کرتے یہ ارشاد خداوند عفو
عد سے بڑھتے نہیں ہر چہد کر کوئی قصور

ایک دن خانہ اطہر میں تھے معروفِ طعام
اُسے کچھ اہل عرب خوانِ کرم پر مہمان
رکھ دے سامنے خدمتِ ام نے اوانِ طعام
آتشِ گرم ایک پیالہ میں گنیزک لیکر
فرطِ غلبت میں ٹھکانے نہ رہی ہوش و دواں
ماہتہ کو لرزہ ہوا پاؤں کو نفوسِ آئی
فرش پر گر کے پیالہ ہوا ٹکڑے ٹکڑے
بیکہ چشم سے دیکھا شہرہ عالی نے اسے
پڑھی بے ساندہ قرآن کی وہ آیہ پاک
متقی وہ میں جو غصہ کو زرد کرتے ہیں

اس کو سنکر یہ دیا مبطل پیر نے جواب
 پہرہ بولی کہ یہ ہے مشیوہ اہل تقویٰ
 بولے سرکار نہ ہو اپنی خطا پر نادم !
 پہر کہا اس نے کہ جن لوگوں کا احساں ہو شاد
 مشہ نے ارشاد کیا جا بختے آزاد کیا
 جب غم و ہر سے عاجز ہو تو آنا میرے پاس
 آپ بھوکے رہیں غیروں کو کہلا میں لغت
 میں سمجھی مشیوہ احساں چہ صغیر و چہ کبیر
 میں سمجھی آیہ رحمت چہ انات و چہ ذکور

حسین

(از جناب مولانا احمد علی صاحب اشراق تھانی)

لاہل ہوا اک غلام جناب امیرؑ کا
 اُسے خود اٹھ کے آپ کہ دیکھیں کہاں ہر وہ
 پوچھا یہ آپ نے کہ صد کیا سنی نہ تھی
 بولہ فرد میں نے سنی آپ کی صدا
 پوچھا یہ کیوں؟ کہا کہ میں حضرت بہت حلیم
 آزاد کر کے اس کو یہ نصرا یا آپ نے
 لوگوں نے عرض کی کہ یہ کیا بات ہے حضور
 فرمایا آپ نے کہ یہ سمجھا مجھے حلیم
 اب ایک دوسرے کو کسی کا نہیں ہے غم
 آزاد وہ ادھر ہے تو آزاد میں ادھر

صغریٰ کی شادی مسلمان

شادی نابالغاں سے متعلق ایک مسودہ قانون اسمبلی کے زیرِ غور ہے، اور اس کی

نبت رائے عامہ طلب کی گئی ہے، لہذا سطور ذیل سپردِ قلم کی جاتی ہیں،

اسلام نے اپنے متبعین اور پیروؤں کے لئے جو قوانین و اصول مقرر کر دیے ہیں، وہ اس قدر واضح معقول اور مناسب ہیں، کہ ان کی موجودگی میں فردِ دیات زندگی بلکہ نجاتِ اخروی کے لئے بھی کسی نئے قانون کی تلاش کی ضرورت باقی نہیں رہتی،

بائے اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحیِ فداہ نے پیدائش سے موت تک کے تمام مراحلِ زندگی سے متعلق احکامِ ربانی کے ماتحت جو قوانین ترتیب فرما دیے ہیں وہ دنیا و جہاں کے قوانین و قواعد سے ارفع و اعلیٰ اور بے عیب ہیں،

تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا ان قوانین متبرک پر عمل ہے اور دنیا جانتی ہے کہ وہ کس قدر مفید و قابلِ ترسیم اور اہل ہیں، واقعاتِ مشاہد ہیں کہ جہاں کہیں ان قوانین کی خلاف ورزی ہوئی خسرانِ دنیا و آخرت کی صورت پیدا ہو گئی، مسلمانوں کا ایمان ہے،

خلافِ پیغمبر کے راہِ گزید

کہ ہرگز بمنزلِ نخواستہ رسید

اسبابِ عمل کسی تشریع کے محتاج نہیں، مسلمانوں کی دنیوی ترقی اور اخروی نجات انہیں تو فیروز کی پابندی میں معزز ہے، ان کے محاسن کچھ وہی لوگ جان سکتے ہیں جنہیں ان کی پیروی کی سعادت حاصل کر مذہبِ عالم کے قوانین غیرِ معینہ وقت پر ترمیم ہو جاتے رہے، حضوریاتِ زمانہ ان میں تخیل و ابتداء کی احتیاج پیدا کرتی رہیں اور کرتی رہیں گی، لیکن اسلام کا اہل قانون وہی ہے جو تیرہ سو برس قبل تھا اور ہمارا دعویٰ ہے کہ رہتی دنیا تک اس کی دفعات میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئیگا، اور یہی ایک قانونِ الہی ہے جو ترتیب و نفاذ کے زمانہ سے دنیا و جہاں کے آخری وقت تک ایک حالت و ہیئت میں قائم رہیگا اور ہر زمانہ کے مطابق رہنمائی کرے گا اور کرتا رہے گا، کسی دوسرے قانون میں خواہ وہ ملکی ہو یا مذہبی یہ عجزِ اندازہ اور یہ خوبی موجود نہیں،

یادِ اہلِ وطن جو ذاتی اعصابِ امن اور نفسانی خواہشات کا اٹو سیہ اُکرنے کے لئے موم کی ناک کی طرح

احکام مذہب کو موڑ توڑ لیتے ہیں اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو لاد مذہبیت کا دھول پٹنے میں بھی حجاب نہیں کرتے، مسلمانوں کو قانون الہی سے معزف کرنے کے لئے موقع کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور جہاں کہیں کچہرہ پانا نوڑا نا ہو شروع کر دی اور ہمدوانہ مشروں کا سٹور بر پا کر دیا، چناچہ نوجوان کا نفوس کے بد نئے مسودہ قانون کے شاخسانے ان کے اس شغل میں اضافہ کر دیا ہے،

صغرسنی کی شادی کے اند کے لئے ایک مسودہ قانون اراکیں اسپلی کے زیر غور ہے، اخبارات میں کئی روز سے اس قانون کی ضرورت و عدم ضرورت پر مختلف خیالات کا اظہار ہو رہا ہے، ہندؤں کا منتہلے مقصد اور ان کی مساعی کی انتہا یہ ہے کہ مسودہ پاس ہو جائے لیکن مسلمان اس کے خلاف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مذہبی معاملات میں قانون کو دخل نہ ہو، ہندؤں میں صغرسنی کی شادی کا بہ کثرت رواج ہے اور پیہم کوششوں کے باوجود وہ اس کی روک تھام نہیں کر سکے، اور سائے قانونی خدمت کے وہ اس کے سد باب کی کوئی صورت نہیں پاتے، اس لئے وہ مقرر ہیں کہ اس نقص کو دور کرنے کے لئے قانون کے حربے سے کام لیا جائے، اور فی الحقیقت انہیں ضرورت بھی ہے، لیکن ہم اسے مداخلت بمذہب خیال کرتے ہوئے نہایت غیر ضروری اور غیر مناسب سمجھتے ہیں اور اس لئے کہ ہمارے پاس صحیفہ آسانی ایک ایک کامل قانون موجود ہے جو ہر معاملہ میں پورے طہر ہماری مہنائی کرتا ہے، اور اس میں ہر قسم کی ایسی ضرورت کا جواب موجود ہے،

ہمارے اس معقول و مناسب جواب پر ملاپ "لاہور کیا رائے دیتا ہے وہ ذرا غور کے قابل ہے، کہتا ہے، اگر

"جو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جرات شریعت میں حلال ہے اسے حرام کہیے بنایا جاسکتا ہے ہم اپنے ایسے مسلمان دوستوں کو یہ مشورہ دیں گے، کہ وہ ہر ایک معاملہ میں زمانہ ماضی یا عرب کی روایات سے مشورہ لینے کی کوشش نہ کیا کریں، اگر انہیں اپنی تحت جگروں پر چوٹی عمر میں نکاح کی سبابی و نہہ داریاں نہیں ڈالنا چاہتے، تو بہرہ کیوں محض زمانہ ماضی کے واقعات کی تقلید میں ایک اصلاح کی مخالفت کرنا اپنا شمار سمجھتے ہیں؟"

بیچارہ خوشند کیا جلنے کہ مذہب کس بلا کا نام ہے اور کس چیز کے کہا جاتا ہے، اگر اسے مذہب سے کچھ موافقت اور احکام مذہب کا کچھ بھی احترام ہو تا تو وہ اس قسم کا لغو اور بیہودہ مشورہ پیش کرنے کی جرات نہ کرتا، جناب خوشند کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کا اور مہنا بچہ نا ہی مذہب ہے وہ کوئی کام خلاف مذہب نہیں کرنا چاہتے، اور نہ ہی اس قسم کے مشورے سننا چاہتے ہیں اور جن میں

سراسر تعلیم اسلام کی مخالفت کی تلقین کیلئے ہو، اگر وہ اس قانون کو نیک کام سمجھتے ہیں تو انہیں مبارک رہے، مسلمان اسے برگزینہ نہیں کرتے، انہیں شادی و غمی ایسے معاملات میں قانون الہی کے مقابلہ میں وہ کسی قانون کی ضرورت نہیں سمجھتے :

بندہ نواز خواجہ رحمۃ اللہ

از حضرت نامی کوہ سوار نظامی شاہ پوری

جانِ حزیں ہے مضطر بندہ نواز خواجہ
دل میں ہی خوفِ محشر بندہ نواز خواجہ
حالت ہے میری اتر بندہ نواز خواجہ
میں شامتِ عمل کی ہوں سخت زار و نال
گم گشتہ آشیان میں عاجز ہوں بیاباں ہو
دیر و حرم کو بھوک و نیت نہیں ہے کوئی
آفت رسیدہ ہو نہیں کن کن معیتوں کی
قدموں کی اس کو اپنی آباد بھی تو کیجئے
 راحت رساں نہیں ہی دنیا کی زندگانی
ربنحِ عالم بھی آخر آسان ہو گئے ہیں
لمحائے بیکیاں ہے مادائی عاجزاں ہی
روئے زمیں پہ روضہ شانِ خدا کا جلوہ
سارے دکن میں چرچا فیضِ کرم کی تیرے
مفلس ہوں میزاہوں عاجز ہوں نادار ہوں

قابو نہیں ہے دل پر بندہ نواز خواجہ
جانا ہے میرا دل بندہ نواز خواجہ
مشہور ہوں بد اختر، بندہ نواز خواجہ
ہر چشمِ فیض گستر، بندہ نواز خواجہ
گو یا ہوں مرغِ بے پر، بندہ نواز خواجہ
ترا قدم مرا سراسر، بندہ نواز خواجہ
پالا پڑا ہے گیسر، بندہ نواز خواجہ
یہ دل آکا گہر، بندہ نواز خواجہ
کیا دل ہو اس سے خوشتر بندہ نواز خواجہ
دل ہو گیا ہی خاکِ بندہ نواز خواجہ
رحمت ہے آپکا درد، بندہ نواز خواجہ
چرچا ہے آساں پر بندہ نواز خواجہ
ہے لطفِ عالم گہر گہر، بندہ نواز خواجہ
لیکن فتادہ برد، بندہ نواز خواجہ

حلقہ بگوش ازلی ہے نامراد نامی

ناچیز ہے یہ کستہ، بندہ نواز خواجہ

ایقرش ہفتہ وار کرنے کے لئے ۵۰۰ خریداروں کا مطالبہ یاد نہیں

جدید شع و نسیوں کی تاریخی حقیقت

منبہ

ہندوستان قدیم کی تہذیب قدیم کی صحیح تاریخ کا پتہ لگانا نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ نامکن بھی اس لئے سن و سال کے متعلق کسی زیادہ کرید میں جانے کے بغیر ہی اس بات پر کفایت کر لینا کافی ہے کہ اندازہ ماضیہ میں سرزمین ہند ہندو راجاؤں کے عہد حکومت میں عیش و طرب کا گہوارہ تھی، راگ اور سرود اپنے کمال پر تھا، حتیٰ کہ راگ و دیا نے ایک متقل فن کی صورت اختیار کر لی تھی جس کے ماہر بڑے بڑے گوتے کہلاتے اور بلحاظ کب مساخن اس پیشہ میں مہارت تامہ پیدا کرنا اور اس کو فروغ دینا اپنا دگر ذریعہ سمجھتے تھے،

یگر وہ اس فن کی بدولت اس حد تک بڑا کر راجاؤں، امیروں اور دولتمندوں کی محفل ہائے عیش کی زیبائش کے لئے بہ لحاظ اپنی ظرافت و بذل سنجی کے لازم ملزوم کی حیثیت اختیار کر گیا، خروڑہ خروڑے کو دیکھ کر رنگ پھڑتا ہے ہندوستان کی عیش پرستی کی داستانیں چاہے دانگ عالم میں پہنچیں، تو تیر اسلام کے طلوع ہونے سے دوسو اسی سال قبل از مس قبل ضروریات کی بنا پر بہرام گورشاہ ایران نے اپنے خسر شنگل نامی راجہ قنوج سے فرمائش کی کہ اس کی مجلس ہائے عیش کی رونق کے لئے ہندوستان سے اس بڑا گوتے اور بہانہ بھیج دو جائیں جس کی تعمیل کی گئی،

شاہنامہ فردوسی جلد سوم مطبوعہ ۱۲۸۷ھ کے صفحہ ۲۶۱ پر اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ

میں کیا گیا ہے، کہ

”خواندن بہرام لوریاں راز ہندستان“

بہرام دیکھ شنگل فرستاد کس چنیں گفت کاے شاہ فریاد رس

انان لوریاں برگزین وہ ہندار نرو ماده برزخسہم بربط سوار

.....

کنوں لوری از پاک گفتار او ہمیں گرد اندر جہاں چارہ جو

شاہنامہ کے الفاظ نامورہ کی فرہنگ میں صفحہ ۲۵۴ پر لوری کے معنی یوں مرقوم ہیں،

کزوری بمعنی سرد گو و ظریف "جن کو ہندوستان میں گویا اود بیاہٹ کہا جاتا ہے ۔

بران قاطع صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ "کوری بمعنی بے حیا و بشیرم باشد و سردور
گو گو کہ اسے کو چہار اہم لفظ اند و بمعنی ظریف و لطیف و نازک ہم آہ است " چنانچہ میراثی اپنی
آپ کو نازک طبع بھی کہتے ہیں ۔

اگرچہ ہمارا اخلاق و تہذیب اس بات کی متقنی نہیں مگر چونکہ اس سے کوئی حملہ مقصود نہیں
اور نہ کوئی فرد یا افراد مخصوصہ ہی مشاڑ الیہ میں اس لئے جیکہ طلبہ شبت بہرام میں "نزد مادہ" کا
ذکر ہے تو ہم صرف علمی رنگ میں انکشاف حقیقت کی غرض سے عمومی اور تنقیدی تبصرہ کی بنا پر یہ
کہنے پر مجبور ہیں کہ ملاحظہ ہو سنوڈٹ پریکٹیکل ڈکشنری اردو سے انگریزی ، تہرڈ ایڈیشن ، مطبوعہ
سنہ ۱۹۱۷ء جس کے صفحہ ۸۲۷ پر دس سے نہیں بلکہ ش سے) مردو تم ہے کہ

"میراثن ، *a singing girl* " یعنی گانے والی لڑکی ،

تاریخ سے ظاہر ہے کہ عربوں کے دورِ سندھ سے قبل ملک سندھ جس کا دارالسلطنت
اُتو تھا ، بد مذہب کے پرو ایک برہمن راجہ دیواج نامی کے زیر حکومت تھا جس کی مدد و مملکت
مشرق میں کشمیر و تنوچ ، مغرب میں مکران اور ساحل سحر عمان ، جنوب میں ہند گاہ سورت ، شمال میں
قندھار اور سیستان تھیں ، گویا اس طرح جغرافیائی حیثیت میں پنجاب اور موجودہ بلوچستان کا بہت
بڑا حصہ بھی داخل حدود سندھ تھا ،

مختلف حیثیتوں میں اور مختلف عہدوں پر میں نے اپنی طویل ملازمت کے دوران میں تقریب
دورہ بلوچستان کے بہت بڑے حصے کو دیکھا ، سرداران و سرکردگان قبائل سے ضابطہ کی وقعت
اور ملاقات کی تقریبات میسر آئیں اور ذاتی حیثیت میں دہاں کی قوموں کے تمدنی اور تاریخی حالات
اور رسم و رواج کو منظرِ فاعر مطالعہ کیا ، علاقہ دے سرداراں اور جہالداراں کے برہمی اور بلوچ قبائل
میں اب تک ان کے اپنے اپنے جگہ گانہ لوری و میراثی اپنی جگہ فارسی خط و کتابت میں بھی بدستور
"کوری" ہی لکھا جاتا ہے

زمانہ حال میں بلوچستان میں بلوچی زبان کی ایک پہچانہ P ہ یعنی نظم کہ بلوچ بڑی شوق
اور مزے سے سنتے اور دہاں کے ڈوم اس کو ساز کے ساتھ گاتے ہیں ، جس کا پہلا شعر بلوچی یہ ہے ،

دژ گوشیں "کوری" بیاہ دتھی پہر پہنیا

کہ صبا حیا گوار سنہ بالا را ہدار

ترجمہ: اے ہشیار، ڈوم "اے اُو اپنا پیر پیچ دکڑی کا تنہا، بڑی بچو کو میرے پاس آکر رکھو،
 ملحوظ ہو تاریخ بلوچستان مصنفہ رائے بہادر میت رام صاحب سی آئی ای فٹنٹر کٹر اسٹنٹ کٹر
 بلوچستان مطبوعہ سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۸

اس سے صاف ثابت ہے کہ زمانہ حال میں بھی لفظ "لوری" جس کو ڈوم کہا جاتا ہے بدستور
 مستعمل ہے اور لوری اور ڈوم ایک ہی سمجھے جاتے ہیں،

لوری کے لوازم قبائلی جنگوں کے واقعات کو اشارے میں سوزن کرنا اور چنگ و درباب کیساتھ
 سنا ہے، آقاؤں و بھائیوں، پرہیزوں، کے نسب ناموں کا جاننا اور ان کے شادی بیاہ کے
 موقعوں پر گانا بجانا بھی اس کے ذرائع کا منہ ہے،

ملاحظہ فرمائیے کہ اس سبب سے اس سبب اور مکران میں چونکہ مختلف اقوام کی مشترک اور مخلوط آبادی ہو
 اس لئے وہاں جتنی سندھی، بلوچی اور مکرانی زبانیں بولی جاتی ہیں اور ان علاقوں میں تیرانی "کو
 لوری، ڈوم اور لنگا خیال کیا جاتا ہے جو بلحاظ ان کے پیشہ کے باہم مترادف نام ہیں اور باعتبار
 مطالبہ مدعا کیاں،

تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ایک زمانہ میں بلوچستان سندھ کا کچھ حصہ اور مکران
 زرخشتیوں کے زیر حکومت بھی رہا، پس بوجہ غالب یہ "لوری" ان لوریان قدیم کا نسلی
 بقیہ اور یادگار ہیں اور لوری (جس کو پنجاب میں میرا سی کہا جاتا ہے) ڈوم اور لنگا باعتبار نوعیت
 پیشہ ایک ہی خیال کئے جاتے ہیں،

ہندوستان کے وہ لوگ جو آج سے ایک ہزار پانچ سو پچھتر سال پیشہ سرزمین ایران میں ہندو
 گد کے زمانہ میں لوری کہلائے، حلقہ گوشت اسلام ہونے کے وقت سے لیکر آج بھی بلوچستان، مکران
 اور سیستان میں لوری ہی کہلاتے ہیں،

امتداد زمانہ سے ملکوں اور زبانوں کے لفظی اختلاف کی بنا پر بعض مقامات پر اگر وہ "ڈوم"
 لوری اور لنگا کے نام سے بھی موسوم کئے گئے تو اس سے حقیقت اور اہمیت میں کوئی فرق نہیں
 آسکتا، کیونکہ اس قوم کے افراد کی قومی سیرت ہر جگہ یکساں ہے،

اگر آج سے پونے سو سال پیشہ اس قوم کے افراد بعض وجہ سے ذیل در ذیل لکھے گئے تو
 آج بھی بات تقاضی حالات موجودہ ہر کجا و دیوی زندگی کے شعبہ میں سیتی کے سوا خاصہ خدا کی خواہی سمجھے
 جاتے ہیں،

بس یہ تاریخی حقیقت اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ لوری امیر اسی اور دوم، مہدی عثمان کے قدیمی باشندوں میں سے ہیں جو پہلی صدی ہجری کے دوران میں جب راجہ داہر والے سندھ گئی ہفتال انگریزوں کی وجہ سے غازی اعظم محمد بن قاسم ثقفی رحمتہ اللہ علیہ نے سندھ کو فتح کیا، تو اس کے ناسخاندہ نزل سندھ سے قبل لوری لینے دوم مدد و مملکت سندھ میں غیر مسلم حالت میں موجود تھے،

من آنچه مشروط بلاغ است با تو میگدتم
تو از سخنم پند گیر و خدا را طلال
(قاصی، نظیر حسین فاروقی)
ریارڈ مستوفی

گو حبیہ لوراء
یکم جون ۱۹۲۸ء

اعتماد

القریش کا فرض تھا اور دھندہ دار ٹائٹل (سرورق) جو ہمیشہ لکایا جاتا تھا ختم ہو چکا ہے اور بازار میں عمدہ کاغذ موجود نہیں، اعتراف کاغذ آجائے پر انشاؤں اور کتابوں کے ساتھ ٹائٹل تیار کر دیا جائے گا، ناظرین معذور سمجھیں،

(۲)

اس اشاعت کا انتہائی عریل ہو جانے کی وجہ سے کئی ضروری مضامین درج نہیں ہو سکے، قلمی معاونین اطمینان نسروائیں، انشاؤں اور کتابوں کے بتدریج مراسلات و مضامین درج ہوتے جائیں گے اتفاق سے یہ اشاعت ایک ہی نوعیت کے مضامین پر مشتمل ہے، اس وجہ سے اگر کسی ناظر کی دلچسپی کا سامان اس میں نہ ہو تو وہ بھی ہمیں معذور سمجھیں، کیونکہ بحالات موجود ان مضامین کی اشاعت ضروری تھی،

جن برادرانِ دلشیں کا اس اشاعت کے ساتھ سال نو باری ختم ہوتا ہے، وہ مہربانی کر کے سال آئندہ کا زرچسپندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر اور حلقہ اثر سے نئے خریدار و دیگر مشکور فرمائیں،
مینجر

درمند آواز کا اثر

درمندان قوم وہی خوانانِ اقرینِ خطوط

ایک آواز کے عزان سے اقرینِ مطبوعہ ماہ مئی کے صفحہ ۲ پر فقیر صاحب نے قوم کی حالت کا نقشہ کھینچے ہوئے جس درد و کرب اور رنج و ملال کا اظہار کیا ہے اور قوم کو قوم کی بے پردہ اہموں کے عواقب و نتائج جس درد انگیز لہجہ میں بھائے ہیں، وہ ناظرینِ کرام ملاحظہ کر چکے ہیں، اگرچہ درمندوں پر یہ وقت خیر صداتیر کا سا کام کر گئی اور اس سے مبالغہ میں ایک سرسراہٹ سی پیدا ہو گئی ہے، لیکن ہنسی صاحب کے دو اہم مطالبوں کو پھارنے کیلئے اتنی سی جنبش کافی نہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ایک جوش، ایک ہیجان اور ایک دلولہ پیدا ہو جاتا حسیات و حرکات کے دریا میں درد جز کی صورت پیدا ہو جاتی، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ صدیوں کے جود و سکوت کے ظلم کو توڑنے کے لئے پیہم سامعی بکار ہو کر تی ہیں، اس لئے ہم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہاشمی سے استدعا کریں گے کہ اس سے وہ بے دل نہ ہوں اور سر دست اسی سرسراہٹ کو غنیمت سمجھیں، امید ہے کہ آپ کی دلگذاہ اور موثر صدایا کام کر کے رہیگی، پیہم سامعی کا سلسلہ عملی کام سے جاری رہ سکتا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ درمند این قوم میدانِ عمل میں آنے کے لئے بیقرار ہو گئے ہیں،

ذیل میں ہم ان خطوط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو مولانا کی آواز سے متاثر ہو کر برادرینِ قرین نے ہمیں ارسال فرمائے ہیں، ہم بحالات موجودہ انہیں بڑی کامیابی سے تعبیر کرتے ہیں اور دیگر حضرات سے اس اہم قومی ضرورت کی طرف متوجہ ہونے کی امید کرتے ہیں،

دعوتِ اجلاس

قرینِ محمد رمضان صاحب صدیقی مانا نوالہ (شیخوپورہ) سے تحریر فرماتے ہیں،

جناب ایڈیٹر صاحب! سلام علیکم، مزاج شریف،

فقیر اسماعیل صاحب ہاشمی نے قوم کی لپسما ندگی کا "ایک آواز" میں صحیح نقشہ پیش کرتے ہوئے جو آفتو بہائے ہیں وہ سنگین دلوں کو پانی کی طرح بہا دینے کے لئے کافی ہیں، میرے دل پر رقت سی

ہو گئی، اقوام عالم کا عروج و کمال اور ترقی کی ذلت و گناہی

عجب درویش اندر دل اگر گوئم زبانہ زود

پہچھے کہ اتفاق، دولت، اعزّت، شہرت، غیرت، حمیت، علم، عمل سب کچھ گیا اور ناموس خلوہ میں ہے، اہم ٹس سے مس نہیں ہوتے اور کے احساس نہیں، اس سے کوئی زیادہ بڑا وقت نہ ہوگا، اب اگر اپنی حالت پر قابو نہ پایا گیا تو بوجے پاویں، ساحل دور کشتی سنبھار اور خدا حافظ کا معاملہ ہوگا،

ممکن ہے میرے دو دیہائیوں نے فقیر صاحب کی "آواز" پر غور کرتے ہوئے قوم کی مجموعی بنانے کے لئے کوئی عملی پہلو اختیار کیا ہو اور کوئی بہترین صورتیں ٹھہریں آنے والی ہوں، لیکن میری ماضیت میں بحالات موجودہ "قومی اجتماع" کی شدید ضرورت ہے، لہذا احساس ہے کہ اگر کسی دوسرے مقام کی برادری نے اس شدید ضرورت پر توجہ نہ دی ہو تو اہل پنجاب کی طرف سے میری دعوت قبول فرمائیے اور میری طرف سے "قومی اجلاس" کا اعلان کر دیجیے، میں اس کے لئے اگست کا آخری عشرہ موزوں سمجھتا ہوں، "انجمن ترقی ترقی پنجاب" کو جو انوار کو اختیار ہے کہ وہ مناسب تاریخ مقرر کر کے پرائیگیڈ شروع کر دے، میں یہاں انتظامی امور انجام دوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ،

(محترم ترقی محمد رمضان صاحب سے ہیں خاص تعلقات حاصل ہیں، آپ پہلو دور مند دل رکھتے ہیں، آپ کے برادر ہنر ترقی محمد چراغ صاحب قومی امور میں انہماک اور گہری دیکھی لینا اپنا بہترین شغل سمجھتے ہیں،

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

آپ نے ایک اہم قومی ضرورت کا بروقت احساس کرتے ہوئے ایک بہت بڑا ہی ذمہ داری کا کام اپنے ذمے لیکر قدم بہت بڑا احسان کیا ہے، دعا ہے کہ خدا کے تبارک و تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہو،

"انجمن ترقی ترقی پنجاب" کو اطلاع دید گئی ہے، اگست کے آخری عشرہ سوا دہین انجمن کو اتفاق ہے، (ایڈیٹر)

(۲) خان صاحب ترقی محمد عبد اللہ صاحب ای۔ سی۔ سی۔ سے غور فرماتے ہیں،

مکرمی و محرمی جناب رونق صاحب! سلام علیکم، مزاج شریف،

القرین کا ہفتہ وار کرنا قومی حالات کے لحاظ سے اہم ضروری ہے، میں کوئی خاص نقصان مقرر نہیں کرتا، انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے خریدار دوں گا اور اس ڈیوٹی کو جو میرے ذمہ لگائی گئی ہے

بوجہ اس انجام دینا اپنے لئے غرض سمجھنا مبالغہ میں روپے ارسال ہیں القرض ہفتہ وار کے امداد فی ہفتہ میں جمع فرمائیں، بلوچستان میں برادران قوم معدودے چند ہیں ورنہ ایک بڑی تعداد یہاں سے ہی پوری ہو جاتی،

(د) میں روپے کی گرفتار امداد شکرہ کے ساتھ وصول ہوئی، آپ کی اس عملی ہمدردی کا بخلوس شکر یہ ہے، القرض ہفتہ وار کرنے کے لئے تبت سے "خریدار دینے کا وعدہ فرما کر مزید احسان فرمایا، جزاہم اللہ خیر الجزاء، (ایڈیٹر)

(۳) قاضی فیض حسین صاحب فاروقی، نیاز و مستوفی گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں،
برادر کرم، سلام علیکم،

القرض کا ہفتہ وار ہونا قوم کے لئے گونا گوں فوائد کا موجب ہے، آپ نے اس کے لئے پانچ سو خریداروں کا مطالبہ کیا ہے، چونکہ میں اس تجویز کو بے حد مفید سمجھتا ہوں، لہذا پانچ سو میں سے پچیس خریداروں کے ہم بیچ بچنے کی ذمہ داری میں اپنے پر لیتا ہوں قوم کو قوم کی حالت پر چہرہ تانا ہوں،
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
متاثر اہل کرم دیکھتے ہیں

(آپ القرض کے خاص مسادین میں سے ہیں، آپ القرض کی بہتری اپنی بہتری سمجھتے ہیں اور من تن ستم تو جاں مشدی کا معاملہ ہے، اس لئے ہم کسی رسمی شکر یہ کی ضرورت نہیں سمجھتے، (ایڈیٹر)

(۴) مکرئی جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی لکھتے ہیں،
جناب مولانا محمد علی صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ،

اسلام علیکم، مزاج شریف، آج رسالہ القرض موصول ہوا، نمونہ کی قیمت چاہ آئے مقرر ہے، اگر آپ نے مفت ارسال فرمایا شکور ہوں، دل سے جناب کی اس برادرانہ نوازش کی قدر کرتا ہوں، رسالہ کو شروع سے اخیر تک پڑا، میں سمجھتا تھا، کہ القرض کوئی معمولی رسالہ ہوگا، کیونکہ قوم قریش کا شیرازہ منتشر ہے، ہر ذیل قوم قریش کی دعویٰ ہے، انجن قریشیان پنجاب پر اعداد و سہیوں قصا بل کے حملے ہو رہے ہیں، ان حالات میں رسالہ القرض کو بچپ بنانا امداد اعلیٰ مضامین اور دلکش فقرہوں اس کو مزین کرنا مشکل ہے، بجد اللہ کہ میرا یہ خیال غلط نکلا، القرض کے متعلق میری رائے یہ ہے بلکہ میرا یقین ہے کہ یہ ملک کے ممتاز ادبی و اخلاقی رسائل کی صف اول میں ہے، قریشیوں کے علاوہ مخلص

مسلمان کو اس کا خرید بنا چاہیے، صفحہ ۲ پر مولانا محمد اسماعیل صاحب کی "ایک آواز" کو پڑھا بار بار پڑھا ان کے معنوں کا ہر ایک لفظ جذبات سے لرزتا تھا جس کا دل پر اثر سنا یقینی تھا، ان کی تجویز مبارک ہے کہ القومین کو ہفتہ وار کر دیا جائے، ہر جمعہ قوم قریشی کا فرض ہے کہ وہ مولانا محمد اسماعیل کی تجویز کا خیر مقدم کرے، خود خریدار بنے دیگر دوستوں کو خریدار بنائے، چنانچہ ان کی اپیل کو پڑھ کر میرے دل پر خاص اثر ہوا، آپ آئندہ ماہ کا پرچہ میسرے نام دی پی کریں (چندہ بذریعہ منی آرڈر وصول ہو گیا، شکریہ، ایڈیٹر) میں اس کی توسیع اشاعت کی کوشش کرنا اور ہر ممکن امداد دینا اپنا فرض اولین قرار دوں گا (خدا اے تبارک و تعالیٰ توفیق دے، ایڈیٹر) القومین کو دلکش بنانے اور عمدہ معنائیں کے انتخاب کرنے پر میں جناب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، (حوصدا افزائی کا شکریہ، ایڈیٹر) خدا آپ کو اپنے غنائم میں کامیابی عطا فرمائے اور قوم قریشی کی تنظیم اور بہائیوں کی خدمت کرنے، اعدا کا دندان شکن جواب دینے کی مزید توفیق بخشے، آمین، اس دعا میں دوزخ جہاں آمین باد،

محترم بہائی! میری دلی ہمدردی آپ کے ساتھ ہے (مرثیہ، ایڈیٹر)

(۵) جناب قریشی امیر علی صاحب فاروقی فاضل ہمبر لوہا تحریر فرماتے ہیں،

مکرم بہا! مصاحب! سلام علیکم،

"ایک آواز" اور خاص باتیں کے عنوان سے مئی کے رسالہ میں کے دو مضمون میں نے خاص توجہ سے مطالعہ کئے، جو اباً عرض ہے، کہ القومین ہفتہ وار کرنے کی تجویز مبارک ہے، میں اگلے مہینے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو خریدار بہم پہنچانے کی کوشش کر دوں گا اور انجمن کا ممبر بھی ہو جاؤں گا، والسلام،

(۶) جناب شیخ غلام حسین صاحب شاہ کرم صمدی شاہ پور سے رقمطراز ہیں،

برادر محترم حضرت ردّیق زاد عنایت،

مئی کے القومین میں خاص باتوں کے عنوان کے تحت القومین کو ہفتہ وار کرنیکی تجویز پڑی، آپ کے ارشاد کے مطابق اظہار رائے کے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں،

یہ تجویز خدا کرے مبارک ہو اور قوم اس سے فائدہ اٹھائے، میں انشاء اللہ مقہور بہر اس کو سرسبز بنانے میں کوشاں رہوں گا، داتا توفیق اللہ بامشہد، (توجہ فرمائی کا شکریہ، ایڈیٹر)

(باقی آئندہ)

القومین کے جملہ ناظرین و معاندین اس معاملہ میں اپنی اپنی رائے سے ضرور مستفید فرمائیں اور

ہفتہ وار کرنے کے لئے پانچ سو کا مطالبہ لہا کرنے خاص مسامی سے کام لیں، ایڈیٹر۔

یہ ہے قوم جو پروردہ آغوشِ نعمتِ تھی

اثرِ خامہ مولانا افسام اللہ خاں تاحسین پوری

مبارک جماعت تھی احد و جکوبت تھی وہ کثرت تھی کس کثرت سے پیدائشِ وحدہ تھی
عمل کا ذوق، شوقِ علم و فن کیا تہہ تھا ہر کو
شجاعت تھی سخاوت تھی مروت تھی عدالت تھی کبھی خیر الامم کہتے تھے اسکو یہ امت تھی
خلافت اپنی سوچنی تھی خدانے ارض پر اسکو
رہی جب تک نظرِ منشائے قانونِ الہی پر
تو حاصل اسکو شوکت تھی امانت تھی حکومت تھی وہ دینداری کی برکت تھی یہ بیدنی کی نشاۃ تھی
شہنشاہ جہاں بن کر گدے بے نوا ہونا
قیامت کے صورت کے بھی پہچانی نہیں جاتی یہ چہ وہ قوم جو پروردہ آغوشِ نعمت تھی
کتاب ہر میں وہ نام شہرِ الفطیہ بے معنی نگینِ خاتمِ شاہی کو جس سوزِ زمیت تھی
صلہ اکِ نبوی ہوتا ہے تعظیمِ شریعت کا جو صل اللہ کو چھوڑا تو شوکت تھی عزت تھی

بدل جانا ہمارا تباہ نگاہِ لطف کا پھرنا

اسی صورت کے جاری اس کی عادت ہے پیرت تھی

دَوْلَتِ صَفِیَّہ

قیاضی و رعایا نوازی کی انتہا

حضرت نظام عالی مقام تاجدار و کن خلد امجد ملکہ حشمت کی قیاضی و کرم گسری ضرب المثل ہے، دنیا کا گوشت گوشہ آپ کی شانہ داد و دہش کا رہن احسان ہے، ہندو مسلم یکساں آپ کے فیض و کرم سے مستفیض ہو رہے ہیں اور دست کرم برابر بڑا جارہا ہے، چنانچہ حال ہی میں حضرت نے اپنی مسئلہ قیاضی سے ہر حاجت مند کو مستفیض کرنے کیلئے کوئٹہ شہر کو حکم دیا کہ وہ ایک ایسی فہرست پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ شہر جسہ آبادہ میں بلا تفریق مذہب ملت کتنی بیوہ عورتیں موجود ہیں جن کا کوئی ذلیلہ معاش نہیں، تاکہ ان کی ضروریات زندگی کے لئے شاہی امداد منظور کی جائے، ۲۵ مئی کو یہ فہرست بارگاہ قدسی اساس میں پیش کی گئی جس پر فیاض دور یادل بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ان تمام کے روزیہ مقرر کر دے جائیں، چنانچہ اسی تاریخ سے غیر مستطیع بیواؤں کے لئے وظائف مقرر ہو گئے ہیں،

زمانہ موجودہ کیا اس سے قبل بھی سخاوت یہ مثال کسی نے پیش نہ کی ہوگی، اہل قروں ادا لئے میں خائفے راشدین کے جہد میں ضرور ایسا ہو کر تاتھا، کہ امر کو غریب کی تکالیف کا احساس ہوتا اور وہ اپنی ضروریات کو نظر انداز کر کے اہل حاجت کی حاجتیں پوری کر دیتے اور ہر کس دنا کس سے یکساں سلوک روا رکھتے تھے، یا اب حضرت نظام میں کہ ان کا بہترین نتیجہ کر رہے ہیں، ہماری دعا ہے، کہ

دست سحر پر عساکے ترا سارے چمکے پایہ

دست سحر پر ترے شام ہمیشہ ظلِ رحمانی

اعلیٰ حضرت کا مطالیہ حکومت برطانیہ سے

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بٹرکینی کے پاس ایک یادداشت ارسال فرمائی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ حیدرآباد کے ساتھ بجائے اس قسم کے برتاؤ کے جو ہندوستان کی متعدد چوٹی چوٹی ریاستوں کے ساتھ بحالات موجودہ کیا جاتا ہے حکومت برطانیہ اور حکومت نظام کے مالی اور سیاسی تعلقات اس قسم کے ہونے چاہئیں، جیسے کہ حکومت برطانیہ کے دیگر آزاد ممالک افغانستان اور ایران وغیرہ سے ہیں، اب بیان کیا جاتا ہے، کہ یادداشت مذکور میں اس دعویٰ کی تائید میں معاہدہ جات کے حقوق مختلف دول کی روایات اور اس اعزاز و اکرام کو پیش کیا گیا ہے جس سے اعلیٰ حضرت نظام اس وقت

سے ہی پیرہ اندوز ہوتے رہے ہیں، جب کہ ان کے خاندان کو ہندوستان میں برطانیہ سے سابقہ پڑا تھا،

مملکت حیدرآباد میں جا بجا جلسے منعقد ہو رہے ہیں جن میں حکومت برطانیہ سے خواہش کی جاتی ہے کہ المحفرت نظام کی خود مختاری اور آزادی کو تسلیم کیا جائے اور بجائے ہراگزائٹڈ انٹرنس کے ہر محبتی کا خطاب دیا جائے (ہمدرد)

بندرگاہ پمپلی ٹیم اور حضور نظام
معاصر زیرِ دکن نے اپنے طویل معارفہ اقتصاد میں سنہ ۱۸۷۷ء کے اس آخری معاہدہ کا متن شائع کیا ہے جو بندرگاہ مذکور کے باب میں دو لکھتین آصفیہ و برطانیہ کے درمیان ہوا تھا، اس کی حسبِ نیل روایات قابلِ توجہ ہیں،

دفعہ ۱۱، آئین کمپنی اور ہرائس دی نوب آصف جاہ و نوب سکندر جاہ بہاؤ مجسم و مغفور، کے مابین موجودہ مضبوط دوستی، اتحاد و محبت کے ثبوت کے طور پر آئین کمپنی ذریعہ ہرائس دی نظام کو مسولی ٹیم کی بندرگاہ کے آزادانہ استعمال کا حق عطا کرنے پر رضامند ہے جس بندرگاہ میں ہرائس ایسے قواعد کے ماتحت جن کی کمپنی کی حکومت کو ضرورت ہو اور جن کا تصفیہ گورنر جنرل باجلاس کونسل اور ہرائس کے مابین ہوگا، ایک تجارتی ٹیکسٹی قائم کرنے اور کارندے (ایجنٹ) رکھنے پر آمادہ ہیں گے،

دفعہ ۱۲، ہرائس کے جہازات کو جن پر ان کا پیریرا لہرانا ہوگا ہر وقت نہر برٹانیک میجسٹی اور آئین کمپنی کے جنگی جہازات سے حفاظت حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا، اور ان ساری بندرگاہوں میں جن کا تعلق ہندوستان کی برطانوی حکومت سے ہوگا، رعایتِ منظرِ نظر اقدام کی طرح داخل ہو سکیگی،

دفعہ ۱۳، فریقین معاہدہ کے ممالک کے مابین ہر قسم کی ہشیا بنائی پیداوار مصنوعاً کا علی الترتیب بلا محمول مل و نقل ہوگا،

اسی معاہدہ کی دفعہ ۴۵ میں سرکار عالی کے علاقہ میں درآمد شدنی اشیاء کی چٹکی کا تعین کیا گیا ہے اور مل و نقل کی سہولتیں طلب کی گئی ہیں اور دفعہ (۶) میں سرکار انگریزی نے اپنے علاقہ میں برابر کی سہولتیں دی ہیں، اس کی آخری سطر بڑی معنی خیر ہے ہم ذریعہ فراہم اعلان کرتے ہیں کہ مذکورہ تصدیق و معاہدات کے ذریعے ہم موثر آ

ہم پابند ہیں اور خدا کی مہربانی سے آخر وقت تک مذکور العسد معاہدات اور معاہدہ کو پورا کرتے رہیں گے۔

اس معاہدہ کے الفاظ بالکل صریح ہیں اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس کے بعد سے آج تک دونوں حکومتوں کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے جس نے اس کو منسوخ کیا ہو، لہذا انگریزی حکومت کا فرض ہے کہ بندرگاہ چلی پٹم میں حضور نظام کو وہ حقوق عطا کرے جن کا اس معاہدہ میں ذکر کیا گیا ہے، اس بندرگاہ کا وجود دولتِ آصفیہ کی اقتصادی ترقی کے لئے جس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ دکن کے قریب ترین ریلوے سٹیشن سے وہ صرف ۶۶ میل دور ہے، اور اس کے قریب سے دولتِ آصفیہ اپنی تجارت درآمد برآمد کو بہت کچھ ترقی دیکھتی ہے، ریاست حیدرآباد میں نئی ریلوے

ریاست حیدرآباد میں و تار آباد سے بیدر تک ریلوے لائن کے لئے چالیں ہو چکی ہے اور جی جی ٹیکہ منظور ہو گیا کام کی ابتدا کر دی جائیگی، اگر ضرورت ہوئی تو یہ لائن اور گریٹر ٹیک پور پٹی دی جائیگی،

صدائے کشفی

مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی قریشی پہلو میں دل اور دل میں اسلامی جو شہر رکھتے ہیں تبلیغ و اشاعتِ اسلام آپ کا نصب العین ہے حال ہی میں آپ نے "صدائے کشفی" کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے، جو مسلمانانِ ہند کے لئے پیغامِ بیداری ہے، اس میں آپ نے مسلمانانِ ہند کو تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی طرف متوجہ کیا ہے، ٹریکٹ کو آپ نے "ہند کے مسلم بیدار ہو جاؤ" کے عنوان سے شروع کیا ہے اور دنگداز پیرایہ میں لکھا ہے، "جب کشفی کی اس ذات کسی تعریف کی محتاج نہیں، خداوندِ کریم آپ کے لئے ثبات میں استقلال دے، ٹریکٹ قابلِ دید ہے اور ایک آنر میں مل سکتا ہے کافی تعداد میں منگوا کر مفت تقسیم کرنا ثواب کا کام ہے، پتہ ذیل سے طلب کیجئے،

کشفی شاہ صاحب نظامی نظامیہ شانتی گنج پریس، امرٹ
رنگون (برما)

بلاد اسلام

سرزمینِ ربّی کی سجدہ دلِ غمزدہ ہے ذرے ذرے میں لبِ اسلاف کا خوابیدہ ہے
 پاک اس اُجڑے گستاں کی نہ کوئی نکر زیں خانقاہِ عظمتِ اسلام ہے یہ سرزمین
 سوتے ہیں اس خاک میں خیرِ الہم کے تاجدار نظمِ عالم کا راجن کی حکومت پر مدار
 دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیِ محض کی یاد
 جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

ہے زیارت گاہِ مسلم گو جہاں آباد بھی اس کرامت کا مرقعہ ہے بے بے ادب بھی
 یہ چین وہ ہے کہ تہا جس کے لئے سامانِ ناز لادِ صحرائے شرب یعنی تہذیبِ حجاز
 خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوش ارم جس نے دیکھے جانشینانِ سیمبر کے قدم
 جس کے غنچے تھے چینِ سامانِ دُکھشن چری ہی
 کافیتا تہا جس سے رومان کا مدفن ہے یہی

ہے زمینِ قرطبہ بھی دیدہ مسلم کا اُور ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طور
 بچہ کے بزمِ ملتِ بیضا پر نیاں کر گئی اور دیا تہذیبِ حاضر کا نسرِ دُراں کر گئی
 دُور گردوں میں منو نے سینکڑوں تہذیب کے پل کے نکلے مادرِ ایام کی آغوش سے
 قبر اس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے
 جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگِ نناک ہے

خطِ تطنظیہ یعنی قصبہ کا دیار ہمدی امت کی سلطنت کا نشانِ یادگار
 صورتِ خاکِ حرم یہ سرزمین بھی پاک ہے اُستانِ سند آرائے شہرِ لولاک ہے
 نگہبِ گل کی طرح پاکیزہ ہو اسکی ہوا تربتِ ایوب انصاری سے آتی ہے صدا
 کشورِ اسلام کا اے سلو دل جو یہ شہر
 سینکڑوں صدیوں کی کشت و خوں کا حاصلِ شہر

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰ دیدہ ہے کعبہ کو تیری حجِ اکبر سے سوا
 خاتمِ ہستی میں تو تاباں ہے مانندِ نگیں اپنی عظمت کی ولادت گاہ بھی تیری زمیں

سمجھ میں راحت اس شہنشاہ معظم کو ملی
 خشک لب انان کو جس نے آبِ جاں پر در دیا
 جس نے عہد وصل با مذہابتِ دوراں کیا ہے
 جس کے در سے وہم کا فقر کہن آئیں گرا
 نام لیا جس کے شاہنشاہِ عالم کے ہوئے
 ہے اگر قوتِ تسلیم پابندِ مقام
 آہ! شربِ دس بے سلم کا تو مادے ہے تو
 جس کے دہن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی
 عقل کو آزاد و بخیر توہم کر دیا
 جس نے پوری منفی کی نظرت انان کیا ہے
 گردن انان سے طوقِ راسب خود ہی گرا
 جانشینِ تیسرے وارثِ مسندِ جم کے ہوئے
 ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس ہے نہ شام
 نقطہ جاذبِ تاتار کی شعاعوں کا ہے تو

جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں

صبح ہے تو اس جن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں

گوشتناستیوں کا ہے شعارِ روزگار
 یہ ہو دیا ہے کہیں مٹتے ہوئے آثار میں
 عظمِ ملت کی باقی یاد گاریں ہیں ہزار
 یا نایاں ہے کسی گرتی ہوئی دیوار میں
 شانِ پیشینِ اشکِ خونِ قومِ سگِ پوش ہے
 اہلِ ملت کی فراموشی کو ردی ہے کہیں
 جلوہ گاہیں اکی ہیں اپنی زیارت کے لئے
 اشکباری کے لئے، غم کی حکایت کے لئے

دائرہٴ اسرارِ اقبال

نسب و ناموس

حفاظتِ مطلوب ہے

ایقینِ مقیت وار کرو

آوازیں اُتر اور گونج پیدا ہوگی مہینہ کا کام مہفتہ میں ہوگا، ۵۰۰ خریداروں کا مطالبہ بایں ہیں

کیا یہ درست ہے؟

علامہ سیلیمان صاحب ندوی اور مولانا محمد عرفان صاحب رحمہما
جمعیۃ العلماء ہند متوجہ ہوئیں

روزنامہ سیاست "مطبوعہ ۶ جون میں شہزادہ آزاد سمبڑیالی کی ایک تحریر شائع ہوئی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ

"علامہ سیلیمان صاحب ندوی، مولانا محمد علی صاحب مدیر "مہر" مولانا محمد عرفان صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں صاحب بالک زینب دہلوی، مولانا عبد الوحید صاحب پشتر دہلی کلکٹر نے جمعیۃ العلماء ہند کے آٹھویں سالانہ اجلاس منعقدہ پٹنہ میں مرسیوں کو قریشی تسلیم کیا ہے"

تاریخ میں بتاتی ہے کہ عرب میں مرسیوں کا نشان نہیں ملتا اور یہ ہندی نژاد ہیں، ہندو قبائل کی اونٹنیوں میں خدات کی انجسام دہی ان کے ذمہ تھی اور ہے، ان کی ہندو نژاد گوشتیں ان کے ہندو ہونے کا مسلم ثبوت ہیں، دس علی ہذا

ہیں ان وجوہات پر انہیں عربی النسل تسلیم کرنے میں تامل ہے، مذکورۃ الصد حضرات کی طرف سے ایک ہندی نژاد قوم کو "قریش" کی سند عطا ہونا ایک تعجب انگیز اور مضحکہ خیز بات ہے، بنا بریں ہم علامہ سیلیمان صاحب ندوی اور مولانا محمد عرفان صاحب سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ کیا آپ نے مرسیوں کو قریشی تسلیم کیا؟ اور قریش کی تحریری سند عطا کی؟ اگر کیا تو کس بنا پر؟ اور کیا قومیں بننے بنانے کا یہی معیار ہے؟ مہربانی کر کے ان امور پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی تکلیف فرمائیں۔

میچ المنب قریشیوں کو آپ کی اس تحریر سے جواب دینے نہیں سدا عطا کی ہے مخلوط نسل ہونیکا اندیشہ ہے وہ اس انتہائی قومی بیغرتی خیال کرتے ہیں، لہذا اس معاملہ کو بہت جلد صاف فرما کر مشکور کریں تاکہ غلط فہمی نہ رہے، والسلام

احقر، محمد علی دوتی صدیقی مدیر "قریش"

لعبض مضامین خاص توجہ کے قابل ہیں ، ہفتہ وار
کرنے کی تجویز سلتونی رائے سے مستفید فرمائیں
ادو توسیع اشاعت میں کوشش ، مینجر

إِنَّ إِلَهَهُ لَا يَغَيِّرُ مَا بَعَثَ فِيهِ رَسُولًا مِّنْهُ

خدا اس قوم کی حالت نہیں برکت دیتا ہے
نہ جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سَادَاتِ قُرَيْشٍ كَاتِبِي الصَّحَافِ أُولَئِكَ هِيَ

رِسَالَهُ

الْمُرْسَلَاتُ

أُولَئِكَ هِيَ الْقُرَآنُ فِي الْخَيْرِ وَالْإِشَارَةِ

جو

بِفَرْمَانِ عَالِي نِشَانِ سُلْطَانِ اَعْلُوْمِ اَعْلَیٰ صَفْوَةِ مَاجِدِ اَرْدَکَنِ ،

اَدَامَ اللّٰهُ اَقْبَالَہُ وَاَجْلَاکَہُ

مَدَارِیْ مَحْرُوسِے کا ربّ عَالِی کے لئے خُرید کیا جاتا ہے

اَیڈیٹر

مَحْسَدُ عَلٰی رُفُقِ صَدِیْقِی

قیمت سالانہ تین روپے ، فی پرچہ تہہ ، تاریخ اشاعت ہر ماہ کی ۱۶ ، مقام اشاعت امرتسر

جلد ۱۷ | انگریز سرکاری تہ گیسو ۱۹۲۸ء | ۷

۱	از حضرت برق	۱	از حضرت برق
۲	ایڈیٹر	۲	ایڈیٹر
۳	جناب مولانا احمد سعید صاحب عثمانی بمبئی پوری	۳	جناب مولانا احمد سعید صاحب عثمانی بمبئی پوری
۴	جناب ملک غلام مسعود صاحب	۴	جناب ملک غلام مسعود صاحب
۵	جناب مولانا محمود الحسن صاحب کوکب	۵	جناب مولانا محمود الحسن صاحب کوکب
۶	جناب مولانا اختر حسین صاحب زاہدی	۶	جناب مولانا اختر حسین صاحب زاہدی
۷	طریق	۷	طریق
۸	شہاب	۸	شہاب
۹	جناب سید عبدالکرم صاحب مراد آبادی	۹	جناب سید عبدالکرم صاحب مراد آبادی
۱۰	جناب شیخ محمد امین صاحب بیرسر اٹ لاہور	۱۰	جناب شیخ محمد امین صاحب بیرسر اٹ لاہور
۱۱	جناب قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ مستفی	۱۱	جناب قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ مستفی
۱۲	ملک مستفسر	۱۲	ملک مستفسر
۱۳	جناب مولانا غلام غوث صاحب صدیقی پشاور	۱۳	جناب مولانا غلام غوث صاحب صدیقی پشاور
۱۴	نواب محمد جنگ جبار	۱۴	نواب محمد جنگ جبار
۱۵	مختلف احباب	۱۵	مختلف احباب
۱۶	ایڈیٹر	۱۶	ایڈیٹر
۱۷	ایڈیٹر	۱۷	ایڈیٹر
۱۸	ماخوذ	۱۸	ماخوذ
۱۹	شمیم بلوچی	۱۹	شمیم بلوچی

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نورِ نبوت

دائرہِ ذراتِ جہان اے نقطہٴ بضیا توئی
اے عقلِ کل مبصیرِ تاں سائرہٴ بیہولی توئی
شکرستِ فرقِ جانِ تن کفر است ہم تو من
ہم تن توئی ہم جاں توئی ہم نورِ جانِ توئی
عشقِ وجودِ سرمدی حسینِ نمودِ احمدی
شودِ دلِ مجنوں توئی عکسِ باریخِ یلدا توئی
شوقِ کلیم شد تو برقِ سحری گاہ تو،
ہم قائلِ اِنِّیْ اَنَا درِ وادیِ موسیٰ توئی
تاثیرِ زانی توئی، اعجازِ زوہانی توئی
درِ عصمتِ مریم توئی درِ فحشہٴ عیسیٰ توئی
نورِ رخِ تنزّیہ تو، آئینہٴ تشبیہ تو،
ہم سترِ تمیزی توئی، ہم نفسِ حبیبی توئی
نورِ نبوت نام تو تبلیغِ وحدتِ کام تو
تفسیرِ تاویلی توئی، متنِ آن بے ہمتا توئی
طالبِ توئی مطلوبِ تو جاذبِ توئی مجذوبِ
آخرِ شکلِ احمدی درِ وادیِ لہجک توئی
خودِ انجذابِ حقِ نما و فطرتِ اینہا توئی
نورِ دلِ ایمانیاں شورِ سرِ اسلامیاں
خودِ ہمتِ مسلم توئی خودِ جد و جہدِ ماتوئی

تو برقِ رامضطر کنی، بارانِ رحمتِ سر کنی

ہر قطرہٴ راگو بر کنی را ز حیاتِ ماتوئی

خاکِ بارق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الفرس امرتہ

جلد ۴ نمبر ۱ بابت ماہ اگست ۱۹۷۷ء

اسلام اور عیسائیت قابل توجہ مسئلے اکرام

مسیحی تبلیغی سوسائٹی کی سالانہ رپورٹ سے پادریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے، سوسائٹی مذکورہ کے محنت خارجہ دیوکار ڈفرنس فلیس نے سوسائٹی کی جوازہ رد و اشائع کی جو اس میں ہندوستان کے مسیحی مبلغین کی کارگزاری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ ”ہمارے مبلغین ہندوستان میں دو ہزار بچوں کو فی ہفتہ کے حساب سے اصطباغ دے رہے ہیں۔“

دو ہزار فی ہفتہ کی رفت رانیتائی تیز گامی ہے، لیکن سٹر فلیس فرماتے ہیں، کہ تبلیغ عیسائیت کی یہ رفتار ان کے نزدیک چنداں درخور اعتنا نہیں، کیونکہ ہندوستان میں ہر ہفتہ دو ہزار سے زائد بچے پیدا ہوتے ہیں، اور سٹر موصوف کی خواہش ہے، کہ اصطباغ لینے والوں کی تعداد کم از کم ہندوستان کی تعداد پیدائش کے برابر ہونی چاہیے،

پادریوں کی تبلیغی سرگرمیاں اتنی بڑھی ہوئی ہیں، کہ ایران، عراق، اندیشم جو اکابر اسلام کا مولد و مدفن ہو، وہاں تثلیث کے نام سے مسلمانوں کو بہتہ دیا جا رہا ہے، وہ ارض مقدس جو اسلام

کا وطن اسیکن ہے، عیسائی مشنریوں کا سلسلہ اس کے مابین تک پہنچ چکا ہے اور ساعی کا یہ عالم ہے کہ تبلیغ کے مختلف ذرائع پر غور کرنے کے لئے باقاعدہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں،

۱۹۰۷ء میں کٹنہو میں تمام دنیا کی عیسائی مشنریوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا، اس جلسہ کی شرکت کے لئے تمام بلادِ مسیحیہ میں کام کرنے والی مشنری سوسائٹیوں کے اس قائم مقام جمع ہوئے تھے۔ اور موضوع بحث صرف یہ تھا، اگر کل دنیا کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کیا تدبیریں ہیں؟ اس کا نفرین میں مختلف زمانہ مشنریوں کی تحریریں پیش ہوئیں، جو تمام بلادِ مسیحیہ کی مسلمان عورتوں میں تبلیغِ مسیحیت کے ذرائع انجام دے رہی ہیں، ان عورتوں کی تحریریں ایک کتاب کی صورت میں پادری زدیمر کی انڈیبری میں انجمن سے شائع ہوئیں، ان کا نام ”دی لائٹ ان دی حرم“ ہے، اس کتاب میں مسلمان عورتوں کے موجودہ حالات اور ان میں تبلیغِ مسیحیت کے طریقوں پر بحث ہوئی ہے، اسی سیم کی ایک کتاب مسلمان لڑکوں کے پست اور ناگفتہ بہ حالات کے متعلق لکھی گئی جس میں بتایا گیا تھا، اگر مختلف ملکوں میں مسلمانوں کی کتنی بدترین حالت ہے اور اس کا ذمہ دار اسلام ہے، اس لئے اسلام سخت قابلِ نفرت چیز ہے۔ اس سے زیادہ عاقلانہ طریقہ یہ اختیار کیا گیا، کہ مسلمانوں کی حالت زار کی تصویریں لگیں، اور اس کے مرتعِ شہر بشہر تماشاں میں لڑکوں اور مسلمان طالب علموں کو دکھا کر انہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ سب تمہارے اسلام کی سچی تصویر،

پادری زدیمر نے عیسائی مشنوں کی بلند ہمتی کے لئے جن الفاظ میں بلادِ مسیحیہ کا نقشہ پیش کیا ہے وہ غور طلب ہیں، لکھا ہے کہ

”مرکزِ کشِ اسلام کے انحطاط و زوال کا نمونہ ہے، ایران میں اسلام کا شیرازہ پراگندہ ہے، عرب میں اسلام جمود کی حالت میں ہے، مگر اسلام کی اصلاح میں صرف ہندو چین میں اسلام کس بہر سی کی حالت میں ہے، جادو میں اسلام عیسائیت میں تبدیل ہو رہا ہے، ہندوستان میں اسلام میں تبلیغِ عیسائیت کا موقع دے رہا ہے، اور افریقہ اسلام کو ایک خطرہ کی موت میں پیش کر رہا ہے، ممالکِ اسلام کی گونا گوں کیفیتیں گویا فردِ انسدادِ عیسائیت سے اپیل کر رہی ہیں، کہ دنیا کے اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یسوع مسیح ہی وہی مراکشِ روشنی، ایران کو بختِ اد، عرب کو زندگی، مصر کو نئی روح بخشن سکتا ہے، چین کے کہہ دے ہوں کو پاکستان ہے، بلشیا کو فتح کر سکتا ہے، وہی ہندوستان کے کام آسکتا ہے، اور افریقہ کے جابرانہ خطرہ کو روک سکتا ہے۔“

سبتین اسلام کو اپنی ماسی پر ناز ہے، لیکن انہیں یہ خبر نہیں کہ دو ہزار فی ہفتہ کی تعداد میں نازلین اسلام کی کتنی تعداد اصطلاحاً لینے والی ہوتی ہے اور پیران دین محمدی کو عیسائیت اور توحید کو تثلیث کے آگے سر جھکانے کے لئے کس قسم کی تدبیریں میں لائی جاتی ہیں اور توحید پرستی کی عبادت گاہوں کو تثلیث اور صلیب پرستی کے کلیساؤں سے تبدیل کرنے کیلئے کیا کچھ کیا جا رہا ہے،

ان معصیتوں، اور تباہ کاریوں کی ذمہ داری اگرچہ مجموعاً تمام قوم پر عائد ہوتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے اصلی اور حقیقی ذمہ دار ہمارے علماء ہیں، ایک وقت تھا جبکہ قوم کے قومی، علمی، ادبی، اخلاقی، تعلیمی اور سیاسی امور کی ترتیب اور نشو و نما ان کے ہاتھ میں تھی،

دنیا کا ایک ایک ذرہ ان کی کار فرمائی سے فیضیاب تھا، مراکش سے چین اور سوجھل ہند سے بلا و روم تک کوئی قومی کام ان کے چشمہ ابرو کے اشارہ کے بغیر سر انجام نہیں ہو سکتا تھا، یا اب یہہ حال ہے کہ ایک ایک کر کے تمام اختیارات وہ آپ اپنی ہاتھوں کھو رہے ہیں اور فطرت سترہ سے واقف اپنے آپ کو مسدوب الاختیار پہنچ گئے ہیں اور حق یہ ہے کہ اس قانون فطرت کے مطابق کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے گا بیکار ہو جائیگا، علماء کی جماعت ایک مدت کی بیکاری سے اب ہماری قومیت کا ایک عضو معطل ہو اس لئے اسے اب حرکت دینے کی ضرورت ہے،

علماء و کرام کسب سے پہلا کام یہ ہے کہ ایک مدت سی جو نصاب تعلیم ملک میں رائج ہے اس میں مفید اصلاحات کرے، زمانہ کے انقلاب اور حالات کے تغیر نے دنیا کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے لیکن ہم جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں، غور کیجئے، خیر القرون میں صرف نیکوکی باقاعدہ تعلیم جاری تھی؟ فلسفہ حکمت کا ایک ایک حرف درس میں داخل تھا؟ موجودہ اصول فقہ کا نام دلائل بھی اس زمانہ میں نہ تھا،

منطق کی ایک اصطلاح سے بھی کوئی واقف نہ تھا، لیکن جب عربی زبان میں یونانی و ہندی اور فارسی علوم و فنون کے ترجمے، علوم اسلامیہ کی تدوین ہوئی، بہت سے نئے علوم اخراج ہوئے تو فرسختہ بدترجیح مقتضای زمانہ نصاب تعلیم میں یہ چیزیں داخل ہو گئیں، امام شافعیؒ نے اصول فقہ تدوین کیا، امام ابو الحسن اشعریؒ نے علم کلام کو مذہب میں داخل کیا، امام غزالیؒ نے معقولات کو دینیات کے ساتھ آمیز کیا اور اب یہ حال ہے کہ اگر کوئی عربی خوان ان علوم سی ناواقف ہو تو عالم نہیں کہا جاسکتا، مناظرہ کی کوئی کتاب ائمہ مجتہدین کے سامنے کبھی زیر دس نہیں ہی لیکن جب سوامام ابو زید دلبوسیؒ نے علم الخلاف ایجاد کیا اور ہندوستان میں یہ ایک نئی مرتبہ بن گیا تو اس

کی کتابیں بھی ہمارے نصاب میں داخل ہو گئیں، غیر زبانیں ہمارے اسلاف نے کتر سیکیں لیکن جب ضرورت پیش آئی تو صحابہ کرام مد کو دوسروں کی زبانیں سیکھنی پڑیں، جب حضرت زید ابن ثابتؓ نے سریانی زبان کی تعلیم حاصل کی، حضرت ابو ہریرہؓ نے فارسی زبان سیکھی اس کے بعد علمائے کبھی اس میں تامل نہ کیا، یعقوب کندی یونانی زبان کا ماہر تھا، ابو یوسفؓ بیزنی وغرہ بیسوں علمائے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی اور نثر و اشاعت مذہب میں وہ کام کر گئے کہ رہتی دنیا تک یاد رہیں گے، لیکن اب شغل تکفیر اور ذنابات کی الجھنوں میں مستغرق رہے کے سوا علما کو کوئی کام ہی نہیں، کیا اس ردھم سزاؤں فی ہفتہ کی تعداد میں سے اس تعداد کا پتہ لگانے کی کوشش کی جائیگی، جو پروردگار دین فہم کی اس میں مرفعت مدغم ہو جاتی ہے، اور کیا ہمارے علمائے کرام اس سیل رواں کو روکنے کے لئے اپنا فرض محسوس کریں گے؟

مکافاتِ عمل

بدل ڈالنی جو حالت اپنی ہم نے اپنے احمقوں سے
زبان سے معترف ہونا ہے معیارِ اسلامی
و جابت میں کمی کچھ ہو نہ خوفِ ہاتھ سے جائے
تردو کیا پڑوسی پر گزر جائے اگر فساد
حکومت ہے صنعت ہے نہ حرفت اور تجارت ہو
یہ حالت نا توانی سے ہے اب ہم ناقہ مستوں کی
ہے رو جانیتوں کا حال اس سے بھی گسیا گدڑا
جو دن تھے کام کرنے کے وہ سو کر کھو دیکھو ہم نے
یہ استہزاء استغاف مذہب کا نتیجہ ہے،
اڑا یا ہنسے خاکہ امویوں کی شان و شوکت کا
عمل اور قول میں ہے فرق کیا تم نے نہیں دیکھا
خیال آتا ہے جب بدر و احد کے جانفروں کا
جبر جاتے تھے نل جاتے تھے ان کے دستوں سے
ہی ایس ہے یہی مفہوم توحید رسالت ہے

خدا نے چھین لیں غر و شرف کی ہم سے اکسیر
معتقل ہو حدیثیں اور میں بیکار تفسیریں
کریں احکام قرآنی کی جتنی چاہیں تفسیریں
ہم اپنے گہر مزے سے کھا رہے ہیں نیچے انجیریں
یہ نفرت کی ہیں تہدیں یہ قدرت کی ہیں تعزیریں
نہ چمکے خون کا آگ قطرہ بھی دل کو اگر چیریں
اجابت ہو دعاؤں میں نہ فریادوں میں تاثیریں
برادبارہ نخواست ہیں انہی خواہوں کی تعبیریں
سروں پر خاکِ ذلت، پاؤں میں جت کی تھجیریں
ملا میں خاک میں عبادتوں کی ہم نے تو قیریں
دیکھ رہے ہو گئیں رسوا ہماری گرم تفسیریں
تو آنکھوں میں مری پھرتی ہیں ان نوکی تعبیریں
وہ جب تیر بدلتے تھے پلٹ جاتی تھیں تعبیریں
کہ ہاتھ میں ہوں ششیریں زبانوں پر ہوں نکیریں

ہمارے اسلاف کی تمدنی و علمی سرگرمیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم کو مسلمانوں کا مقدس فرض قرار دیا تھا، ایک اور شاہد یہ ہے کہ جو طلب علم میں اپنا گہر مار چڑھتا ہے وہ خدا کی راہ میں چلتا ہے۔ "اَنَا كَايَہِ زَمَانًا تَاكِرُ خَدَامَ كَعِ قُلُوبِ تَمَنَّا عِلْمَہِ سَہِ كَرَمَانَا"۔

مدینہ الرسول میں ہر قسم کے دل و دماغ مجتمع تھے، جنہوں نے مسلمانوں میں تحصیل سائنس و ایجنہ کی ایک لہر پیدا کر دی اور طلب علم کی ایک غیر معمولی رو مدینہ سے جانب دمشق پہنچی، جہاں صرف و نحو اور علم اللسان کا شغف درمیان رہتا، فلسفہ یونان و دیگر علوم کی ندیس ہوتی، تالیفات اور سطوح، جالیئوس اور بطلیموس کے تراجم کئے جاتے اور مشہور مصنف خالد بن یزید نے الکتیبا پرکتا میں کہیں تاہم دوسری صدی میں جا کر علمی اور ادبی سرگرمیاں پورے طور پر مسلمانوں میں شمع برپا ہوئیں۔

فرائض کی سرسبز و نازخیز وادی جو قدیم الامام سے مرکز علم حلی آتی ہے اسی علاقہ میں باہلی اور سجوقی خاندان کے بعد دیگرے اٹھے اور یہیں بربل و جلد بغداد کی بنا ڈالی گئی، میور صاحب کا قول ہے کہ اس شہر میں ہر حصہ دنیا کے عالم و فعال اکرجع ہوتے تھے، اس شہر میں علم بلاغت "شعر قانون" اور نیز طب سائنس، موسیقی اور دیگر فنون کی سلطان عباسیہ شاہانہ اور مرسانہ قد وانی فرما تھے، اسی بستی میں مشران شریف کے پہلو پہلو فلسفہ قدیم سائنس ریاضی اور تصانیف جالیئوس ڈائیکورائیدس، ارسطو، طالس و بطلیموس کا سیر و مطالعہ ہوتا تھا، ایسے وقت میں جب عیسوی یورپ جاہل و بربریت کی تاریکی میں سرگردان تھا اور غالی عیسویت سائنس فلسفہ کا قلع قمع کر رہی تھی،

ہندوستان اور چین مدت مدید سے خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے اور خرفین کے ایک طرف جہاں بلب یونان و روم کے بے بہا خزانے تھے اور دوسری طرف ایران کے زرد و جاہر، پس اپنی کے لئے مقدر مقرر تھا کہ وہ اپنی ہمہ گیر ذہانت اور مرکزی حالت کے باعث نوع انسانی کے مستانہیں مشرق میں بلند اور مغرب میں قرطبہ و برٹے مرکز تھے جہاں سے انہوں نے دنیا کے دور ترین

کناروں کو نورِ علم سے منور کر دیا ،

عباسیوں کا عہدِ ایجادات و اختراعات | علما و فضلا جو عباسیوں کے زمانہ میں رونق افروز ہوئے ان کا ذکر کئی مجلدات چاہتا ہے ، پہلے دور احمد بن محمد نماندی عرب کے نہایت قدیم منجوں میں سے ہیں ، انہوں نے منصور کا زمانہ سلطنت پایا ، احمد نے اپنی ذاتی مشاہدات کی بنا پر نجوم کا ایک نقشہ تیار کیا ، جس کا نام ”المستقل“ ہے ، جو یونانیوں اور ہندوؤں کی معلومات میں ایک یقینی اضافہ تھا ، منصور کے زیر سایہ الجبلی مولفہ بطلمیوس کا دوبارہ ترجمہ ہوا اور مشہور منجوں سید علی یحییٰ ابن ابی منصور اور خالد بن عبد المالک نے نقشہ جات آزمودہ تیار کئے ، ان کے مشاہدات خط معتدل ، النہار کسوف خسوف مظاہر زوڈ ناہ اور دیگر تغیرات سماوی سے متعلق تھے ، نہایت پیش پایا اور علم الہی میں معتدبہ اضافہ کر نوالے ، الکندی نے مختلف مضامین مثل حساب فلسفہ مساحت ، علم شہاب ثاقب ، علم بصر ، ادطب پر قریب دوسو کے کتب لکھیں ، ابو معشر نے مغیرات ماری کے مطالعہ کو اپنے لئے مخصوص کیا اور کتاب زنج ابی معشر ہمیشہ علم نجوم کا ایک خاص ماخذ رہی ہے ،

موسیٰ ابن شاگرد کے میوں کے انکشافات جو سورج اور دیگر اجرام سماوی کی اوسط حرکت معلوم کرنے سے متعلق ہیں ، یورپ کے نازہ ترین انکشافات کے لگ بھگ ٹھیک ہیں ، ابوجسن نے دور میں ایجاد کی ، البطانی کا نجوم دانوں میں بڑا درجہ ہے اور شریعتین کا بطلمیوس کہتے ہیں اس کے نقشہ جات نجوم صدیوں یورپ میں علم نجوم کی بنیادی عمارت رہے ہیں ، تاریخی علم ریاضی میں وہ ہمیشہ جیت ستوی اور تمام احباب کا مخترع ہونے کے نہایت معروف ہے ، صرف عباسی ہی علم دہر کے واحد مربی نہ تھے بلکہ اوروں کے زیر سایہ بھی طبیبوں ، ریاضی دانوں اور اہل نجوم کی ایک جماعت نے ترقی پائی ، الکوہی کے انکشافات میں ابجدی گرامی و خط معتدل و ہمار خزانہ نے اسلامی و غیرہ علم میں بیش قدر اضافہ کیا ، نجوم اور علم شمس میں داخل کیا اور بطلمیوس کے نامکمل نظریہ فہری کو ترقی دی ، ملک غلام فرید

رباعی

مجھ پر مائل بہ کرم کیوں نہ ہو مونا میرا اس کا بندہ میں گنہ گار وہ آقا میرا
اس کی رحمت پہ میں ہوں آس لگاؤ شاکر دین و دنیا میں وہی بس ہی سہارا میرا
شاکر صدیقی

جوڑے میں وہ مرتے ہیں

دُنیا بے کہتی ہو دنیا، یہ بتی ہے ناقدروں کی
دل کی مجبوری کا ہو بُرا ہم کھو بیٹھے خود راہی بھی
ہم جن کو دعائیں دیتے ہیں وہ ہم پر جفائیں کرتی ہیں
پر داہماری جنگو نہیں ہم انکی خاطر مرتے ہیں
یہ چاروں گردوں کو سوچتی ہو کیا ہیں پھر کیا کرتے ہیں
ہاں پائے ثبات کو قائم رکھو، اندھنی ڈر بندوں کی ڈنڈ

میر جہ نہیں خوننا بہ دل آنکھوں سے بہانا اور کو کتب
نصرتِ محبت سادہ تھی، رنگ میں دغا کا پتھر ہیں

محمد یحسین کو کتب

آہِ بکسر سوز

خزاں دیدہ رہ گیا یا خدا یہ گھستاں کب تک
لگا بجی جہاں میں آگ آہِ آتشیں کس دن
رہیں تہ جھونکے بادِ صحرے کے وزاں کب تک
جلیں گے رنجِ نالامی میں ہم آتشِ جہاں کب تک
جگر اور دل ہوئے دونوں ہی اب خاکِ سیاہ جگر
برائے سوز و دردوں گھیلے کا مغزِ استخوان کب تک
نہ ہونگے ہم تو پھر شوقِ شمع کی شکل کیا ہوگی

تراشغلہ جاری رہ گیا آسماں کب تک

انظر حسین زاہدی

دو تیر بہدف دوائیں

تریاقِ اوجاع، وجعِ الفاسل، عرقِ النساء، نفوسِ اور تمام بار ددروں کا شرطیہ علاج، موجبِ اور آزمو
میسوں شہادتیں موجود، تجربہ بہترین شہادت ہے، قیمت ۴۴ اخراک علاوہ محصور لداک صرف ایک روپیہ،

اکسیرِ لواسیر، پرانی، انہی، خونی، بادی کیلئے یکساں مفید، عجیب چیز ہے، قرعہ تک نہیں رہتا، اپنا اثر بجلی کی
طرح دکھائی دیتا ہے، قیمت ایک روپیہ، پتہ حکیم ذکیر سید ندیر احمد، ڈیو ہاؤس، محلہ قنبرا، لاہور، پاکستان

غزنی کا تاجدار خرقانی تختوں میں

۵

اے ہاپیشیں فغراں سلطنت کیا مال ہے
بادشاہ آتے ہیں پاپوس گدا کے واسطے

خرقان (صوبہ جرجان) میں ایک بورہ نشین خستہ فقر کا شیر ہو گدا ہے نام ان کا ابو الحسن
۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۷۲ھ میں انتقال فرمائے۔

ذیل کے واقعے معلوم ہو گا کہ غزنی کا باجبروت شہنشاہ سلطان محمود غازی کس ذوق بخوش
اور کس اخلاص و عقیدت سے خرقانی درویش کے حضور میں آتا ہے اور اپنی خوش بختی و خوش عقیدگی کی
وجہ سے کیا باعراود کامیاب ہو کر واپس جاتا ہے، ایک درویش اور شہنشاہ کی ملاقات اندکی باتوں
میں جو راز و نیاز اور نیکیات درموز ہیں ان پر غور کرو اور دیکھو کہ صوفیائے سلف میں کیا کیا امتیاز و
اختصاص تھا اور کون سی روحانی طاقت تھی کہ عوام تو الگ بادشاہ اور شہنشاہ ان کے پاپوس ہی
کو فرخ سمجھتے تھے، ہماری بہت سی سے آج روحانی طاقتوں میں بھی کمی آگئی ہے اور عقیدت و ارادت
میں بھی خود غرضی اور خود مصلحتی کے جذبات شدت سے پائے جاتے ہیں،

بچے چاہا امید و عمل کے ساتھ بچے اپنی غرض کی آرزو تھی
محمود غازی خرقانی درویش کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا تھا، لیکن مصاحف ملی کے لحاظ
سے ساتھ ہی اس کی یہ خواہش بھی تھی کہ درویش کے پاس خود جانے سے شاہی رعب و اب میں
فرق آنے کا اندیشہ ہے اس لئے کوئی ایسی ترکیب ہو کہ وہ خود میرے پاس چلکر آجائیں، لیکن اس
تجویز میں محمود کو کامیابی نہ ہو سکی، آخر کسی شہریدہ سر کی گوشمالی کے بہانے خدم و حشم لیکر خود ہی غزنی
سے باہر نکلا، جب خرقان کے نزدیک پہنچا تو ایک قاصد کو حضرت کی خدمت میں یہ سکھا کر بھیجا
کہ تم اپنی طرف سے کہنا کہ سلطان غزنی سے چل کر آپ کی زیارت کو آیا ہے اور وہ بادشاہ ہے آپ اگر
زیادہ نہیں تو شاہی خیمہ تک قدم رنج فرمائیں، بادشاہ نے قاصد سے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر وہ اس پر
بھی خیمہ تک آنے کے لئے تیار نہیں تو ان کو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ کر سناؤ بٹا اطمینان اللہ و اطمینان
الرسول و ادنی الامر منکم، قاصد پڑھا پڑھایا تھا اس نے کمال خوش اسلوبی اور پورے فرائض کے

کے ساتھ حق پامیری ادا کیا، حضرت نے جواب میں صرف یہی فرمایا کہ مجھے معذور کہو، قاصد نے اُت مذکور پر صراحت کر اس کی تفسیر کرنی چاہی، آپ نے فرمایا، محمود سے جا کر کہہ دو کہ میں اطمینان سے ایسا مستغرق ہوں کہ اطمینان رسول تک پہنچ سکنے کے لئے نادم و شرمسار ہوں، پہراولی الامر سلیم کا ذکر ہی کیا ہے، قاصد نے واپس آکر محمود سے اسی طرح کہہ دیا، محمود نے سننے ہی ابدیدہ ہو کر ملاقات کے لئے بیتاب ہو گیا، ادا کہا واقعی یہ ایسے درویش نہیں ہیں جیسا ہم نے خیال کیا تھا، تاہم مزید احتیاط و آزمائش کے لئے اس نے شانہ لباس تو ایاز کو پہنایا اور ایاز کا خود پہنا، اور اس نوجوان لونڈیوں کو بھی مردانہ لباس پہنکر ہمراہ لیا، جب شاہی محلات اور فلک نما عالی شان دیوانوں کے رہنے والے ایک درویش کی گلیاں میں پہنچے تو اسلام علیکم کے الفاظ سے ہر سکوت کو توڑا، حضرت نے بیٹھے ہی بیٹھے بغیر کسی تعظیم کے جواب میں وعلیکم السلام فرمایا، محمود نے جو ایاز کا لباس پہنے ہوئے تھا، کہا، آپ نے بادشاہ کو تعظیم نہیں دی؟ آپ نے فرمایا یہ تو ایک جال ہے، محمود نے متبسم ہو کر کہا کاش آپ جیسے پرند اس جال میں پھنس سکتے، حضرت نے محمود کا ہاتھ پکڑ کر مسند کے برابر بٹھایا اور باقی ہمراہیوں میں سے باوجود کہ ایاز شانہ لباس پہنے ہوئے تھا کی طرف توجہ بھی نہ کی،

محمود! حضرت کچھ فرمائیے

درویش! پہلے نا محرموں کو باہر نکال دو،

بادشاہ کے حکم سے تمام لونڈیاں جو مردانہ لباس پہنے ہوئے نہیں باہر ہو گئیں،

محمود! حضرت بایزید بسطامیؒ کے حالات و اقوال سے کچھ جان فرمائیے،

درویش! حضرت بایزید بسطامیؒ کے اقوال سننے کی تاب ہے؟ سنو وہ فرماتے ہیں جس نے مجھے دیکھا وہ اپنی بدبختی سے بے خطر ہو گیا،

محمود! آنحضرت صلعم کو ابو جہل، ابولہب اور کتنے منکروں نے دیکھا اور وہ بدبخت کے بدبخت ہی رہے حضرت بایزید بسطامیؒ کا درجہ کیا آنحضرتؐ سے بلند ہے کہ ان کو دیکھتے ہی بدبختی کا اثر زائل ہو جاتا؟ درویش! بس ہی لئے کہتے تھے کہ حضرت بایزیدؒ کا کوئی قول مسخاؤ، ان کے اور دیگر صوفیائے کاملین کے اقوال سننے کی وہی لوگ تاب لا سکتے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہوں،

سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیداکر

محمود! آخر کچھ فرمائیے،

درویش! محمود! تحقیق یاد رکھیے کہ آنحضرت صلعم کو سوائے ان کے چار یار اور صحابہ کبار کے کسی نے

حقیقی مسنون میں نہیں دیکھا، اگر ابو جہل اور ابولہب اور دیگر منکرین اس نظر سے دیکھتے جس کو قرآن کریم میں **وَتَرَاهُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** کہا گیا ہے، تو فی الواقع وہ بھی اپنی بد بختی کے اثر سے محفوظ رہتے،

محمود! مطمئن ہو کر، حضرت اب مجھے کچھ نصیحت فرمائیے،

درود پیش! چار باتوں کا خیال رکھو، (۱) منوعات سے پرہیز، (۲) نماز باجماعت، (۳) سخاوت، (۴) حق نفسانی کی مخلوق پر شفقت و مہربانی،

محمود! حضرت دعا فرمائیے،

درود پیش! **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ**،

محمود! کچھ خاص میسر کئے،

درود پیش! محمود عاقبت محمود باد،

اس کے بعد محمود نے ایک توجہ اشرافیوں کا پیش کیا، آپ نے اس کے جواب میں جو کی ایک ردی محمود کے آگے رکھ دی اور فرمایا اس کو کہا، محمود نے ایک لقمہ توڑ کر چھایا، لیکن نور الحق سے نیچے نہ اترا، آپ نے فرمایا شام نور الحق میں اٹھتا ہے، محمود نے کہا، ایسا ہی ہے، فرمایا کیا چاہتے ہو کہ شہر منیوں کا یہ توجہ بھی اسی طرح میرے حق میں اٹک جائے، اس کو اٹھا لو،

درود پیش! میرے لئے یہ حرام ہے، اب اس پر اصرار نہ کرو،

محمود! اگر میری مذہب قبول نہیں فرمائی جاتی، تو مجھے ہی کچھ تبرک عنایت فرمایا جائے،

آپ نے اپنا ایک پیر بن یا خوجہ محمود کو عنایت فرمایا، یہ وہی خوجہ تھا جو سلطان محمود حملہ سونات کے وقت ہندوستان میں اپنے ہمراہ لایا تھا اور جس کے ذریعہ سے اس نے مخالفوں پر فتح حاصل کی تھی، جب محمود غصہ ہو کر تلے لگا تو حضرت ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ کی تعظیم کو اٹھے، محمود نے عرض کیا،

حضرت جب میں حاضر ہوا تھا تو میری طرف مطلق التفات نہ فرمائی گئی تھی، اور اب تعظیم و تکریم کیسی؟ آپ نے فرمایا، محمود! تم جب آئے تھے تو شاہد جاہ و جلال، مہباری رگ رگ میں سما رہا تھا، تمہیں اپنا رعب دکھانا ہی مقصود تھا اور فقیر کی آزمائش بھی مد نظر تھی، اس لئے فقیر نے مہباری بادشاہی کی پردہ نہیں کی اور اب کہ تم انکساری اور ردی پیش لئے جاتے ہو تمہاری تعظیم لازمی اور ضروری ہے،

(طریقہ)

خط و کتابت میں منہبہ خریداری کا حوالہ ضروریں، اور نہ تعمیل نہ ہوگی، منہبہ،

نمرود کا خواب

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار برس قبل بابل کی سلطنت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی دنیا کی کوئی سلطنت ایسی نہ تھی جو اس سلطنت کا مقابلہ کر سکتی، لیکن اس کے ساتھ ہی بت پرستی کا بازار بھی گرم تھا، دھندہ لاشریک کی عبادت کے بجائے لوگ بت پرستی میں مبتلا تھے جس زمانہ کا یہ ذکر ہے اس زمانہ میں سلطنت بابل کا فرمانروا نمرود بن کفنان تھا جس کا غور و تکبر حد سے بڑھا ہوا تھا حتیٰ کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اپنا مجسمہ بر عبادت خانہ میں رکھا اور لوگوں کو اس کی پرستش کا حکم دیا، ایک شب نمرود نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت روشن ستارہ بابل کے مشرقی افق سے نمودار ہوا جس کی تیز روشنی سے مہتاب شرماتے لگا، اس خواب سے نمرود سخت پریشان ہوا اور کامیوں کو بلا کر اس کی تعمیر و جہی سمجھوں نے بیک بن کہا کہ اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کو برباد کر دیگا، یہ لڑکا ہنوز ماں کے پیٹ میں نہیں آیا،

نمرود شقی تعمیر بن کر لڑا تھا لیکن مشورہ کے بعد یہ حکم دیا کہ ملک کے تمام مردوں اور عورتوں میں جدائی کر دی جائے، کوئی شوہر اپنی بیوی کے پاس نہ جائے، چنانچہ فوراً اس کا بندوبست کر دیا گیا، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر جس کا پیشہ بُت تراشی تھا، نمرود کے دربار کا خاں مصاحب تھا، نگہبانوں کی غفلت سے آذر کو اپنی بیوی شبنم کے پاس جانے کا موقع مل گیا، اور شبنم نے حاملہ ہوئی،

صبح کے وقت نوجو میں نے حاضر ہو کر عرض کی، کہ جس لڑکے کی پیشین گوئی کی گئی تھی وہ شکم مادر میں آچکا، نمرود بن کر غصیل و غضب سے بھر گیا اور حکم دیا کہ تحقیقات سے جتنی عورتیں حاملہ پائی جائیں ان پر نگہبانی کی جائے اور لڑکا پیدا ہونے ہی قتل کر دیا جائے،

شبنم کے پاس بھی تجربہ کار دائیاں آئیں، لیکن خدا کی قدرت کہ حمل کا کوئی اثر معلوم نہ ہوا جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا تو بچے کی جان کے خوف سے شبنم جنگل میں چلی گئی، جہاں اس کے فرزند موسیٰ کی ولادت ہوئی، شبنم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دیں چھوڑ دیا اور اپنے شوہر سے کہہ دیا کہ لڑکا پیدا ہوتے ہی فوراً مر گیا، دوسرے دن جب شبنم اپنے بچے کو دیکھنے گئی تو دیکھا کہ بچہ دونوں انگوٹھوں کو چوس رہا ہے، ایک انگوٹھ سے دودھ بہ رہا ہے اور دوسرے سے شہد، حضرت ابراہیم علیہ السلام

دندان حیرت انگیز طریقہ سے بڑھتے تھے، آپ ایک روز میں اس قدر بڑھے جس اور بچے ہفتہ میں،
 نمودار نے انتہائی کوشش کی کہ توحید کی یہ جگہ لگاتی ہوئی روشنی نمودار نہ ہو لیکن خدا کی قدرت
 دیکھو یہ روشنی ایسے گہر سے نمودار ہوئی جہاں ہنوں کا ڈھیر بنا، دنیا کی کوئی طاقت خدائی حکیم میں دشمن
 نہیں ڈال سکتی، انسان ہزار کوشش کرے، خدا کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا، نمودار روشنی کی خدائی
 کچھ کام نہ آئی اور آؤں کے بندے سے اس روشنی نے نمودار ہو کر تمام شام کو منور کر دیا، بت پرستی و خود پرستی
 نیت و نابود ہوئی توحید کا ستارہ چمکا اور حق کا کلمہ بلند ہوا، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ
 اکبر اللہ اکبر و اللہ الحمد، (شہاب)

رَسُو اسیرِ باز اے

تقریر تو مے بنیم بہر دور و دیوارے
 صد شکر کشت پیدا اندر من ہو اور اے
 دل بڑوی، دیں بڑوی آتش زدہ در جانم
 حقا، اندھ بیروں از سر زلف تو
 از فیض تو مے بنیم آباد ہمہ عالم
 اے پیر خرابانی، اے قبلہ حاجاتی
 از بس کہ گنہگارم، اسید کرم دارم
 گر حال من خستہ، پسند، بگو قاصد

اے پردہ نشین گشتی "رَسُو اسیرِ باز اے
 روشن ہو و اس معنی بر قلب خبردارے
 ترکانہ، بتا کر دی این غمزہ و خوشخوارے
 منصور صفت باشد گرسد بہر دارے
 اے ابر کرم کر دی رحمت جنس و خارے
 یک جزعہ بستاں وہ از خانہ خارے
 اے رحمت عالم کن رحمت بہ غطا دارے
 در خاک ہے غلطہ از درو بہ دل زارے

اس نامہ شوق من در پیش او کہ خواند
 قسطاس نیسیا بد در بار گمش مارے

رسید، عبدالکریم قسطاس، مراد آبادی

اعلیٰ حضرت امام دکن و مسلمانان کا فرض

(از شیخ محمد امین بیرسٹریٹ لاہور)

اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں موجودہ شاہ حیدر آباد دکن ان بزرگ ہستیوں میں سے ہیں جن پر سارے زمانے کے مسلمان جتنا بھی فخر کریں سچا ہے، اگرچہ خدا نے آپ کو ایک بادشاہ کا رتبہ دیا ہے مگر جس طرح کی زندگی آپ بسر کر رہے ہیں اور جو خدمت بنی نوع انسان کی آپ انجام دے رہے ہیں اس پر غور کر کے انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مسلسل آپ بھی ادبیا میں سے ہیں اور ہم ہندوستان کے مسلمان خاص طور پر خوش قسمت ہیں کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک ایسی پاک اور بزرگ ہستی کو بھیجا ہے، اس ہمارا فرض ہے کہ اللہ پاک کا شکر سجالائیں اور ہر طرح دل و جان سے اعلیٰ حضرت کی جو کچھ مدد کر سکیں کریں تاکہ اعلیٰ حضرت بھی امت مرحومہ کی میں از پیش خدمت کر سکیں، مجھے حیدر آباد دکن کی زیارت کا فخر حاصل ہے اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا ہے وہ میں مسلمانوں کو بتانا چاہتا ہوں،

اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں، حضرت علی اور حضرت عثمان کبیرح نہایت ہی سادگی پسند ہیں آپ ویسی کھدر پہنتے ہیں اور صبح شام آپ کے دسترخوان پر نہایت سادہ کھانا چنا جاتا ہے جس کا دیکھنا ایک مسلم کے دل میں حضور رسول مقبول کے خلفاء کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے اور انسان دل ہی دل میں امیدوں کے پل باندھنا شروع کر دیتا ہے، کہ اسلام کے بھراچھے دن آنیوالے ہیں، دیکھیے کیا اس میں آپ کو اللہ کا اہمہ نظر نہیں آتا کہ افغانستان میں غازی امان اللہ خان، ایران میں غازی رضا خاں پہلوی، اور ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا دل و جان سے مسلمانوں کی کہوٹی ہوئی شان و شوکت کو پیر ہماری آنکھوں کے سامنے داپس لانے میں لگے ہوئے ہیں،

جیسا کہ میں ذکر کر رہا ہوں، اعلیٰ حضرت نہایت سیدھی سادہ زندگی بسر کرنے میں اپنے اوپر ایک پیہ بھی فضول خرچ نہیں ہونے دیتے، مگر بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے لاکھوں روپے دے دالتے ہیں، گاندھی اور رابندر ناتھ ٹیگور آپ کی فیاضی سے فیضیاب ہو چکے ہیں، ابھی حال ہی میں نوزلے بلا کا خاندنہب و ملت اپنی سلطنت کی تمام میاؤں کو معقول پشٹن عطا فرمائی ہیں، سینکڑوں ہندو مسلم طلباء ہر سال آپ لوہیہ امریکہ میں اپنے خرچ پر تعلیم کے لئے بھیجتے ہیں، آپ نے ایک ایسی لائوسٹی

نام کر دی ہے کہ جہاں ہم لوگوں کی مادی زبان میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے اور ساری دنیا کی مفید کتابیں ہماری زبان میں ترجمہ کی جا رہی ہیں، انصاف کے لئے نہایت غیر جانبدار عدالتیں کھلی ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ عدالتوں میں ہماری مادی زبان میں کا رد وائی کی جاتی ہے اور تمام ہندوستانی ہائی کورٹوں کے فیصلے اردو میں کر کے چھاپ کر منہیا کئے جاتے ہیں، ہندوؤں کے مندروں سکھوں کے گہدواروں اور مسلمانوں کی مساجد کو امداد دی جاتی ہے، مذہبی بے تعصبی کا یہ حال ہے کہ حضور پر نورؐ نے گائے کی قربانی ماننا مذکور دی ہے، تاکہ ان کی ہندو رعایا کے جذبات کو چھین نہ لگے

رمضان شریف کے دنوں میں سحری اور افطار کے وقت تو پی چلتی ہیں، حقو کی سلطنت بابرکت میں سے جو لوگ حج کو جانا چاہیں، ان کا آدھا خرچ حضور خود برداشت کرتے ہیں، تمام رومی کا خدمت حضور خود خرید لیتے ہیں کہ کہیں اندر کا نام اگر ہو تو اس کی سچ مٹی ہو، مسادات کا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ جب آپ نماز کے لئے تشریف لائے تو لوگ تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، آپ نے فرمان نکال دیا کہ یہ خدا کا گھر ہے، یہاں شاہ و گداس برابر ہیں، ائمہ و حبیب میں سجدہ کیا کروں تو کوئی کہتا نہ ہو کہ اسے کیا اس واقعہ میں میں حضور رسول مقبول کے حسن منظر کی جب تک نہیں دکھائی دیتی، جن کی آپ اولاد میں سے ہیں،

آپ کی سخاوت کا سمندر مکہ اور مدینہ تک لہریں مارتا ہے کوئی سال آپ کے درجہ سے خالی ہاتھ نہیں جاتا، اپنا پیٹ کر غریب کا پیٹ بھرتے ہیں، آپ کی سلطنت میں وہ برکت ہے کہ چار مہینے میں دواں اتنی ہی برکت ہوتی ہے جتنی یہاں چار آئے ہیں، باوجودیکہ فرض جتنی سلطنت کا بوجھ حضور کے کندھوں پر ہے پانچوں وقت کی نماز میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ شال ہوتے ہیں،

ہیں ہم مسلمانان کا بھی فرض ہے کہ ایسی متبرک مہستی کی پوری پوری قدر کریں، کیونکہ ناشکری اللہ تعالیٰ کے غضب کو ابھارتی ہے اور تمام سجدوں میں باقاعدہ دعائیں کیا کریں، کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ اسلام اور اپنی رعایا کی بیش از بیش خدمت کر سکیں اور شیطان اور اس کے وہ مرد جو حضور کو نقصان پہنچانے میں لگے رہے ہیں، خدا ان کو ناکامیاب و نامراد کرے اور سینہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جگہ جگہ جلے کر کے رزدیوشن پاس کریں اور حضور کے لئے بڑا نیہ سو ہر میحی کے خطاب کا اور داپسی برآر کا مصلحہ کریں، اور دعا کریں کہ مغلیہ سلطنت کا یہ چراغ جس کو پاک پروردگار نے اپنے حفظ اس میں رکھا ہے ایک دفعہ پر اپنی پہلی شان و شوکت سے چمکے، اور ہندوستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو اپنی روشنی سے منور کر دے، آمین،

جدید اشیع قریشیوں کی تاریخی حقیقت

نمبر ۴

میراثی قوم کے افراد کو دادا کے نام سے پکارے جانے کی وجہ تسمیہ اس سے پیشتر بیان کی جا چکی ہے اسلئے برسبیل تذکرہ نائی کو راجہ اور گھمار کو پر جاپت کہے جانے کی تشریح بھی کی جاتی ہے۔

تایخ اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ جب سکندر پنجاب سے چلا گیا۔ تو ملک میں بد نظمی ہوئی۔ ایک شخص چندر گپت نامی بیچ ذات کا "راجہ" ہو گیا۔ بعض محقق اس کو کہتے ہیں کہ وہ نندا کا بیٹا ایک شودری ناین موریا کے پیٹ سے تھا۔ دیکھو تایخ ہندوستان حصہ اول۔ مصنف مولانا محمد ذکا والد صاحب۔ مطبوعہ ۱۸۸۷ء ص ۳۳

مسح سے سنت برسر پیشتر سالباس کا سمت شروع ہوا۔ کہتے ہیں کہ سالباس ایک گھمار کا لڑکا تھا۔ خدا کی قدرت سے وہ راجہ ہو گیا۔ بدھوں کے ہاتھوں سے برہمنوں کو اس نے بہت بچایا۔ اسلئے اس کو برہمنوں کا شفیع کہنا چاہئے۔ دیکھو تایخ ہندوستان حصہ اول ص ۹۳ پس اگر نائی کو راجہ اور گھمار کو پر جاپت کا نام دئے جانے کی تاریخی حقیقت کے متعلق یہ ہر دو وجوہ الزامات جو اپنی تشریح آپ ہی ہیں۔ بکنفی ہو سکتے ہوں۔ تو پھر ہمیں کسی مزید حاشیہ کی اپنی کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

اب اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے تایخ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایران کے نامی بادشاہ بہرام گور نے ہندوستان سے "گالنے والے" بلوائے تھے۔ کیونکہ غنم موسیقی ایک بھی ہندوستان سادہ دہری جگہ نہیں ہے۔ دیکھو جام جہاں نما۔ جلد اول مطبوعہ ۱۸۷۱ء ص ۹۰ و ۹۱ یہ گالنے والے یا گوتے دی ہیں۔ جنکو آج سے ایک ہزار یا پچیسویں سال پیشتر ایران میں لوری نامزد کیا گیا۔ جو زمانہ حال میں بھی بلوچستان میں لوری یا ڈوم یا میراثی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

تایخ زمانہ ماضی کا ایک آئینہ ہے جس سے صاف نظر آتا ہے کہ قوم بلوچ ظہور اسلام سے بھی پہلے موجود تھی۔ شاہنامہ میں ایک خاص سرخی اس عنوان سے موجود ہے جبکہ نو شیرواں

پادشاہ ایران نے اقوام بلوچی۔ گیلانی دایلائی کی سرکوبی کا ہتھیہ کیا۔ چنانچہ شاہنامہ میں مذکور ہے کہ

ہے رفت آگاہے آمد بہ ستاہ کز گشت از بلوچی جہائے تباہ

.....

کہ ہرگز بلوچی نیسا بند خورد چو از تیغ داران و مردان گرد

پس اس سے صاف ثابت ہے کہ سرزمین ایشیا میں بلوچ اور لوری (میرانی) دونوں کا وجود اسلام کے آفتابِ عالمیت کے طلوع ہونے سے پیشتر ہی موجود تھا۔

نوشیرواں کا زمانہ ۱۱۸۵ء سے لیکر ۱۱۹۵ء تک رہا۔ اس وقت پر بیٹھے ہی افغانستان کو دوبارہ فتح کیا اور اپنی حدودِ ایشیائی کو دریائے سندھ تک بڑھایا اور اقوام بلوچی کو جو مشہور سرکش تھیں۔ چڑھائی کر کے تباہ کر دیا۔ دیکھو تاریخ بلوچستان صفحہ ۶۔

گویا متذکرہ بالا صورت میں موجودہ سندھ کا بیشتر حصہ بھی حدودِ سلطنتِ نوشیرواں میں شامل تھا اور سندھ کے لوری یا ڈوم بھی اس وقت اُس کے زیرِ حکومت تھے۔

عربی زبان میں بلوچ بادیہ نشین کو کہتے ہیں اور ایران کی پُرانی اصطلاح میں میرانی یا ڈوم کو لوری۔

پس ڈوم یعنی لوری اسلام کے مابین نافرزد محمد بن قاسم ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کے فاتحانہ ورودِ سندھ سے بہت مدت پہلے ہی غیر مسلم حالت میں حدودِ مملکتِ نوشیرواں میں موجود تھے جس میں سندھ بھی شامل تھا۔

یہ ایک مسلم البتہ امر ہے کہ اسلام سے قبل پنجاب۔ سندھ۔ ہند۔ بلوچستان۔ افغانستان۔ اور ایران کے درمیان قوموں کے باہمی سوشیل تعلقات۔ آمد و رفت اور میل جول کا سلسلہ موجود اور جاری تھا۔ چنانچہ۔

راجہ شکر والئے قنوج کی بیٹی بہرام گور شاہ ایران سے بیاہی گئی۔ دیکھو تاریخ ایران بابل کے فرمانروا سلوکس کی بیٹی ہمارا چندر گپت کو آئی دیکھو جام جہاں نما جلد ۱ صفحہ ۳۱ مطبوعہ ۱۸۹۶ء۔

نوشیرواں نے روم کے فرنگی عیسائی پادشاہ مارس کی بیٹی بیاہی۔ اور نوشیرواں کی بیٹی یعنی مارس کی نواسی کا بیاہ اودے پور کے رانا سے ہوا۔ دیکھو۔ جام جہاں نما۔ جلد سوم صفحہ ۱۰۳

مطبوعہ ۱۹۰۷ء۔ پس ڈوم لینے لوری قوم کے افراد بھی ازیں قبیل آمد و رفت سے مستثنیٰ نہ تھے۔
 علم الانساب کے ماہر اور میدان سیاست کے یکہ تاز اس بات کے معترف ہیں کہ اشتراک زبان
 اور اشتراک رنگ و روپ اشتراک نسل کی دلیل ہیں۔
 پس۔ آئیے اور دیکھئے کہ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیٹر سیریز۔ جلد پہلی۔ متعلقہ جہاں والاں
 مطبوعہ ۱۹۰۷ء کا صفحہ نمبر کس بات کا پتہ دیتا ہے۔

Baluchistan Dist. Gazetteer Series,
 Volume VI B, Jhalawan
 Printed 1907 Page 70

The Loris ordinarily speak the language of the tribe to which they are attached, but they have invented a curious artificial jargon known as Lori Chini which they speak before strangers. The dialects of Lori Chini in Vogue among different sections of Loris, differ in various localities, but the words are generally inverted forms of Baluchi and sometimes of Urdu, Sindhi and Punjabi.

(ترجمہ) لوری بالعموم اوس قوم کی زبان بولتے ہیں جس کے ساتھ وہ ملحق یا وابستہ ہوئے
 ہیں۔ لیکن انھوں نے اپنی بھی ایک عجیب اصطلاحی بولی ایجاد کی ہوئی ہے۔ جسے لوری چینی
 کہتے ہیں اور جسے وہ اجنبیوں کے سامنے بولتے ہیں۔ لوری چینی کی بولیاں جو مختلف لوریوں
 میں بولی جاتی ہیں۔ مختلف مقامات میں مختلف استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن الفاظ عام طور پر
 بلوچی۔ اور بعض اوقات اردو۔ سندھی اور پنجابی کی مقلوب شکل ہوتے ہیں۔
 پس اگر کس دوسرے ہست، یک حرف بس است۔ ہر ملکہ دہر سکے۔ ہندوستان میں
 ”ڈوم نام خاکروب کو بھی دیا جاتا ہے“ دیکھو خلاصہ۔ حال اقوام ہند۔ مطبوعہ ۱۸۷۷ء ص ۸۳
 صرف نسب دانی ہی نہیں بلکہ گانے بجانے کے لوازم بھی بالعموم اس پیشہ کا جزو لا ینفک

ٹھہرے۔ اسلئے ہم بتلادینا چاہتے ہیں کہ سر زمین ایشیا میں جو آلات سرود مستعمل ہوئے۔ وہ یہ ہیں۔ بربط۔ طامس۔ چنگ۔ دھن۔ مشندف۔ ٹچک۔ پارسٹور نفیری۔ رباب۔ موسیقار۔ ارغنون۔ ہزار تارہ۔ تقارہ۔ ڈھولک۔ تونہ۔ ستار۔ جھانج۔ باجہ۔ توتی۔ اور ببلہ۔ ہارمونیم اور گراموفون زمانہ حال کی ایجادات ہیں۔

سید وارث شاہ صاحب مرحوم نے تو پنجابی میں ”مراسی“ لکھا ہے۔ اب اگر س کو بجائے ش سے مراں لکھا جائے۔ تو یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ بایں ہمہ قرشیت اس میں کس طرح حلول کر سکتی ہے؟ کیونکہ تیاخ اپنا جمنٹ (فیصلہ) دینے میں بے رورایت واقعہ ہوئی ہے۔ مولانا محمد ذکا اللہ صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ ”جب وہ اور باقی سرداروں سے زیادہ قوی ہو گیا اور راجہ ہارا جہا کہلے لگا۔ اس زمانہ میں جو بزرگ اپنے خاندان پر حکومت رکھتا تھا۔ اوسو مذہبی کاموں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھانا پسند نہ کیا اور آرام و آسائش اس میں دیکھی کہ تمام رسومات مذہبی اور پوجا پاٹ وغیرہ کے ادا کرنے کے لئے اپنی جگہ اور آدمی مقرر کریں۔ پس یہ قائم مقام ان کے گھروں کے پوجاری و پردہست کہلائے لگے اور پھر بند سچ پر دہتائی کا کام میرانی ہو گیا۔ دیکھو۔ تیاخ ہندوستان حصہ اول۔ مطبوعہ ۱۹۱۸ء صفحہ ۲۵۔

اب عقل سلیم اس نتیجہ پر پونچے بغیر نہیں رہ سکتی کہ جس طرح پر دہتائی کا کام بتدیج میرانی ہوا۔ اسی طرح بوجہ غالب گانے وغیرہ کا کام بھی ملحوظ قوتاً میرانی ہو گیا۔ پس اس صورت میں اگر موخر الذکر کے لئے لفظ میرانی دلیل قرشیت قرار دیا جاسکتا ہو تو پھر مقدم الذکر کے لئے کیوں نہیں؟

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

سوال زیر بحث کے متعلق تاریخی ذمہ داری کے لحاظ سے چونکہ ہماری پوزیشن بغایت نازک اور سنجیدہ ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ میرانی قوم کے وہ افراد جو ادعائے قرشیت کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری ہندوستان۔ جلد ۱۹ کی سرکاری رپورٹ کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لیں۔

Census of India 1891

Volume XIX Part I

Printed 1892

Mirasi. Also spelt Amir "āsi" The Minstrels and genealogists of the Province, As in 1881, I have included entries of Dum, Dhadhi Khariala, Sarnai, Rababi, and Naqarchi, also Mutrib, Kalawant etc. and also in some cases Khalifa, a term said to be applied to Mirasis who are servants of Pirzadas. Mir Mira and Amir appear sometimes to be used for Mirasi,.....In Sialkote I have also included Dumna, which appears to be used in that part of the country for Dum. In compilation I have added Kamachi.....a small tribe of Vagrant

minstrels, apparently akin to the Mirasis.

(ترجمہ) میرانی جس کو "امیر عاصی" بھی لکھا جاتا ہے۔ صوبہ کے گویے اور شجرہ نسب بتانے والے ہیں۔ سلسلہ کی طرح میں نے ڈوم۔ ڈھاڈی۔ کھریالہ۔ سرنائی۔ ربابی اور نقارچی بھی اس میں شامل کئے ہیں۔ اسی طرح مطرب۔ کلا دنت وغیرہم۔ اور اسی طرح بعض حالتوں میں خلیفہ جو اصطلاح میں ان میرانیوں کو کہتے ہیں جو پیرزادوں کے خدمتگار ہوتے ہیں۔ الفاظ میر۔ میرا۔ اور امیر بھی بعض اوقات میرانیوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ سیالکوٹ میں سینے ڈومنا بھی اسی میں شامل کئے ہیں۔ جو اس حصہ ملک میں ڈوم کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اپنی کتاب میں میں نے کہا جی بھی انہی میں شامل کئے ہیں۔ جو آوارہ گرد گویوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ اور بظاہر میرانیوں کی ایک شاخ ہے۔
اب روئداد کے اس مرحلہ پر پہنچ چکنے کے بعد یہ اتر نتیجہ واجب الطے رہ جاتا ہے کہ آیا میرانی ہندی النسل ہیں یا نہ؟

اسکے متعلق معزز ناظرین القریش۔ عامۃ المسلمین اور میرانی قوم کے افراد کو زیادہ عرصہ تک انتظار میں رکھنے کے بغیر ہم کو وہ ہمالیہ کی سب سے زیادہ بلند اور اونچی جونی پڑھ کر ہو کر ڈکنے کی جوت چار دانگ ہند میں "اعلان عام" کرتے ہیں کہ
"اچھوت سماج میں۔ ڈھیڈ۔ چمار۔ نامشودر۔ پارایا۔ آنتے آج۔ ڈوم۔

مہتر (چوہڑہ) اور میرانی وغیرہ تو میں شامل ہیں۔ یہ سب ہندو ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کو چھوٹے نہیں اور نہ رونی ٹیٹی کا بیوہ مار کر لے ہیں۔

دیکھو۔ چھوت اور اچھوت، ۱۹۳۶ء صفحہ ۷۱۔

بڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

گو جہانوالہ
یکم اگست ۱۹۳۷ء
(قاضی) نظیر حسین فاروقی ریٹائرڈ مستوفی

شہزادہ آزاد جواب دیں

مراسیوں کی اصلیت اور خاص کر ان کے قائد اعظم شہزادہ آزاد سے متعلق مضامین کا ہمارے پاس ایک انبار جمع ہو گیا ہے۔ ان تمام مضامین میں تاریخی حیثیت سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مراسی ہندی نژاد ہیں انہیں قرشیت تو کیا عربیت سے بھی کوئی نسبت نہیں ان تمام میں سے ”جدید الشیوع قریشیوں کی تاریخی حقیقت“ ایک جامع اور مفصل و مہین مضمون ہے۔ اور علی التسلل ان کے دعویٰ قرشیت کی بدلائل قاطع تکذیب کر رہا ہے حال ہی میں جو مضمون ہمیں موصول ہوا ہے وہ مراسیوں کے قافلہ سالار نام نہاد شہزادہ کی ذات خاص سے متعلق اور عجیب و غریب معلومات کا انکشاف کرتا ہے، اس میں مشائخ الیہ کی اخلاقی و معاشری حالت اور اس کے عادات و کردار پر وسیع واقفیت کی بنا پر کھلی ہوئی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور مراسیوں کے معتمد رہنما کے حصص حصین تہذیب و شناسائی کے دروازوں کو پوٹ کھول دیا گیا ہے جس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ایک معمولی سے معمولی فہمیدہ و سمجھ کا انسان بھی دم بخود رہ جاتا ہے۔ چونکہ اس کامن و عن شائع کرنا بھی ہم تہذیب کا خون کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس لئے قبل اس کے کہ ہم اسے جوں کا توں ہی قلب قرطاس پر رکھ کر منظر عام میں لائیں شہزادہ صاحب سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل سوالات کا مفصل جواب دیں تاکہ پبلک کو حقیقت و اصلیت سے آگاہی ہو۔

۱۔ ان میں کچھ جلد گزشتہ اسلام ہو چکے اور کچھ عیسائی،

اگر خاموشی رہی اور کوئی جواب نہ دیا گیا۔ تو ہم یہ سمجھ لینے میں حق بجانب ہوں گے کہ سوالات سے متعلقہ مراسلت بنی برصداقت اور بلاشبہ صحیح ہے۔ اور ان پوست کندہ حالات کی اشاعت سے ڈھول کا پول کھول دینے کے لئے ہم مجبور ہوں گے۔ ہم مراسی برادری کے اس فرضی شہزادہ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ”قرشیت“ کا دعویٰ تو رہا بالائے طاق ان کی ذاتی پوزیشن بھی بہت نازک ہو گئی ہے۔ لہذا اپنے جھوٹ موٹ دعویٰ سے انہیں بہت جلد ہاتھ اٹھایا جانی چاہئے۔
(ایڈیٹر)

سوالات

- (۱) کیا آپ وہی شہزادہ آزاد ہیں جن کا اصلی نام برکت علی ہے؟
- (۲) کیا آپ بخش نامی مراسی سمہریالی پوستین کے لڑکے ہیں؟
- (۳) کیا وزیر پیکر ٹل پاس کرنے کے بعد آپ سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں داخل ہوئے؟
- (۴) کیا لالہ امر ناتھ ہیڈ ماسٹر سکول نے آپ کو اپنے سکول سے نکال دیا۔ اگر نکال دیا تو آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ تھی؟
- (۵) کیا آپ ریل گاڑیوں میں سرمہ فروخت کرنے کا کام کرتے رہے؟
- (۶) کیا آپ نے کبھی محکمہ ڈاک کی ملازمت کا ارادہ کیا؟ اگر کیا تو کیا اس میں ناکام رہنے کی وجہ بیان کر سکتے ہیں؟
- (۷) کیا آپ ہولی کے تیو ہارول میں کسی قسم کی مخصوص خدمات انجام دیتے رہے؟
- (۸) کیا آپ کبھی جوگینہ بھیس میں راول پنڈی کے کسی خاص محلہ میں چکر لگاتے رہے؟
- (۹) کیا آپ کی کلائی بر (D. V.) کے حروف کندہ ہیں۔ اگر کندہ ہیں تو ان سے کیا مراد؟
- (۱۰) کیا آپ تحریک عدم تعاون میں شریک ہوئے؟
- (۱۱) کیا کسی باغیانہ تقریر کے سلسلہ میں عدالت نے آپ کو ایک سال کی سزا دی؟
- (۱۲) کیا اخبارات میں سیالکوٹ کی (کالی بھیر) کے عنوان سے کبھی مضامین شائع ہوئے؟ اگر ہوئے تو کیا آپ بتائیں گے کہ ان کا کیا مطلب تھا؟
- (۱۳) کیا آپچی مکروڑیڑھ سال قید کے زمانہ میں کانگرس آپ کے گھروالوں کا قیدی سے ادا کرتی رہی؟
- (۱۴) کیا آپ بتائیں گے کہ رائل پور کی (قوم سدھار) کمیٹی کا شیرازہ بکھر جانے کے کیا اسباب تھے؟
- (۱۵) کیا آپ کبھی کانگرس کے خلاف زہر بھی اگلتے رہے؟

- (۱۶) کیا ڈسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن کے دوران میں آجے..... کے خلاف تقریریں کیں اور اسکا کیا نتیجہ ہوا؟
- (۱۷) کیا آپ نے کبھی امن عام میں خلل انداز ہوئی یادداشت میں ایک سال کیلئے نیک چال چلن سے کسی ضمانت لی گئی؟
- (۱۸) کیا کریڈٹ کو آپ پٹو سوسائٹی کا مقصد من موئی صورت میں آپ کو کبھی چھ ماہ کی مہلت لینے کی ضرورت پیش آئی؟

ضعیف مور کند دعویٰ سلیمانی

ذیل کی فارسی نظم ہمارے محترم بزرگ مولانا غلام غوث صاحب صدیقی گورنمنٹ پشترے ارسا
فرمائی ہے امید ہے کہ ناظرین کرام! ہمیں کے نکات و رموز خصوصی سے خاص طور پر مدد و افراط کریں گے،

زمانہ خائفِ عتبت شدہ زنجیرنگی دروچہ نادورہ کارلیت جملہ پیش نظر
پریدہ رنگِ رخ راستی چو پشته زباد کرشمی شہنشیہ وقت و زعر تاج لبر
تمیز نیک و بد از صفحہ زمین مفقود سکندر ری خور د از سفلاں ناکو گوہر
کبت طعنے لذت ہی زند بر سید دشمن خزان بچن شد ز خوبی منظر
منودہ فخر شرف بوم برہائے سعید پیاز گندہ بگوید بعنبر اذ قرش
منودہ یستی رونق خورشید از گلشہ کشیدہ ژالہ بہ دور از علو خود لشکر
خیال دیو کہ جبریل وقت من ہستم ہنک ہنک کند جسد از رہ جوہر
ضعیف مور کند دعویٰ سلیمانی ازیں گذر کہ بگویم ز جملہ نادر تر
رذیل لورئی ناچیز گشتہ است قریش بریں خیال ز نختہ ماہ و ہم اختر
ازیں خیال غلامی مزین در حیرت
مجبور چو قرب گلشن شد اجل بود بر سر

(بندہ غلام غوث غلامی پشتر قریشی صدیقی از گوجرانوالہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۸ء)

لے ٹیٹا پان ملے ٹھوکر لگا کر ٹھوکرے کا گرجانا سے اندرائیں کہ سرگین جمع گشتہ و مزملہ کہ فاکر وہ و بجاست و جا
انداندہ - لے تیز بو - لے خور نق - قصر کا نام ہے جو نعمان بن منذر بادشاہ عرب نے شاہزادہ بہرام گور کیلئے
تعمیر کرایا تھا - اسکا مہار سنا رہی تھا - پانچ برس میں تیار ہوا اس وقت شان اور خوبی میں تمام دنیا میں اسے برابری
عمارت نہ تھی لے غیلوں کا بھونپڑہ لے سرگین شتر و گوسپند و بودوش - بندی یلگنی غ لے یعنی پچھا ویشترم باشد
سرود کو و لدا لگو چھا ہم گلشہ اند - و پچھے خریف و لطیف و نازک ہم آمدہ بیہی را سی اور دوم ہیں - لے ایک
بھونڈنی ہو جو برسات کے موسم میں اگر لہلہ پیدی کی گولیاں بنا کر لے جاتی ہے - اور گلاب کے پھول پر بیٹھنے سے جاتی ہے،

تقریر و لکچر

سید اس مسعود آؤاب مسعود صاحب پیادہ بالقبا ناظم تعلیمات حیدر آباد دکن نے "جامعہ خواتین ہند" کے تقسیم ہند کے جملہ منعقدہ، اجون مشورہ میں وطنی زبانوں میں تعلیم کے فوائد و محاسن پر جن پیش قدمیاں لایا گیا، بہر فرح وہ اس قابل ہیں کہ ان کی بار بار اور کثرت کے ساتھ اشاعت کی جائے تاکہ ملک اور اہل ملک اس کی گونا گوں لطافتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملے، معنون طریق اور صفحات کافی، اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ناظرین القریں کو اس کی پچیسویں سے محروم رکھا جائے، فلہذا بعض ضروری حصص درج ذیل کئے جاتے ہیں،

چند سی الفاظ کے بعد آپ نے فرمایا، کہ

آپ کی جامعہ میں تین بڑی خصوصیات ہیں جن کے جمع ہو جانے سے یہ جامعہ ہندوستان کے تعلیمی ادارات میں عدیم المثال ہو جاتی ہے، پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک شخص واحد کی کاوش اور ایثار کا نتیجہ ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کا مقصد اہل ملک کی اس صنف کو تعلیم دینا ہے جس کی قدرت میں اور صرف اسی کی قدرت میں یہ امر ولایت ہوا ہے کہ ہماری اُمیدہ مندوں میں خصائل نیک کی افتاد ڈالے، تیسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ جامعہ ہمارے اہل وطن کی اس خصوصیت جانشانی کا ایک مادی نتیجہ ہے کہ تعلیم کو قومی بنیاد پر قائم کیا جائے، اور اسی بنیاد کو واقعی ایک عاتلانہ بنیاد کہہ سکتے ہیں،

میں اس دن کا منتظر ہوں، جبکہ ان دونوں جامعوں کے دروازوں سے ہونہار بھلی نہیں زور علم سے آراستہ ایسی استوار طبیعتیں اور سچے غم دلوں میں لئے ہوئے دنیا میں ذمہ رکھینگے جن کے بغیر کوئی بڑا کام جسے دوام حاصل ہو میں نہیں آسکتا، اس جامعہ کے طلبہ نہیں کہ اپنی نبت یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ایک فوج کے اعضاء ارکان ہیں جن کی خاص خدمت جہاد کہیں بھی وہ ہوں ہمیشہ یہ رہیگی کہ جہل و فساد کی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہیں، جو آج کل اس ملک میں جہاں ہم پیدا ہوئے ہیں جید نقصان کا باعث ہو رہی ہیں،

جس وقت بھارت کے کسی مدرسہ کا معلم اپنے شاگردوں کو حساب کا یہ آسان مسئلہ

کہ دو اور دو چار ہوئے ہیں انگریزی زبان میں سکھانا ہے اور اسی طرح ایک فرانسیسی معلم ہی بات فرانسیسی زبان میں اپنے طلبہ کو بتاتا ہے تو یہ دونوں معلم اپنے شاگردوں کو اپنی اپنی قومی تعلیم دیتے ہیں، باوجودیکہ تعلیم کا معنوں واحد ہے، پس جو بات کہ دنیا کے اور حصوں کے لئے مفید ہے وہی ہندوستان کے لئے بھی مفید ہے، ایک ایسی زبان میں تمام علمی مضامین کی تعلیم جاری رکھنی جو ملک سے چہ ہزار میل دور کے ایک ملک کی متوہن ہے، اور اس کے ساتھ یہ خوش بھی کہنی کہ انہی تعلیم کو قومی تعلیم بنایا جائے سخت ناواقف ہے، خواہ حالات ہم کو انگلستان سے کیسے ہی خلگور اور قریب کے واسطے سے وابستہ کرتے ہوں، لیکن انگلستان کی زبان کا ہماری مادری زبان بن جانا ناممکن ہے ایسا ہی ناممکن ہے جیسے ہم اپنی جلد کا رنگ بدل ڈالیں، جبکہ ہم کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی چھ سو برس کی حکومت میں خاص مسلمانوں کے دار الحکومت میں عوام انسان کی زبان فارسی نہ ہو سکی تو پھر وہ کونسی دیں ہے جس سے ہم یہ باور کر لیں کہ اتنی ہی صدیوں کی انگریزی حکومت میں جو ایک مشہد امر ہے یہ عجیب نتیجہ پیدا ہو جائیگا کہ ہندوستان کے باشندے اپنے بزرگوں سے میراث میں ملی ہوئی زبانوں کو ترک کر کے ہندوستان کے موجودہ اتفاقی حکمرانوں کی زبان قبول کر لیں گے، میں آپ سے صاف صاف پوچھتا ہوں کہ ان دو زبانوں یعنی ہندوستان کی زبانوں اور انگریزی زبان میں کونسی ہمارے لئے زیادہ مستقل اور دوامی ہے، میرے سوال کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ ہندوستان کے لئے ہندوستان ہی کی زبانوں کو زیادہ مستقل اور دوامی سمجھا جاسکتا ہے، اگر یہی بات ہے تو پھر عقل سلیم اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم میں سے وہ لوگ جو دل سے مستثنیٰ ہیں کہ تمدن اور عیش و آرام کی دنیا میں اپنے ملک کو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ اور منزلت پر دیکھیں تاکہ اس بات کی کوشش کریں کہ اپنے طریقہ تعلیم کو اسی مبنیاد پر قائم کریں جس میں دوامی استحکام کا وصف پایا جاتا ہے،

اب تک ہم نے انگریزی زبان کو اپنے بچوں کی دودھ پلائی بنا رکھا تھا اس غلط یقین کی بنا پر کہ ہماری مادری زبانیں یعنی ہندوستان کی مہتمم باشندہ زبانیں ایسی جادو اور حقیر میں کہ ہمارے بچے ان کے دودھ پر کافی طور سے پرورش نہیں پاسکتے، مگر یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اب ہم وقت پر بیدار ہونے شروع ہو گئے اور ہمارے ملک کے بہترین دانشور اس بات کو سمجھ گئے کہ اگر ہم اپنے بچوں کا تدریسی کے ساتھ علمی و اخلاقی نشوونما پانا منظور خاطر ہے تو اس غیر ملک کی آٹا کے دودھ کو اپنے بچوں کے لئے نہنا مایہ پرورش سمجھ کر جاری رکھنا درست نہیں ہے،

ایک قوم کی خداداد قابلیتیں صرف اس قوم کی مادری زبان میں پورے طور پر بار آور ہو سکتی ہیں اس اعتبار سے ہمارے طلبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے تمام مضامین کا ان کو انگریزی میں پڑھایا جانا مفید ہو سکتا ہے باوجود دیگر سائنس کے اعتبار سے جو رشتہ جرمانی زبان اور انگریزی زبان میں ہے، وہ بہ نسبت اس رشتے کے جو انگریزی زبان اور ہندوستان کی زبانوں میں ہے، کہیں زیادہ قریب کا ہے۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنائے رکھنے سے ایک نقصان یہ پہنچ رہا ہے کہ ہمارا ملک جو ذاتوں کی کثرت سے پہلے ہی نفاق کی مصیبت میں مبتلا ہو رہا تھا، اس میں ایک نئی ذات اور اضافہ ہوتی جاتی ہے، ہمیں وہ لوگ شامل ہیں جو الجھڑ تو انگریزوں سے اختلاف نسل و تمدن کی بنا پر غیر ہیں اور دوسری طرف اپنی قوم اور نسل سے اس بنا پر غیر ہو گئے ہیں کہ اپنے بلند پایہ تہذیب و تمدن اور نازک خیالات کو اپنی ہی قوم کی زبان میں ادا کرنے سے قاصر ہیں، انھیں ہے کہ تمام ہندو دنیا میں صرف ہندوستان ہی ایسا ملک ہے جہاں کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مسابا کا اعتراف کرنے میں مطلق شرم نہیں آتی کہ وہ ایک غیر ملک کے ادبیات کا علم ان ادبیات سے زیادہ رکھتے ہیں جو ان کے اسلاف کے پیدا کردہ ہیں، یہ بدتمت لوگ اس اصول سے واقف نہیں ہیں کہ کوئی جو اپنی ہی تہذیب و تمدن کی عزت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ دنیا کی نظروں میں کسی طرح کی عزت پیدا نہیں کر سکتی اور کوئی قوم اپنی تہذیب و تمدن کی عزت اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اس زبان کی عزت نہ کرے، جس میں وہ تہذیب و تمدن محفوظ ہے،

جاپان کے معاشرتی اور تعلیمی حالات پر غور کرنے سے مجھے دریافت ہوا کہ اس ملک میں بامیں اپنی بچوں کو عمدہ طریقوں پر تسلیم دینے میں بڑی مدد کرتی ہیں اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جس زبان میں وہاں بچوں کو علم سکھایا جاتا ہے وہ ان بچوں کی ماؤں کی زبان ہے، انھیں ہے، انھیں ہے کہ ہندوستان میں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اسوائے چند مخصوص گھروں کے اس قسم کا مفید اور مسرت خیز شغل ماؤں کو اس وجہ سے نصیب نہیں ہے کہ زبان جو ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے متعلق ہے، وہ ماؤں کے لئے ایک غیر زبان ہے،

انگریزی زبان میں تمام مضامین کی تعلیم دینے سے ایک ضروری شرط شروع ہی سے پیدا ہو جاتی ہے کہ ہمارے مدارس میں جس قدر طلبہ داخل ہوں وہ لازمی طور پر غیر زبان سیکھنے کا خاص ملکہ رکھتے ہوں، لیکن سوائے ہمارے دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس نے اپنے طریقہ تعلیم کی بنیاد اس قسم کی غلط شرط پر رکھی ہو،

القریش مفتہ دار کربنکی تجوڑ

پہی خوانِ قریش کے خطوط کا حصار

(۱)

مکرمی ایڈیٹر صاحب القریٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج ماہ جولائی کا القریٰ موصول ہوا، رسالہ نہایت چمپ ہے اس وقت اے اس کو دن دو لی رات چوگنی ترقی دے آمین، ترقی اشاعت کے لئے کوشش کرونگا، نیز میری بھی دلی خواہش ہے کہ رسالہ مفتہ دار کو دیا جائے، جہاں تک ہو سکے جلد مفتہ دار کرنے کی کوشش کیجئے، برادران قریش کو اس کوشش میں آپکی خاص مدد کرنی چاہئے، والسلام
ڈاکٹر، محمد یامین قریشی و ذان ساز الیکٹرونیٹل اسپتال، سکھر

(۲)

جناب مکرمی زاد العطاء، السلام علیکم، القریٰ کا مفتہ دار ہونا میں قوم کی بیداری پر محمول کرتا ہوں میں دل سے خواہاں ہوں، کہ القریٰ مفتہ دار ہو اور جلد ہر اس شخص میں کچھ پیش کرنے کی بھی کوشش کرونگا، یہ آپ پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ قومی کام ہے، اس میں حصہ لینا ہر مرد و عورت پر واجب ہے، انعام اللہ قریشی، ریاست بیکانیر

(۳)

مکرمی پمپلسی، السلام علیکم، القریٰ کا مفتہ دار ہونا نہایت ہی ضروری ہے تحفظ نسب ناموں کے لئے سر توڑ کوشش دوکار ہے، میں انشاء اللہ قلعے جو کچھ مدوجہ سے ہوگی کرونگا، اپنے برادران کو خریداری پر آمادہ کیجئے، ایڈیٹر، والسلام، احقر عبدالحق قریشی بیڈ کلرک

(۴)

جناب ایڈیٹر صاحب، السلام علیکم، مجھ پر معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ اور بزرگان قریش ایک اہم قومی ضرورت کا احساس فرماتے ہوئے القریٰ کو مفتہ دار کرنے کی کوشش میں ہیں، خدا کرے یہ تجوڑ کامیاب ہو، میں بھی مقدور ہر وسیع اشاعت میں حصہ لوں گا، محمد امین عباسی شیخ گورنمنٹائی سکول پنڈراؤنڈا

(۵)

مکرمی ایڈیٹر صاحب، السلام علیکم، القریٰ کے مفتہ دار ہونے سے برسوں کام مہینوں اور دنوں میں ہو سکتا ہے، پانچ خریداران ذیل (نام درج نہیں کئے گئے، ایڈیٹر) کے نام رسالہ جاری کروں اور قریشی سے عرض کر دیں کہ ہر ایک بھائی کم از کم پانچ پانچ خریدار ضرور ہم پہنچائے والسلام، بندہ محمد رمضان ماناؤا

حالت میں لیتے ہیں، اندر دست کا یہ کوئی بہترین طریق نہیں ہے، اور اگر المحفرت کو فَاِنَّ خِفْتُمْ اَلَا تَقْدِرُوْا فَاِحْدَثُوْا کا مشا پر کرنا موقوف ہے تو ضروری تھا کہ اعلان سے قبل وہ حالات کا کیا یَسْبَغُ معاملہ کرتے، بلکہ ایسے احکام کا اجرا کوئی مستحسن فعل نہیں، بلکہ استخفاف مذہب کی اسل ہے، لیکن میں ہرگز ہرگز یقین نہیں کہ غازی مدوح نے اس قسم کا کوئی اعلان کیا یا کر نیوالے ہوں، بہر حال تفصیل کا انتظار ہے،

مخالفین کا استہزاء

بعض ہندو جماعتیں اور اخبارات جو اسلام کو بدنام کرنے اور مٹا دینے پر ادوار کہاٹے جٹھے میں رقیباً مخالفت کا کوئی پہلو فرو گذاشت نہیں ہونے دیتے، سنگھتی اخبارات جو پہلے ترکی کے اسلام پر ٹھکے ارادری تھے اب افغانستان کی جانب متوجہ ہوئے ہیں اور غازی امان اللہ خان پر ہیبتیاں اڑا کر مسلمانان ہند کو طعن دے رہے ہیں، ہما شہر تلپ ان لال جھکروں میں سب سے پیش میں ہے، چنانچہ ۲ اگست کی اشاعت میں وہ لکھتا ہے، کہ

افغانستان کے چٹان اب بوٹ سوٹ پھنس گئے، مسجد میں باقاعدہ مینڈ بچتا ہے، ملک ثریا پردہ اور ایک سے زیادہ شادیوں کے طلاف پر چار کر رہی میں، ہر ایک چٹان کو حکم مینڈ پھنسی پڑی، جب فرما زو ائے کابل مسجد میں باجا بجا سکتا ہے اور باجا نماز میں مارچ نہیں ہوتا تو ہندوستان کے مسلمانوں کی نماز میں خالی باجہ کی آواز سے کیسے خلل ہوتا ہے، اب وقت ہے کہ ہمارے مسلمان بیانی بھی ٹھنڈے ال۔ سے اس پر د چار کریں گے ۱۱

تلپ کا یہ استہزاء انگیز طعن کسی نیک مشورہ پر مبنی نہیں، بلکہ اسلام اور احکام اور مسلمانوں کے مطالبات پر ایک زبردست چوٹ ہے، فرزند ابن اسلام کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کو استہزاء کا موقعہ ہی نہیں، اور اس کی صرف یہی صورت ہے، کہ اسوۂ حسنہ کی سختی سے پابندی کی جائے، قرآن و سنت سے بیگانگی کا نتیجہ،

عام مسلمانوں کا اکثر غرض رسم و رواج کا پابند ہو گیا ہے، رسومات اور بدعات نے سنت اور شریعت کی جگہ لی، یہاں تک کہ شریعت مطہرہ کا چہرہ رسومات کے گرد و غبار سے دھک گیا، پہر کہاں ہے، وہ اسلام جو ہماری تمام کامرانیوں کا متکفل اور انتم الاعلون بنانے کا ذمہ دار تھا، اس رسمی اسلام کو دیکھ کر فیضی کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے،

اگر حقیقت اسلام در جہاں نیست ہزار خندہ زند کفر بر مسلمان

ہم نے درحقیقت آئین الہی مخالفت کی، رسومات کو اسلام سمجھا، لفظ نہیں تو عملاً اسلام کی تحریف کی اور جو مذہب کہ بدعات اور رسومات کے قلع قمع کرنے کیلئے دنیا میں آیا تھا، ہم نے اپنی جہالت سے اس کو تمام لغو بات کا سرچشمہ قرار دے لیا اور جو مذہب کہ اس میں رضا الہی کے خلاف ایک پاکی خرچ کر دینی کو فعل شیطان قرار دیا گیا تھا اور جس کے پیغمبر نے پانی جیسی عام چیز کو وضو جیسے دینی کام کے لئے ضرورت سے زیادہ خرچ کر دینے کو ناجائز اور ہر اسراف قرار دیا تھا، آج اس مذہب اور اس پیغمبر کے سپرد اور متبعین میں سے صرف ہندوستان کے مفلس مسلمان یعنی اورشادہی کی رسومات پر سالانہ اٹھائیس کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں، مگر وہ قوم اپنی اس بربادی کا احساس کیونکر کر سکتی ہے جس کی مذہبی روح فنا ہو چکی ہو اور جس سے ذوق احساس رخصت ہو چکا ہے، ۱۔

بخاکِ ہند نوائے حیات بے اثر است
کہ مردہ زندہ نہ گردد و نمیشد داد و

تفصیل کے لئے مختلف اخبارات و رسائل سے اقتباس کر کے ذیل کا نقشہ درج کرتا ہوں،

مسلمانان ہند کے اس سالانہ دلاوت	۲۰	۸۷	۷۷	۶۷	۵۷	۴۷	۳۷	۲۷	۱۷	۰۷
مصارف رسم دلاوت
سالانہ ختنوں کی تعداد
مصارف رسم ختنہ
شادیوں کی رسم پر
اموات کی رسم پر
گیارہویں کی رسم پر
میزان	۲۸	۳۶	۴۷	۵۷	۶۷	۷۷	۸۷	۹۷	۱۰۷	۱۱۷

اٹھائیس کروڑ کی اس عظیم الشان رقم کا بسیاں حصہ بھی اگر ہم اپنی اصلاح میں خرچ کریں تو ہماری قوم تہڑی مدت میں ایک زندہ اور شاندار قوم بن سکتی ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہم کہڑے ہو جائیں اور دوسری قوموں کی طرح اپنی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہوں، اب بھی وقت باقی ہے اور صحیفہ خداوندی ہمیں بکار بکار کر رہا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلِرَسُولِ إِذَا عَاكَرْتُمْ بَعْضُكُم بَعْضًا
پر پختہ رکھنے والو اپنے عمل سے اللہ اور رسول کی بکار کا جواب دو، جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلاتا ہے،

جو ہمیں زندہ کرے ،

ہم اپنی قومی اور قلمی زندگی میں کسی بیرونی شے کے محتاج نہیں ، بلکہ اپنی اندرونی دنیا کی اصلاح ہماری زندگی کی کفیل ہو سکتی ہے ، فطرت کی اس اُن قانون کو قرآن نے ان سادہ مگر بلیغ الفاظ میں دہرایا ہے :
 اِنَّ الدِّينَ لَا يَنْفَعُ مَا لِقَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اِسْمِہٖم اس وقت جبکہ غیر قومیں کارزار زندگی اور کنٹکشن حیات کے وسیع میدان میں اپنی قوت کے ساتھ دوڑ رہی ہیں ، اگر مسلمان یونہی بیکار اور غافل بیٹھے رہے تو بہتیں اور سستی کے مسلمانوں کی طرح صفات تاریخ سے ان کا نام ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا ، اور اپنی موت سے قرآن کی اس صداقت پر شہادت دینگے : اِن لَیْسَ لَیْسَانِہٖم اِلَّا مَاسَعٰی ، انسان کو سب کچھ عمل سے ہی ملتا ہے ، عمل کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا ، نا معتبر دیا یا اِنَّمَا ذَاکُمُ الْحَبْوِبُ الْمَرْحُوْبُ الْمَرْسِیَاں ،

اپریل گذشتہ میں ڈاکٹر محبوب عالم صاحب لدھیانوی اور سکریٹری جمعیۃ المریسیاں کے مابین جو خط و کتابت ہوئی ، گذشتہ اشاعت میں اس کے اندراج کا ہم وعدہ کر چکے ہیں ، اگرچہ بعض حالات کی موجودگی میں اب اس کی اشاعت کی ضرورت نہ تھی ، لیکن اس خیال سے کہ ناظرین منتظر ہو گئے ، ڈاکٹر صاحب کا ایک خط اور اس جواب احباب کی واقفیت کے یہاں نقل کرتے ہیں ، دیکھو :
 لدھیانہ ۲۶ ، ۱۰ اپریل ۱۳۷۶ء

خدمت گرامی جنرل سکریٹری جمعیۃ المریسیاں پنجاب ،

جناب بندہ ! السلام علیکم ، آپکا چلیج اخبار سیاست ۲۵ ، ۱۰ اپریل میں پڑھا ، جس میں آپ مجھے بحث کی دعوت دیتے ہیں ، میں بحث کے لئے تیار نہیں ، اس لئے کہ میں قریبی ہوں اور تم مرہی ہو تم سے بحث کرنا میرے لئے ہنگ کا باعث ہے ، تمہارے خلاف اخبارات میں مضامین لکھنا تمہاری لئے شہرت کا ذریعہ ہے ، اس لئے میں اس سلسلے کو بند کرتا ہوں ، ماں اگر تحریری بحث کرنا چاہو تو بسم اللہ شروع فرمائے ، فی الحال آپ اپنی فریضت پر ایک مضمون لکھ کر میرے پاس بھیجیں ، کہ آپ کب سے قریشی بنے ؟ اور کینہ کون بنے ؟ ہمارے باپ کی اولاد ہونے کا فخر تم کو کیسے حاصل ہو گیا اور آپ شہزادہ کہاں کے ہیں ؟ کونسی مملکت کے وسیعہ ہیں ؟

میں تحریری بحث کے لئے تیار ہوں ، آپ بحث کی جرات کرنے سے پہلے یہ خیال کر لیں ، کہ

”اگ گرز کی طاقت ہے مہر می خامہ کے اندر

ہمس گرز سے البرز کو بھی سید مہ بادوں“

خدا کے لئے قرشیت برجم کرو، مراسیوں پر رحم کرو اور خود اپنے آپ پر رحم کرو، تم اپنے کو قرشیت ثابت نہیں کر سکتے، مراسیوں کا بیڑہ کیوں غون کر رہے ہو اور خود کیوں بدنام ہو رہے ہو ۵

اس خط کا جواب ملاحظہ ہو، وہوذا

"از دفتر جمعیتہ القرشین پنجاب لاہور، بخدمت جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب زادہ عنایتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ احوال آنکھ آپ کا کارڈ موصول ہوا، مختصر جواب یہ ہے کہ دلائل قرشیت ارسال کرنا ناممکن ہے، کیونکہ دلائل کی ایک ضخیم کتاب کی صورت میں ہیں جس کے کم از کم ۱۰۰ صفحات ہیں، اور زیر طبع ہے، ہاں البتہ اگر آپ اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں اور بحث سے احتراز کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل شرائط پر آپ اطمینان کر سکتے ہیں،

۱۔ لاہور دفتر میں تشریف لادیں، یا ۲۔ مجھے کرایہ سکینڈ کلاس بعدہ خوراک دو روپے روزانہ بعدہ کرایہ پرائیویٹ سکرٹری تہذیب کلاس لدھیانہ روزانہ کر دیں، اگر آپ سکینڈ کلاس دینے سے قاصر ہوں تو انٹر روزانہ کر دیں، بانی انجمن اور اگر دینی شرط ہر دو صوت میں یہ ہوگی کہ آپکا اطمینان ہو جانے پر آپ سے تحریر فرمادی لی جائیگی، اگر آپ بحث کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں، آئندہ اخباری اشاعت سوچ کر کریں ورنہ تمام ذمہ وادی آپ پر ہوگی، شہزادہ آذام بکٹر بانی، جنرل سکرٹری پنجاب لاہور، ۲۷ " سکرٹری صاحب جو اپنے آپ کو شہزادہ کہلاتے ہیں، کا جواب اتنا بڑا اور اس قدر بھیکا ہے کہ بس اسکینڈ کلاس کا کرایہ اور ساتھ پرائیویٹ سکرٹری بھی، اور دلائل قرشیت کی ضخیم کتاب اور وہ بھی زیر طبع، اور دعوے یہ کہ صرف ہم ہی صحیح النسب قرشیتی ہیں اور بانی سب مخلوط انسل، آہ! رسوائی، اولی لك فاو لی ثمر اولی لك فاو لی،

و عجیب واقعات،

ذیل میں دو واقعات جو بالکل تازہ اور انہی ایام میں وقوع پذیر ہوئے ہیں، ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کئے جاتے ہیں، ان سے معلوم ہوگا کہ تغیر عالم کے ساتھ ساتھ طبائع اور اعتقادات میں گہرا انقلاب ہو رہا ہے تو واقعات بھی بالکل نزلے اور انوکھے ظہور میں آئے لگے ہیں، پہلا واقعہ تو پرآز مبالغہ معلوم ہوتا ہے، البتہ دوسرا بالکل سچا اور حیرت انگیز ہے،

نغمہ الرحمن بنارسی کا بیان ہے کہ مصافحہ بنارس میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے، اس ریاست کے رئیس کی لڑکی بیاہ ہوئی اور عیالات نے اس قدر طویل کینچا کر اس کے جانبر ہو سکی کوئی امید نہ رہی، علاج معالجہ ترک کر دیا گیا، اتفاقاً ایک سا دھوٹا لیا اور اس کے علاج سے لڑکی اچھی بھلی

ہو گئی، اس نے رئیس سے کہا کہ فلاں مقام پر جو باغ ہے، ہمیں ایک کوٹھی تعمیر کرائے اور ہمیں صاحبزادی کو رکھیں۔ وہ نہ وہ پہر جاری ہو جائیگی کوٹھی تیار ہو گئی اور لڑکی وہاں رہنے لگی، دفعۃً لڑکی غائب ہو گئی، چند دنوں میں کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا، ایک دن رئیس کا ایک نوکر مانپٹا کا منپٹا آیا اور بیان کیا کہ میں نے صاحبزادی کو فلاں مقام پر دیکھا ہے، رئیس یہ سنکر مع خشم و اثم پہنچے اور لڑکی کو مردہ پایا، جب وہ اسکی لاش کو اٹھا کر موٹر میں رکھنے لگے تو اس کے ایک پاؤں میں سوئی چبھی ہوئی نظر آئی وہ سوئی نکالی تو لڑکی زندہ ہو گئی مگر ساتھ ہی سخت اذہبی چلنی شروع ہوئی، تاریکی چھا گئی، اسی حالت میں سادھو بھی وہاں پہنچ گیا، اور ایسے عجیب و غریب کرشمے دکھائے کہ سب لوگ بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو سادھو اور لڑکی کا وہاں نشان تک نہ پایا،

ڈاکٹر فریٹھی محبوب عالم صاحب لدھیانوی کی ایک مراسلت اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ ۳۰ جولائی بروز منشنہ بارہ بجے دو پہر سلمان ایک جنازہ کے ہمراہ قبرستان گئے، تین چادر آدمی اہل ماستہ چوڑا ایک پگ اندھی سے گزر رہے تھے کہ ان میں سے اچانک ایک کی نگاہ قبر کے ایک سوراخ پر پڑی اس طرح کا قطر تقریباً دو فٹ بابت تھا، سوراخ کے اندر ایک انسان فی اہتہ حرکت کرتا ہوا دکھائی دیا شخص مذکور دہل گیا اور کانپتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اس حیرت منظر کی اطلاع دی، ساتھیوں نے مذاق سمجھا، مگر جب دیکھنے والے نے یقین دلایا تو اس کے ہمراہی بھی قبر کے قریب آئے، اتنے میں اہتہ پر نمودار ہوا جس پر مہندی لگی ہوئی تھی، اور اہتہ فزا ہی قبر میں گم ہو گیا، ان چار معززین کی شہادت پر تمام جو جنازہ کے ہمراہ تھے، قبر کے ارد گرد جمع ہو گئے، مگر کن بلایا گیا، لوگوں پر دہشت طاری تھی، قبر کی کھدائی شروع ہوئی، ابھی تھوڑی سی مٹی نکالی تھی کہ گو کہ کن ڈر رہا، لوگوں نے دوبارہ حوصلہ دلا کر قبر کھودنے پر آمادہ کیا، جب کھودی گئی تو رد آدمی حوصلہ کر کے اور اپنی زندگی سے بے پروا ہو کر اس میں اتر پڑے، اتفاق سے دو قبروں کی کھدیں ملی ہوئی تھیں، اذہبیت کھلی جگہ تھی مگر بالکل اذہبیت تھا، اور کچھ نظر نہیں آتا تھا، ایک شخص نے بسبب اس پر ٹھہری اور جی کرنا کر کے کھد کی طرف منہ کر کے دیکھا تو ایک زندہ اور محرک انسان کو ایک کونے میں دیکھے ہوئے پایا، وہ شخص بھی ڈر گیا اور فوراً باہر آ گیا، دوسرے آدمی کو ساتھ لیکر پہر قبر میں اترا، دونوں نے اس انسان کی بازو کو مضبوطی سے پکڑ کر باہر کھینچا تو ان کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی، جب ایک نے جوان عورت محمد سے باہر نکلی، جس کے جسم پر لٹھے کی صرف ایک چادر تھی، باہر آتے ہی اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا، عورت کے چہرہ خاص قسم کی دہشت طاری تھی، پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی، عورت دفتر خلافت میں پہنچائی گئی، اس کی کسی بات کی سمجھ نہیں آتی، کبھی ہنسی ہے اور کبھی رونے

لگتی ہے، کبھی خود بخود بے معنی سی گفتگو کرنے لگتی ہے، کبھی بے اختیار باہر کو بہانے لگتی ہے، عمر ۲۶، ۲۷ برس کی معلوم ہوتی ہے، کانوں میں ایک طرف بالیاں پڑی ہیں، میاں تاج الدین کے دو لنگدہ پر موجود ہے، نہ معلوم کب سے یہ عورت اس حالت میں قبر میں پڑی تھی، بغیر ہوا کے ان کا زندہ رہنا سخت مشکل ہے، کبھی زندگی میں اگر دھوپ کی تمغی اور ہوا کی بندش ہو تو دم گھٹنے لگتا ہے، لیکن یہ عورت بند اور پھر قبر میں کیونکر زندہ رہی، یہ خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں ان سے عبرت و معظت کا سبق حاصل ہوتا ہے لیکن ان ان فرعون بے سامان ان واقعات سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا، فاعْتَبِرُوا یا اولی الابصار،

بزم قریش

۱۱، جن معاذین کرام سے توسیع اشاعت کے لئے بذریعہ مطبوعہ مراسلات اپیل کی گئی ہے وہ توجہ فرمائیں ہفتہ وار اشاعت کے لئے پانچ سو خریداران کا مطالبہ زیادہ نہیں، اگر آپ قوم کو طرح طرح کی شکوک سے بچانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اس کا ہفتہ وار ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو ہمارے ان خطوط پر توجہ فرمائیے، ادھر اسے مطالبہ کے موافق خریداریہم پہنچانے کی کوشش کیجیے،

۲، جن برادران قریش کی خدمت میں ان کی خواہش یا کسی دوسرے سیائی کے ایما یا دفتر کی طرف سے از خود نمونہ کے پرچے بھیجائے جا رہے ہیں، وہ حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قومی میگزین کی اعانت قبول فرمائیں، تین روپے سالانہ یا ہر ماہوار کوئی حقیقت نہیں، اگر ڈیڑھ پائی روزانہ کے اس اشارے قومی حالات درپراہ آسکتے ہیں تو دینے نہ کرنا چاہیئے،

۳، مخدومی قاضی شاہ ولی صاحب کوئیل برادران قریش کے نام حسب ذیل پیغام بھیجئے ہیں، اور وہ یہی کہ چونکہ ان دنوں قریش پر ناپاک حملے ہو رہے ہیں، اس لئے قوم کی متفقہ آواز میں گویا اور اثر پیدا کرنے کے لئے توسیع اشاعت انقریش میں خاص کوشش کی ضرورت ہے، لہذا میں جلد برادران مندرجہ صفحہ ۳۸ انقریش مطبوعہ جن کی خدمت میں اتناں کرتا ہوں کہ خریداری سے ہرگز انکار نہ کریں، معمولی رقم نہ رہے یا بصورت ہفتہ وار ہر ماہوار کا خرچ بڑی بات نہیں ہے، ہم خردا ہم ثواب کا مصداق سمجھ کر قوم کو مرحومین منت بنائیں اور سالانہ کو ہر ماہوار سے ہفتہ وار کرنے میں اعانت کریں، ادبھی اتفاقی اخراجات آخر کرنے ہی پڑتے ہیں، ایک یہ بھی سہی، امید ہے کہ میرے محترم بھائی میری اس عرضداشت کو قبول کر کے شکور کریں،

(۴) ایسے برادرانِ قریش کے اساتذہ گرامی اور بفضلِ بچے مطلوب ہیں، جو کم و بیش ۴۰ روپے یا اس سے زیادہ ماہوار آمدن رکھتے ہوں، اصلاحی امور سے انہیں دیکھی اور علمی ذوق ہو، لہذا قائم کرام اپنی اپنی مہلکات کی بنا کر ایسی فہرستیں مرتب کر کے ہمیں بھیجنے کی تکلیف فرمائیں، ہم چاہتے ہیں کہ ان قریش کی سوچا پس کاچیاں ہر ماہ برادرانِ قریش کی خدمت میں سنوئٹہ پہنچائی جائیں اور بذریعہ خطوط اعانت کی خواہش کی جائے، عجب نہیں کہ پانچ سو خیرداران کے مطالبہ میں سے ایک کافی تعداد اسی طرح میسر آجائے، احباب کو مشن کریں اور ترتیبِ فہرست کے وقت تذکرہ امور کا سہا ظ ضرور رکھیں،

(۵) جن برادران کا سال خریداری میں اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے، وہ بدنامتِ برادرانہ اپنا اپنا پناؤ چندہ بذریعہ سنی آرڈر بھیج کر شکوہ کریں، اور نہ وہی پلی کی وصولی کے لئے تیار ہیں، خدا نخواستہ کسی وجہ سے کسی صاحب کو آمیزہ اس کا جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فقر کو اپنی منشا سے مطلع کریں،

مِحْرَ الْعُقُولِ اِیْجَادَات

دُانایانِ یورپ نے ایجاد و اختراع اور سماجی میں وہ مِحْرَ الْعُقُولِ ترقی کی ہے کہ کمال ہے، وہ باتیں جو ہماری عقل و فکر سے باہر ہیں، انہوں نے حقیقت کر دکھائی ہیں، آہنی انسان کی ساخت اور پیرس سے مہلی انسان کا سا کام لینا، اصل نشیمنوں کی ایسی ایجاد جو آسمانی و دیگر مختلف النوع مناظر سے محو حیرت کر دے، چڑیا کی طرح انسان کے ارٹے کی مشین کی اختراع، یہ سب مِحْرَ الْعُقُولِ اور عجیب باتیں کمالِ صنعت کی جیتی جاگتی تصاویر ہیں اور اب تو صنعت گری کے اس انتہائی کمال کو زوال کا اندیشہ ہے، کیونکہ عروجِ کمال پر خلافِ عقل اور خلافِ فطرت ہے، ہر کمالے زوال کا مقولہ، انہی تجربات و مشاہدات کی یاد تازہ کرنا ہے، ذیل میں کمالِ صنعت کی خبریں حج و لائٹ کی تازہ دُاک سے موصول ہوئی ہیں، ناظرین کی واقفیت کے لئے درج کی جاتی ہیں، دیکھو!

عجیب و غریب آلہ پرواز پٹر کا رابٹ موس نامی ایک موجد نے ایک ایسا آلہ پرواز ایجاد کیا ہے، جسے آدمی اپنے کندھوں سے باندھ لیتا ہے اور چڑیا کی طرح پتھر سے اڑ جاتا ہے، اصول پرواز وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو عطا کیا ہے، یعنی پروں کو پتھر سمجھا کر فضا میں بلند ہو جاتے ہیں،

آسمان اُتر کر زمین پر آگیا، ایک عجیب و غریب ایجاد عمل میں آئی ہے، اس کا نام ہے "پینی ٹیرم" یا "سیارِ خفا" ایک بہت بڑے سفید گنبد میں رات کے وقت کا آسمانی منظر برپا کر دیا جاتا ہے، جرمنی ۱۴ شہروں میں اس ایجاد کو ہسٹنل کیا گیا ہے، دہلیا، دہلی نے بھی اس کا ایک نمونہ منظر دیکھا ہے، اور آئینے نے بھی دو ماہ کے لئے ایک نمونہ

طلب کیا گیا ہے اور آئندہ موسم سرما کے آغاز میں اس کا مظاہرہ کیا جائیگا، حکومت روس بھی اس امر میں کمی سے پیچھے نہیں رہی، اس نے بھی ایک نمونہ ماسکو کے لئے منگایا ہے، "سیارہ خانہ" ایک بہت بڑا آلہ ہے، ایک بڑا سا سنڈر ہے جس کے دونوں سرے گول ہیں، ان دونوں گول سروں کو اندر اور سنڈر کے اندر بھی ۱۱۵ خلی بننے ہیں،

آسمان کا حقیقی منظر جب یہ آرنقب کر دیا جاتا ہے زہد بی شیشے جادو کی لالین کی طرح ستاروں کی کشتیاں سوچ چاند اور دوسرے سیاروں کو ایک سفید کپڑے کے گنبد میں منکس کر دیتے ہیں، یکس اس قدر کامل اور یکساں ہوتا ہے کہ جب کمرے کو تاریک کر دیا جاتا ہے آدمی مدھم روشنی کا عادی ہو جاتا ہے تو ستارے بالکل صلی آسمان کی طرح دکھائی دینے لگتے ہیں، دیکھنے والے آدمی پر خود فراموشی کا سا عالم طاری ہو جاتا ہے اور وہ بھول جاتا ہے کہ میں ۹۰ فٹ کے کپڑے کے گنبد کے نیچے کھڑا ہوں بلکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ میں کپلے صاف آسمان کے نیچے استاد ہوں جس کے ستارے جگمگ کر رہے ہیں، مبین کا کمال یہ ہے کہ ایک بچہ جو جب مٹی آسمان کے مختلف مقامات اور حصوں کا منظر براب کرتا ہے، ایک سوچ بڑے ذریعہ سے آپکو قطب شمالی کے آسمان کی سیر دکھاتا ہے اور قطب جنوبی کا آسمان اپنی نگاہوں کے سامنے لے سکتا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم اس آسمان کو دیکھیں، جو اس وقت قطب جنوبی، قطب شمالی یا امریکی پاکس اور دکھائی دے رہا ہے تو وہ ایک بٹن دبا کر آپ کی آواز کی ٹھیکیں کر دیگا، یہی نہیں بلکہ ۲۷ ہزار سال آئندہ تک کے مناظر چند سنڈل میں سپن کر دینے کا دعویٰ ہے اور اسی طرح گذشتہ ہزاروں برس کے آسمان کا مشنی بھی دکھایا جاسکتا ہے، سوچ کے گرد چاند کی گردش کے مختلف مدارج اور زمین کے گرد گھومنے کی مختلف مدتیں بھی کپڑے پر آواز دی جاسکتی ہیں، ان مناظر کے برپا کر نہیں اتنی تیزی سے کام لیا جاسکتا ہے کہ سال پہر کی گردشیں چند سکندوں میں رافع ہو سکتی ہیں، مصنوعی آدمی باتیں کرتا ہے، ایک مشینی انسان، ایجاد کر لیا گیا ہے، جسے ٹیلی وکس کا نام دیا گیا ہے یہ مرہم عقول کسی کام کر سکتا ہے، ٹیلی فون کا جواب دیتا ہے اور ٹیلی فون سسٹم میں عام طور پر جو مطالبے کئے جاتے ہیں، ان کی تعمیل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا پیا کیا ہوا انسان تو نسایاں کا مرکب ہے، لیکن انسان نے جو آدمی بنایا ہے اسے حتیٰ اوسع غلطی کے ارتکاب سے بچا لیا گیا ہے، یہ موجدین کا دعوئے ہے، ٹیلی فون میں جب کوئی غلط نمبر بھارتیگا تو ٹیلی وکس صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دیتا، ٹیلی وکس کو زیادہ مفید بنانے کے لئے اسے زبان بھی دیدی گئی ہے، آپ جس زبان میں اس کو بلانا چاہیں، وہ اسی زبان میں جواب دیتا،

اجب تم تعجب!

دَعَا بَا ز فَتَا ل

(ایک تاریخی افسانہ)

تاریخ عالم کا مشہور سہ... مشفقہ کا زمانہ تھا، سلطان مراد اول کا لشکر جو ارض فوج و مسرت سی
چھ امیدان قزوہ میں خیمہ زن تھا، جس کو بھگاردی زبان میں گیرزن کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یہاں سواروں
تک خیمہ و بارگاہ میں نظر آتی تھیں اور باہمی النظر میں یہ گمان ہوتا تھا، کہ کوئی نئی سبقت آباد ہو گئی ہے، اس لشکر
پے در پے منازل طے کر نیکیے بعد ذرا آرام کرنے کے لئے اس جگہ فرسٹ ہو گیا تھا،

چھوٹے سے دریا سے شیعہ کے دونوں کناروں پر خیمے نصب تھے جس کا صاف و شفاف پانی عثمانی
فوج کے جزو لا ینفک بار برداری کے شتروں اور سواروں کے دھواؤں کی پٹیاں بچانے کا کام دیتا تھا،
برخیہ و بارگاہ کے قتبے پر ممالی کس آدیزان تھا جس پر اسلامی علم پہرے لے رہا تھا، فوج کے لشکر
کی شاندار و اعلیٰ بارگاہوں کے دلغوب و خوشنما مختلف رنگ کچھ ایسا دیدہ زیب اور عظمت آفرین نظارہ پیش
کر رہے تھے کہ آنکھیں محسوس جاتیں اور طبیعت کی سیر ہی نہ ہوتی،

فوج کے باطل وسطی حصے میں سلطان مراد کی بارگاہ نصب تھی جس کے چاروں طرف وہ جان ناز جمع
تھے، جنہوں نے کرمانیہ کے شاہزادوں کے خلاف جنگ میں صد اترتہ جنگ کی یابوس حالت کو فتح و نصرت
میں مبدل کر دیا تھا، سلطان کے خیمے سے دنا ہنکر گر برابر فاصلے سے مربع شکل میں چار خیمے اور نصب تھے،
جن کا مرکز سلطانی بارگاہ تھی، انہیں پہلا خیمہ سلطان حرم کا تھا، جن میں خوں و سہیلیاں بھی شامل تھیں،
دوسرا اس کے بڑے شاہزادہ بایزید، تیسرا اس کے چھوٹے بیٹے شاہزادہ یعقوب کا تھا اور چوتھا بعد میگ تیمو
تاس کا تھا، جس کے مانند جگہ جری و شجاع ہر جنگ عثمانی فوج میں کوئی نہ تھا،

عثمانی افواج کے میدان قزوہ میں پراؤ ڈالنے کے دوسرے روز صبح کو ایک قاصد مع چند محافظ،
سواروں کے فوج میں آیا اور سلطان مراد سے ملاقات کی منتاکی ای شخص شاہ لاؤر بادشاہ سرودیہ کا قاصد تھا
بادیالی کی اجانت مل گئی اور اس کو فوراً سلطان کے سامنے پیش کیا گیا، جو اس وقت اپنی بارگاہ میں نوبی جڑوں
کے درمیان گہرا ہوا قیمتی صفہ پر دراز تھا،

قاصد نے اپنے محافظ سواروں کو دربارگاہ پر بٹھرنے کا اشارہ کر کے باہنگی موہ باز قدم بڑھائے
اور عثمانی مملکت کے بادشاہ کو بعد عز و نیاز آداب بجالایا، اور ذیل کی گفتگو ترکی زبان میں واقع ہوئی،
سلطان (نوردار کو از سر تا پا دیکھ کر، اس کی جوانی و خوبصورتی کی دل ہی دل میں تعریف کر کے) تیرا کیا نام ہے؟
نوجوان! ماوشن قزلباشس،

سلطان ! کام اور مقصد ؟

مالکوش ! والا قدر ، ملخصرت ، عالی مرتبت لادہ شاہ سردیہ نے مجھے سفید علم کے ساتھ حضورؐ پر لکھنوت میں اس لئے روانہ کیا ہے کہ میں مباریات صلح طے کروں ، شاہ لادہ بھی طرح واقف ہو کہ ترکی لشکر اس کے لشکر جہاد کے مقابلہ میں لمحاظ تعداد کوئی بھی مناسبت نہیں رکھتا ، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یورپی قوا عد جنگ اس درجہ بہتر دہلی ہیں کہ جن کی برتری عثمانی فوج کی مشرتبی قوا عددانی پر ظاہر و معلوم ، تاہم شاہ لادہ اپنی وفادارہ عابا کا بلا دھرخون نہیں کرنا چاہتا اور اس لئے اس نے مجھے اسی شرائط صلح طے کرنے کیلئے روانہ کیا ہے جو ایک دہلی میں راجا مان کا پیش خیمہ ثابت ہوں ،

سلطان ! (چرسکون لہجہ میں) اسے نوجوان ، تیرافرض نہایت نغود بیہودہ ہے ، تو نہیں جانتا کہ سلطان مراد سے ایک باجگرا کی حیثیت سے علیحدہ ہو کر سادہ مانہ طریق پر گفتگو کی صلح کرنا مافی علم واقعہ کی مہک کرنا ہو مالکوش ! (دیر کیساتھ) عالی جا ! میرافرض میں نوعیت کو پیش نظر کہتے ہوئے جس کے لئے حضورؐ پر نور نے بنفس نفیس ... اور عابجا کی سہرا سی فوج نے یہاں تک سفر کرنا کی نعمت گوارا کی ہے بہت زیادہ دلیری و شجاعت کا مظہر نہیں ،

سلطان ! (غضبناک ہو کر) اسے گستاخ سردی ... اگر تیرا شباب تری سفادش نہ کر دیا ہوتا تو اس وقت صرف تیرا خون ہی ان گستاخانہ الفاظ کو دھو سکتا تھا ، جادو ہو ، اور اپنے آقا سے کہہ دے کہ سلطان مراد تجھ سے بہتر جانتا ہے کہ کس طرح دشمن کو مفتوح کر کے اس کا سر کھپا جاتا ہے ، جا ، میں تری خطا سے درگزر کرتا ہوں ، اویقین رکھ کہ میں انشا و اللہ بہت جلد پابجولاں کر کے برتسہ لے جاؤں گا ، اس جس وقت تو اس فوجی جڑاؤ سے باہر ہو جائے تو سمجھ لے کہ ہمارے درمیان عدویانہ جنگ کا آغاز ہو گیا ، اگر اپنے مالک کے پاس واپس جاتے ہوئے اٹھائے راہ میں تجھے میری فوج کا کوئی دستہ نظر آ جائے تو نتیجہ اختیار دیا جاتا ہے کہ تو ان پر برابر حملہ کر دے اور اگر تو ان پر کامیاب ہو جائے تو انہیں گرفتار کر ، قتل کر ، یا جو تری مرضی ہو اگر اس کے برعکس ناکامیاب ہو کر خود گرفتار ہو جائے تو یاد رکھ تیرا دوبارہ یہاں آنا لابی موت ہوگی جس جا ، دور ہو ، یہ ہے تیرے پیغام کا جواب ،

ماتوش کے خون میں جو من آگیا ، دنیا سیاہ ہو گئی ، و فو غضب نے سینہ میں تلاطم روح میں مہجیان پیدا کر دیا ، قریب تھا کہ وہ زبان سے ان الفاظ کا کچھہ جواب دے کہ معاً بعد بیگ تیمور تاش نے اس فوجان پر رحم کیا اور یہ درکر کہیں یہ نوجوان سلطان فاعتاب کا فوری شکار نہ ہو جائے ، اس کا بازو تہام لیا ، اور اتنا موقع ہی نہ آنے دیا ، کہ اس موضع پر مزید گفتگو ہو سکے ، چنانچہ بجلی کی طرح تیزی سے درمیان آکر وہ ماتوش کو اہتہ پچڑے سلطان کے سامنے سے ہٹا کر باہر نکال دیا ، جہاں ماتوش کا محافظ دستہ منتظر کھڑا تھا ،

تیموتامش! اسے ناجذبہ کار، جلد باز فوجوان، کیا تو نہیں جانتا، کہ شیر کی کہا میں، اتہہ ڈان کیا معنی مکتناک،
مالوشش! (اپنے تہوار کے قبضہ پر اتہہ دیکھ کر) اٹ! سلطان نے ایک باغوت و شریف ہنس بڑی
کی انہائی ہنس کی ہے اور خدا گواہ ہے کہ میں اس کا انتقام لوں گا،

تیموتامش! بے وقوف فوجوان! عمل کر کے دکھا، لفظی ذکر اسلام عمل کی قدر کرتے ہیں، اس کے بعد
اس نے بہت ہی عنایت آمیز لہجہ میں، ہنس چکی کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا، میں کسی کی غیبت نہیں کرتا
تیرے یہ الفاظ میرے ہی سینہ میں محفوظ رہیں گے، میں نہیں سلطان کے سامنے بیان نہیں کروں گا، جا جلدی
کر، اور یہاں سے روانہ ہو جا، تو نہیں سمجھتا کہ اہم وقت تو ایک سبب غار کے دہانہ پر کھڑا ہے،
بس اتنا کہہ کر تیموتامش اس خشکیوں فوجوان کو محافظوں کے درمیان چھوڑ کر ایک نوکر سے مخاطب ہو گیا،
اور اس کو ہدایت کی کہ ان سب کو فوجی پڑاؤ کے باہر حفاظت پہنچا دے،

ترکی پڑاؤ کی عظمت آفریں آبادی اور لغزب نظاروں سے مملو مقام کے باہر آتے ہی مالوش کے جذبات
پہرہ بھر برانگیختہ ہو گئے اور وہ انت لنگٹا کر تھیں کہانے دکھا کہ اگر زندگی باقی ہے تو اس سرد سلطان ضرور بدلہ
لوں گا جس نے میرا سنبھال آج اس تنگ آمیز طریق پر کیا ہے،

مالوشش! محافظ دستہ سے مخاطب ہو کر، بس اب سمجھ لو کہ جنگ کا آغاز ہے اور میں ہر مقدس ہستی کی قسم
کہا کر کہتا ہوں کہ میں کوئی بھی دستہ یا فوجی رسالہ پڑاؤ کے باہر نظر آنے سے ہم فوراً جھک کر دیں گے، اور یاد رکھو خواہ ان کی حد
ہم سے آگنی ہی کیوں ہو کچھ پر داند کرنا ابھی قسم ہم سب کو بھڑکاتی ہے کہ یا تو ہم اپنے دشمنوں کو تیرے کر کے ہلاک
کر ڈالیں گے یا گرفتار کر کے اپنے بادشاہ کی خدمت میں چلیں گے، باہر میدان جنگ میں ہم سب کی جان جائے،
تمام محافظ دستہ کی متفقہ آواز نے اس غم صمیم پر لبیک کہا اور یہ مختصر رسالہ ان پر بار بار سبزہ زاروں
اور نرمیت سخن کہہتوں سے صغیر غریب انسانی خوں کی آبیاسی ہوئی تھی گدھنے لگا،

قاصد اس کے محافظ دستہ نے مشکل سے ایک میل دستہ طے کیا ہو گا کہ انہیں دیاؤ شیطا کے دوسرے
کنا سے ایک دستہ سواروں کا نظر پڑا، آفتاب عالمتاب کی سر بلندی اس وقت نصف النہار پر تھی، اس کی
تیز چمک میں نہیں ان سب کے خوردوں پر بلانی نشان چمکتا ہو نظر آیا، اسی مختصر جہالت میں ایک سمت ایک
سوار کے اتہہ میں سلطنت عثمانی کا ہیبت شکن ملائی علم بھی ہوا میں خراتے بھر رہا تھا،
مالوشش! آ، دشمن، یہ کہتے ہی اس نے اپنے راہوار کو جنبش دی اور گہوارہ ک روشن کی تعداد
کا اندازہ لینے لگا، (باقی آئندہ)

شیم بلہوری



یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "انقریش" برائے غیری بھیجنے کی تاریخ کو با احتیاط تمام پوسٹ کیا جاتا ہے، لہذا ۲۵ تاریخ تک اگر کسی بیانی کو وصول نہ ہو تو وہ دوسرے ہفتے کی پہلی تاریخ تک دفتر سے مکمل طلب کر لیں، اس کے بعد پرم نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی،

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو فریدی ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈس کی صحت کر لیں، ورنہ عدم دہی کا دفتر ذمہ داند نہ ہوگا،

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے، ورنہ جواب نہ دیا جائیگا (۴) میرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے،

(۵) ناقابل اشاعت معائنہ واپس نہ کئے جائیں گے،

(۶) ہر قسم کی خط و کتابت میں شہرہ خوباری کا حوالہ دینا ضروری ہے،

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر فٹا خوباری و عدم خوباری سے مطلع نہ کریں گے، تو دوسری اشاعت کا پرم انکی خدمت میں بعینہ دی جلی بھیجا جائیگا جس کا دھوا کرنا ان کا احتیاطی و قوی فرض ہوگا،

(۸) بعیت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر اداتین روپے دو آندہ بذریعہ دی پی مقدر ہے، طلبا بشرط تصدیق ۸ روپے کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں نہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں ہوگا،

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے آنے چاہئیں،

نیا از منڈ - میجر ا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ الْقَوْمَ حَتَّى يَغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں ہرگز بدلتا ہے
جب وہ جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سَادَاتِ قُرَیْشِ کا قومی اصلاحی اور اجتماعی بہبود

رسالہ

الفرس

أَنْتُمْ رَجُلٌ فِي الْخَيْرِ وَالْإِثْرِ

جو

بِفَرْمَانِ عَالِي نِشَانِ سُلْطَانِ اَعْلُوْمِ اَعْلَا حَقَرَةِ تَاجِ دَارِ دُكْنِ ،

اَوَامَرُ اللّٰهَ اَقْبَالَہَ وَاَجَلَاہَ

مدیرینِ محروم کے کاروباری کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے ، فی پرچہ تہہ ، تاریخ اشاعت ہر ماہ کی ۱۴ ، مقام اشاعت امرتسر

فہرست مضامین

جلد	ایڈیشن	تہمید	۲۸	۱۹	نمبر	نمبر
۱	بدکار و سات میں اجواء ..	انقلاب ..	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲	فوزِ عسکری فوز ..	ایڈیشن ..	۵	۵	۵	۵
۳	حاضر محفل میلاد سے خطاب ..	جناب مشکوٰۃ مدیقی ..	۸	۸	۸	۸
۴	محمد رسول اللہ ..	جناب مولانا علام غوث صاحب ..	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۵	القریش ہفتہ وار کرنے کی تجویز ..	مختلف اصحاب ..	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۶	بزم قریش ..	ایڈیشن ..	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۷	شذرات ..	ایڈیشن ..	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۸	مراسلات ..	جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی ..	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹	بدتہذیب مرامی۔ القریش کی شکست	جناب قاضی نعیمین صاحب غامدی ..	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۱۰	جدید شیعہ قریشیوں کی تاریخی حقیقت	..	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۱۱	شہزادہ آزاد ..	جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی ..	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۱۲	نقد و نظر ..	ایڈیشن ..	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴

وہ کتاب جو اپنی خوبیوں کی وجہ سے مقبول عالم ہو کر مختلف زبانوں میں
ترجمہ ہو کر شائع ہوئی

پیامِ امین

مولانا محمد عبد قاضی صاحب { یہ لاہور کا ایک مشہور عالم دینی، فاضل دیوبند، مفتی، اور
مفتی ہیں ان کی کتابوں کا انتخاب ہی، قرآن کریم کے متعلق علمائے مغرب کی کتابوں
کیا میں؟ کتاب پاک کی نسبت دنیا کا اعلیٰ مانا کیا جائے؟ کتبہ؟ دنیا کی کس کس زبان
میں کلام پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے، اور ترجمے کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئے؟ قرآن کریم کی مجلدات دنیا میں کس کس ذرائع
سے اور کس کس جہیلوں؟ ان سوالات کا صحیح اور محقق جواب صرف پیامِ امین ہی کے اوراق دے سکتے ہیں، انہیں سب سے قریب
دنیا کے ماحولوں اور ماحولوں سے قرآن کریم کی عظمت و صداقت کی زبردست شہادت دے رہا ہے۔
حک کے تحت درکار ہیں مولانا احمد مدید صاحب ناظم جمعیت الداعیہ، خواجہ حسن نظامی، علامہ شبیر اعظمی، اور علامہ آزاد
ہیں، مولانا مدید صاحب نے جو پیغام اس کو لے کر لیا ہے، ان کی مدد سے کہ اس کتاب نے لازمی طور پر فتنہ شامیہ میں، اور عبد
حاضر کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے، پیامِ امین کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ اس کا دنیا کی مختلف جہوں زبانوں میں ترجمہ ہو چکا
ہے، اور قرآن کریم کی صداقت و عظمت پر بہترین کتاب قلم در لکھی ہے، اہمیت فی جلد ایک دوسرے، لیکن معصفتے ناظرین القریش
کے خاص رعایت کی ہے، یعنی خریداران القریش ۱۴۸ میں لے سکتے ہیں، پہلا ایڈیشن قریب الاقترام ہے جلد شامیہ
شیخ القریش احمد

بارگاہ رسالت میں ایجتا

اسے داعی اسلام	اسے ناسر تو حید خدا کا سر اسنام
اسے داعی اسلام	آرام دل ملت بیضا ہے ترانام
ہمس میں تیرے چاکر	آقا! ہمیں تبلیغ کی توفیق عطا کر
اسے داعی اسلام	پوچھنا میں گے ہر ایک بشر تک تیرا پیغام
جہا جائیں جہاں پر	پھر اپنا قتل ہو زمین اور زماں پر
اسے داعی اسلام	کب تک رہیں زندہ جی تجھ سائے ایام
ہر ایک مسلمان	موت سے پہلے دعا مانگ کہ ہو حیا عوفاز
اسے داعی اسلام	ایمان سے آغاز ہو ایمان پہ انجام
سیراب بناوے	ایمان کا پھر بادہ دیرینہ لندھا دی
اسے داعی اسلام	پیاسے میں تری بزم حبت کے محو آشام
(انقلاب)	

القریش نبی نمبر

القریش کا یہ خائن نمبر خاص بحفص اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا تھا، اس میں انھنرت
مسلمی اشر علیہ وسلم کے حالات زندگی شرح و بسط سے نظم و نثر میں دئے گئے ہیں، مضامین ملک کو
مشہور ادیب و دانش پرور حضرات کے لکھے ہوئے ہیں، جو ثبات و پختہ ہیں، آپ کی زندگی کے اہم ترین
واقعات تاریخ میں ملے ہیں، لیکن "نبی نمبر" کا انداز تحریر جدا گانہ ہے، اہمیت علاوہ محمول ۴۴
کتاب ہیکر طلب کیجی،
مینجر "القریش امرتہ" دیکھتا،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْقُرْآنُ

امرتہ

جلد (۱۴) نمبر (۸) قسط ۱۹۲۸ء ۶

۹

نُورٌ عَلَى نُورٍ

تمام انوار کا سرچشمہ اللہ علت العلل حق سبحانہ و تعالیٰ ہے، جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے
 اللَّهُ نُورٌ نُّورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (خدا زمین و آسمان کا نور ہے) ہر ایک نور جو بلند ہی دہشتی میں نظر آتا
 ہے، خواہ وہ ارواح میں ہے یا جسم میں، ذاتی ہے یا عرضی، ظاہری ہے یا باطنی، ذہنی ہے،
 یا خارجی، خداوند تعالیٰ کے فیض کا عطیہ ہے، احقرت رب العالین کا فیضان عام ہر چیز پر محیط
 ہوتا ہے، وہی تمام فیوض کا مبداء تمام جموں کا سرچشمہ اور تمام انوار کا علت العلل ہے، اسی نے
 ہر چیز کو نیت سے بہت کیا اور خلقت و جو غنائت فرمایا، اسی کی ہستی حقیقی اور تمام عالم کی قیوم
 ہے، اسوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے کوئی وجود ایسا نہیں جو بذاتہ واجب و قدیم ہو یا اس سے مستغنی
 نہ ہو بلکہ خاک، افلاک، انسان و حیوان، اشجار و مجسمہ، روح و جسم سب خدا کے عود جل کے فیضان سے
 وجود پذیر ہیں،

خداوند تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی پیدا کیا جس کو فلاسفر کی اصطلاح میں
 عقل اول کہا گیا ہے، مقصود نہیں تمام عالم کو اس واسطے سے تعبیر کرتے ہیں، اور اس کا اول واسطی

منظہر وجود باجوہ حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے، اس بنا پر حضرت احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد عالم اور سرور بنی آدم میں، آپ کو ظاہری و باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتفاع حاصل ہے آپ کا وجود باجوہ محبتہم مقربین سے اعلیٰ و افضل اور الوہیت کا مظہر اتم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن مجید میں نور اور سراج منیر رکھا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قد جاء کمر من اللہ نور و کتب مبین السکیرف سے متبارے پاس نور اور قرآن آچکا ہے جس کے احکام صاف و صریح ہیں، اور سرے مقام پر یا ایہا الذی انما ارسلناک شاحداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً، اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور بڑوں کو اس کے غضب سے ڈانٹنے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجے ہے،

جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام بھی نور ہے، چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فاصنوا باللہ و رسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما لقہم ملون خبیر، پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور نیز نور ہدایت یعنی قرآن پر جس کو ہم نے اتارا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے،

حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود نور تھا، اس پر وحی الہی کا نور وارد ہوا، تو آپ نور علی نور اور مجمع الانوار بن گئے،

مؤمنین نور فرست سے ممتاز ہوتے ہیں، چنانچہ مخر صادق و مصدق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اتقوا امن فراسة المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ اس بنا پر مؤمن ہونے کا نشان یہ ہے کہ اس انسان کی قوت متمیزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آتا جاتا ہے اور اپنی حالت میں و نبدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے اور اس میں کافی بن جاتا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخیجہم من الظلمۃ الی النور اور ایمان والوں کا حامی و مددگار ہے کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے،

دوسرے مقام پر حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے والا فرمایا، اَلْو کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمۃ الی النور باذن و بہم الی صراط العزیز الحمید، میں اللہ میں اس سب کچھ کیجئے کہ تم لوگوں کو ان کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے، اس کو ہم نے تم پر اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم

سے کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ، یعنی اس ذات پاک کے رستہ پر لاؤ، جو سب سے ذہرست اور ہر وقت اور ہر حال میں تعریف کے لائق ہے، یاد رہے کہ ظلمتیں کئی قسم کی ہیں،

- | | |
|-----------------------|-------------------------------|
| (۱) ظلمت کفر | (۷) ظلمت مجلس |
| (۲) ظلمت شرک | (۸) ظلمت بہوت و حرص و غضب |
| (۳) ظلمت جہل | (۹) ظلمت کس و عجز |
| (۴) ظلمت رسم و عادت | (۱۰) ظلمت تکبر و غرور |
| (۵) ظلمت حب | (۱۱) ظلمت استبداد و جور و ظلم |
| (۶) ظلمت افلاس و دولت | (۱۲) ظلمت فتن و منجر |
- (۱۳) ظلمت عدوان و بغیان

خبر کرو متبعین اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید و ستران حمید جیسی کتاب حکیم و فوہین موجود ہے، قرآن مجید کی پیروی کریں تو اسے جو تمام انوار کا علت اعلیٰ اور تمام رحمتوں کا حشرِ شہید ہے، ان کا دانی و حامی اور منجی من انظمت الی النور ہے، مسلمان اگر اسوہ حسنہ یا رسولین کی پیروی کر لیں اور اس وجود باوجود سے جو مجمع الانوار اور نور علیٰ نور ہے مناسب پیدا کریں تو حضرت نبی کریم علیہ السلام و اسلم باذن اسے نقل لے ان کو ظلمت سے نکال کر نور میں لاتے ہیں، ان انوار کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسلمان کسی قسم کی تاریکی میں ہے تو یہ اس کی بدبختی ہے، مسلمانوں کی فلاح و نجات اسے نور السموات والارض کی کتاب نور ہدایت اور اس کے رسول مجمع الانوار اور نور علیٰ نور کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں مفر ہے، فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر،

ناظرین توجہ فرمائیں

جن برادران کا اس اشاعت کے ساتھ سال خریداری ختم ہو رہا ہے وہ ہر مانی کر کے زچہ بندہ یعنی آرڈر ارسال فرمائیں اور نہ وصول ہونے کی وجہ سے تیار نہیں، اگر کوئی امر مانع ہو تو مطلع فرمائیں، تاکہ نقصان نہ ہو (۲) جن احباب کی خدمت میں نمونہ کا پرچہ پہنچا ہے، وہ بعد مطالعہ غشائے خریداری سے بلاپی ڈاک، اطلاع دیں، خریداری منظور ہونے کی صورت میں زچہ بندہ یعنی آرڈر بھیجیں، اگر کوئی جواب موصول نہ ہوا، تو اکتوبر کا چرچہ بندہ وصولی ہی ارسال ہو گا جس کا وصول کرنا ان کا فوری اور جمہلاتی فرض ہو گا،

(۳) جن احباب کی خدمت میں ترغیٰ اشاعت میں مدد دینے کی مطبوعہ مراسلت کے ذریعہ خواہش کی گئی ہے، وہ توجہ فرمائیں اور کم از کم پانچ پانچ خریداروں کی سیم رسائی سے اپنے قومی میگزین کی اعانت کریں، قومی مزدوریات بجز اس کے پوری ہونی مشکل ہیں،

(۴) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، تاکہ تعمیل میں آسانی ہو،

نیازمند
مینجر

حاضر محفل میلادِ سی خطا

ایک تو امشب شریک محفل میلاد ہے
سروِ عالم کی خاطر غمِ کر دل میں ذرا
عیش پر جانا تھا کل تو پردہِ تاثیر میں
تیرے خرم کے لئے مفرطہ مٹی برقی تیاں
آج کیوں سبھا آئے تو نے ہے مانندِ سراب
جس کی نیت مٹی کبھی بامِ نر تیرے پرے
باغیاں تو، باغ تو، ابل بھی تو، تھیں بھی تو
بحرِ آغوش مٹی کل تک تری جوئے میں
وے بیدہ ی کہ تیرا مصرِ دل تاریک ہو

جب گلِ ذکرِ نبی سی بھر چکے دامانِ ترا
ہے مہا نا آشنا کیوں غنچہ بستیاں ترا
آج خاکِ فرشتہ کیوں ہے نالہ عیاں ترا
یکے حاصلِ جنگیا اے سوختہ دامانِ ترا
زندگی بخش جہاں ہے چشمِ حیاں ترا
جل رہا ہے خاک میں کیوں آج وہ ایوانِ ترا
کیوں گلِ مقصود سے خالی ہے پھر دامانِ ترا
گر گیا ہو آج کیوں قطرِ شہِ سی طوفانِ ترا
عالم آج بک ہے رشکِ میرِ کنکناں ترا

چیت دانی باعثِ تغیرِ حالِ زارِ تو

شد زمین سہی بے حاصلِ چراہِ کارِ تو

مجھ سے سن تو کیوں غریقِ تلمِ خواری ہوا
طابقِ نسیاں پر دکھا تو نے کلامِ پاک کو
دائے نادانی کہ تو اپنے گستاخ کیلئے
زعیمِ باطل سے تغافلِ کیش تو نے رکھ لیا
دائے نادانی کہ تو نے کھو دیا آبِ حیات
چشمِ بنا کیوں تری دائے مثالِ شرک
مقصودِ نام سے وابستہ تری مینا
تجہ کو آئے گایاں ہی جلوہٴ وحدتِ نظر
پروردیٰ السوۃ الحسنہ سے پھر ہو کامیاب

بن گیا بندہٴ بتوں کا نوحہ کو چھوڑ کر
دیر کی جانب چلا راہِ صفا کو چھوڑ کر
موجِ صرصر کا ہوا طالبِ صبا کو چھوڑ کر
پرگس کا سر پہ ہے بالِ مہا کو چھوڑ کر
ساتی کو ترکے دامانِ عطا کو چھوڑ کر
طالبِ ظلمت ہوئی نذرِ ضیاء کو چھوڑ کر
اس کے در کی خاک بن جا ماسوا کو چھوڑ کر
طور کی جانب نہ جا عسارِ حرا کو چھوڑ کر
صبغۃ اللہ سے ہو رنگیں ماسوا کو چھوڑ کر

از سے توحید پر کن ساغ و مینا کو خویش

خود نبوش و ہم بجامِ غیر کن مہیا کو خویش

آنکھ تو کہلتی نہیں تیری وہو کیف سے
کیوں سہم قاتل نہو یہ سادگی تیرے لئے
روشنی بازو عالم رخت مذہب ہے تیرا،
پہاڑ والا ہے جسے دست و فخر ہوسٹ لئے
ہوش کر گنج در شاہوار اپنے ماتہ سے
باندھ دے ناداں خدا ٹہہ کے احرام حیاۃ
سوچ تو دل میں ذرا اب نا خدا بن کر کہاں

کار دران خویش را بہر چند از ہرن مشو

ہوش کن وہ بزم گیتی برق در خرمن مشو

ماتہ میں لیکر خدو دل سے قرآن مجید
خیر ہے تیری اسی میں دولت دل عجز سے
اسم غلم ہے یہی اے مائے عالم کہ تو
آکے میدان عمل میں قدم باذن اللہ سے
مطلع ہو کر رموز حکم لا تشریب سے
غرق ہو جائیگا تو بجائے ساحل نہ ہو
تیرا دامن پر رہیگا محو سرِ مغمو سے

پہر ہو اے حق سے تازہ گلشنِ تجسیر کر
اب رضا جوئی کو پیش مالکِ تقدیر کر
ذرتے اپنی خاکِ پاکے غیرتِ اکسیر کر
زندہ جاوید ہر اک پسیرِ تصویر کر
بے تفنگ و تیغ ہفتِ تسلیم کو تیغ کر
سحرِ غفلت سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر
دل میں عشقِ مصطفیٰ سے صد جہاں تعمیر کر

بہر دو ملت تو نخذ در ماں است اس

جلوہ انساں جوہر آمینہ ایماں استیں

اشک غم سے گلشنِ سینہ کو پہر شاہک
تو نے باندھا شوق سے جس وقت احرام مل
چشمِ دل تیری اگر اکدم کو بھی دا ہو گئی
خاکِ پاکِ سرورِ عالم کو تاجِ سرِ سمجھ
ابرِ رحمت ہو گا پر سرِ برترے سایہ ننگن
ماتہ آجائے گا پہر گنجِ صفائے کیشی تجھے
حلقہ زلفِ محمد اپنا کر طوقِ مخلو

لالہ دل ورنہ یہ نذرِ حسد اس ہو جائے گا
تو حقیقت کا جہاں میں ترجمان ہو جائے گا
تجھ پہ حالِ محفلِ ملت عیاں ہو جائے گا
اس کی برکت سے تو پہر خیر جہاں ہو جائے گا
ایک قطرے سے تو بحرِ سیرِ بحر اس ہو جائے گا
لوحِ دل سے خود نقشِ ابنِ و اس ہو جائے گا
اس اسیری میں تو آزاد جہاں ہو جائے گا

جنگلے جلوہ وحدت سے اپنی بنیم دل وید کے قابل ترا باز و سب ہوجائے گا
 این قدر از جلوہ توحید کب نور کن
 پیکر فرسودہ خود را چہ سرا بخ طرد کن
 شاکر مدیقی

محمد رسول اللہ

یہاں ازل خاتم المرسلین نکلے اورین و بر جنسین
 دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ، رانا، ہوشمند حکیم اور پیغمبر پیدا ہوئے، دنیا سدا رہتی رہی پرہ
 خود اپنے ملک کو جس میں وہ خود پیدا ہوئے نہ سدھار سکے، زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ جب تک وہ جیتے
 رہے ان کے قانون اور ہدایت کامل ان کے ملک میں جاری رہا، جب خود نہ رہے وہ قاعدہ اور قانون بھی
 نہ رہا، اب ان سب کی اس متدنشانی بھی نہیں رہی، کہ انکی زندگی کا ایک نمونہ یا دگاہ رہ گیا ہو، اگر انکو دھونڈ
 بھی تو سنی کے دھیر میں پاؤ گے،

مگر حضرت محمد الرسول اللہ پیغمبر خیر الزمان (روحی و مادی) صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نمونہ کروٹوں
 زندہ انسانوں کے اعمال کے اند یا دگاہ موجود ہے، ہر روز کروڑوں ہندو گان خدا پانچ وقت خدا کے آگے نماز
 کو کہتے ہوئے ہیں اور حضرت علیہ السلام کی مبارک زندگی کا نمونہ آنکھوں کے آگے پیر جاتا ہے، سلام درود
 کا سلسلہ جاری رہتا ہے، ہر برس میں ایک مہینہ ان کی یاد گاہ میں خدا کے روزے رکھے جاتے ہیں اور
 حضرت علیہ السلام کی پیردی پر حج ادا کیا جاتا ہے، زکوٰۃ مال دینا جاتی ہے،

اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات النبی ہونے کا یہ کیا کم ثبوت ہو کہ کسی کی زبان سے آپکا
 پاک نام محمدؐ نکلنے ہی پاتا ہے، اگر عرض تسلیم و سلام و درود و صلوٰۃ سے مجلس و مکان کو بخ اٹھتا ہے
 اور اس پر بھی بس نہیں، بلکہ نام لینے سے تمام ہمدانی جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں،
 حضرت علیہ السلام کی محبت مسلمانوں کی تو رگوں کا خون ہے، اور یہ عقیدے میں داخل ہے کہ خدا
 کے بعد آپ ساری دنیائے بہترین ہیں،

بعد از خدا، بزرگ توئی، تعہ مختصر

مگر یہ کیا عجیب معجزہ نبوی ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ بھی مسبات کو مانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا مبرا مصلح، حکیم، جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی نہیں اٹھا کسی زمانہ میں ایک یورپین اخبار میں یہ سوال چھپا اور بحث چھیڑی کہ تمام دنیا میں بہترین انسان کون ہے؟ ایک انگریز نے آنحضرت کے کارنامے گن گن کر ثابت کیا تھا، کہ وہ محمد رسول اللہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اور بس میں جواب پر تمام اسلامی اخباروں میں غلغلہ مچ گیا تھا، اللہ وہ کہ کسی پرچہ میں اس بحث میں تشریح میں درج ہوئی تھی انیس کہ اس وقت وہ پرچہ نہیں ملتا، حاصل کلام یہ کہ آپ کی ذات بابرکات وہ مجمع حسنات ہے کہ در رسول کا محبت سے اور دشمنوں کا عجز ہی میں آپ کے آگے سر تسلیم خم ہو جاتا ہے، اس موقع پر متنبی کا معصر بے اختیار زبان پرا جاتا ہے،

الفضل ما شهدت به الأعداء یعنی بزرگی وہ ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔
 مسلمانوں کے عقیدے میں آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور آنحضرت کی دعوت اسلام تمام جنسوں اور آدمیوں کے لئے عام ہے، خدا خود فرماتا ہے وارسلناک اکراماً للعالمین اسے پیغمبر مینے نمک و کل جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، فلاسفوں، حکیموں، بادشاہوں کو جانے دیجئے وہ سامنے نہیں آسکتے، چہ نسبت خاک را با عالم پاک،

تمام نبیوں کو بھیجئے، آنحضرت سب سے افضل ہیں، اور بس کا حکم، سچائی کی شرم و عیا، پورے کی عصمت، یعقوب کا مقبرہ و زہد، خلیل کا مقام توحید، یکجا جمع ہو کر آپ کی ذات تہی صفات میں موجود ہے،

لَیْسَ لِلّٰهِ بَمِثْلِهِ شَیْءٌ یعنی خدا سے یہ کیا مشکل ہے

ان جمیع العالم فی واحد کہ ساری دنیا ایک فرد میں کہپ جائے،

اسی دلیل پر آنحضرت دروحی خدا، صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا گیا ہے،

آنچه خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہمارے پیغمبر خدا ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے کہ ساری دنیا میں بت پرستی پھیلی ہوئی تھی، گناہ کے بادل انسانوں کے سر پر چھائے ہوئے تھے، کیونکہ حضرت خلیل اللہ کے بعد دنیا کی سچائی کا رنگ بھیکا پڑ گیا تھا، اس کے ضمن کا پہل مر جھا گیا تھا، خدا کی رحمت زمیں کے بسے، انوں سے روٹھ گئی تھی، اس کے جذبے اس سے غافل اس کی دنیا اس سے بیخبر گناہ اور طغیانی کے سیلاب طغیانی پر تھے، آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا،

کہو ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ ، یعنی خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہیں اس کا بھیجا ہوا ہوں ، اور ہدایت شروع فرمائی ، کہ خدا سے ڈرو ، گناہوں سے باز آؤ ،

اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ جیسے بھڑوں کے چہتہ میں ڈھیلا جا لگتا ہے ، سب بجڑے اور کاٹ کھانی کو دوڑے ، تھوڑے لوگ ایمان بھی لائے ، پر مابقی سب دشمن اور لہو کے پیاسے بن گئے ، اور سب جمع ہو کر آپ کے چچا صاحب ابوطالب کے پاس آئے ، کیونکہ بچپن میں آپ کے ماں اور باپ بی بی آمنہ حضرت عبداللہ وفات پا چکے تھے ، اور انہیں یقین دلایا کہ تمام ملک اس کے پیاسے نیچے کو جان سے مار ڈالنے پر تیار ہوا ہے ، اگر چچا کو اپنے ہستیجائے محبت ہے تو وہ اسے سمجھائے تاکہ بت پرستی کی جڑ نہ اکیڑے اور ان کے مذہب انعام پرستی کو خراب برباد نہ کرے ، چچا نے آنحضرت کو بلا کے کہا ، مگر سنو !

میرے نوجہنم ! نئے مذہب کا آمادہ چوڑو ، غم ترک کرو ، قصد سے باز آؤ ، دینہ زندگی رہتی نظر نہیں آتی ،

آنحضرت نے فرمایا ، سنو ، چچا جان ! اگر یہ لوگ سوج اور چاند آسمان سے اتار کر میرے ماتھے پر لاکھیں تب بھی میں اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا ، کیونکہ میں سچا ہوں اور سچائی شر لائے بغیر وہ نہیں سکتی ، اور رسول خدا ہوں ، خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلانا ہوں ، اوسیدہ کی رستہ پر لگا کے رہونگا ،

بارہا ان لوگوں نے قتل کا ارادہ کیا ، مگر جب سامنے آئے تو پیغمبری نور نے انکو کھینچا دیا ، اسلام قبول کر لینے والے مومنوں کو مارنا ، ایذا پہنچانا ، تکلیف دینا ، برادری سے خارج کرنا وغیرہ وغیرہ میں نازل کرنے لگے ، لیکن اسلام کا نشانہ اب نہیں تھا کہ ایسی ترشخیوں سے اتر جاتا جس کو یہ مسکرتاری ہو جاتا پرورد و کہہ کا احساس تک نہیں رہتا تھا ، افسوس آج اس زمانہ نظیر کیا نمونہ بھی نہیں ملتا ، بجز اس کے کہ کہتے ہیں ،

گذر چکی ہے فیصل بہار ہمیر بھی

خود حضرت پاک کے جسم مبارک پر وہ پلید کا فرکیچر بیٹھتا تھے ، پتھر مارتے تھے ، رستے میں گرے کھٹے کہو ، دکرہیں کانٹے پھلتے تھے ، تاکہ رات کی تائیگی میں آنحضرت اس کے اندر گر پڑیں ، یہ سب صدمے سہتے تھے اور اپنی محبت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ، تیرہ سال برابر عیتیں جھیلنے رہے اس کے بعد اپنے وطن مالد (مکہ معظمہ) سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرما ہوئے ، حالت ہجرت کا نقشہ خدا بخشنے علامہ شبلی نعمانیؒ نے بہت اچانک بیان کیا ہے ،

جب کہ آمادہ خو ہو گئے کفار قرین لاجرم سرورِ عالم نے کیا عسدم سفر

کوئی لڑکھتا نہ خفا دم نہ برادر نہ عزیز
 ایک نقطہ حضرت بود کرتے ہمراہ رکاب
 رات بہر چلتے تھے دن کو کہیں جہت سے تھو
 چونکہ سوانٹ کا انعام تبا تامل کیلئے
 تین ان رات ہی نور کے فاروق نہیں نہاں
 بیم جاں اخوف عدد ترک غذا اسخی تراز
 پاں دینے میں ہوا غل کہ رسل آتے ہیں
 لڑکیاں گانے لگیں نون میں اکرا شعار
 ماں کی آغوش میں بچے بھی بچل جانی لگے
 آل خجستہ چلے شہر سے ہو کر تیار
 رفعتہ کو کسبہ شاہ رسل آپہونچا
 جلوتہ طلعت اللہ جس جو ہو عکس فگن
 طور سے حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی
 سب کو بھتی لڑکے دیکھیں دیشرف کس کو لے
 سینے کہتے تھے کہ خلوت نگہ حاضر ہے
 ہاں مبارک تھے اوی خاکِ کریم نبوی

گہرے بچے بھی تو ہں شان سونچے سرور
 انکی اخلاص شادی تھی جو منظرِ فطر
 کہ کہیں دیکھ نہ پائے کہیں آماؤ کمنہ
 آپ کے قتل کو بچے تھے بہت طالب
 تبا جہاں عقب انہی کی حکومت کا اثر
 ان مصائب میں ہوئی اب شبِ حیرت کے سحر
 راہ میں آنکھ بچانے لگے اباب نظر
 نغمہ طبع البدر سے گونج اٹھے گہر
 نازینانِ حرم بھی نکل آئیں باہر
 زندہ و جوشن و چار آئینہ و تیغ سپر
 غل ہو ملے علیٰ خیر اناس و بشتر
 رفعتہ تار شاعی تبا ہر اک تار بھر
 آج ایک اور جھلک سی مجھے آتی جو نظر
 سیاہاں ہوتے ہیں کس اوج نشیں کے سرور
 آنکھیں کہتی نہیں کہ دواور بھی تبا ہیں گہر
 آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی مہر

صل یارب علیٰ خیر نبی و رسول

صل یارب علیٰ افضل جن و بشر

آخر کار خدا کی تائید نے یاری کی اسیچائی کا رنگ چمکا، اس کے حسن کا بھول بہاؤ دکھانے لگا
 توحید کا رخت بار آور ہوا، خدا کی رحمت جو دنیا سے اٹھ گئی تھی، پہرہ لگئی، خدا کے بندے تہوں کو چھڑ
 کر خدا کے آگے چمکے، باطل سے منہ موڑ کر جن کی طرف متوجہ ہوئے اور قیامت تک کیلئے یہ میدان
 صاف ہو گیا اور جہر لگ گئی کہ اس مذہب کے سوا باقی تمام مذاہب باطل اور منہوخ اور اڑا پڑا ٹکندہ
 کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ اب سے جو انسان اسلام کی جگہ کسی دوسرے مذہب کو دھونڈی کا
 تو یقین کر دو کہ وہ بہنکتا پھرے گا ۱۱

الغرض آنحضرت کا وجود باجوہ کسرا پا رحمت و عاطفت تھا، دشمنوں کے ظلم پر مجبوراً وطن چھوڑا

اور پہر قابو پا کر ظلم کا بدلہ لیا، بلکہ مہر و مہربانی سے پیش آئے، انسان تمام مخلوقات کو اپنی حکومت میں لاسکتا ہے، اور نہ سے چننے پر نہ سے اس کی طاقت اور فراست کو مانتے ہیں، اگر اپنی بجاپ پر اپنا سکہ حکومت جاسکتا ہے، سمندر میں غوطہ لگا کر میچ سالم نکل آتا ہے، اگر میں کو در زندہ براہ ہو سکتا ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ غیغ غیغ غضب، غصہ و خشم کی حالتیں کوئی اپنے کو کہیں سلامت بچا سکتا ہے؟ جہان تک ہم کو تاریخ، تجربہ، شاہدہ سے ہاتھ ہوتی ہے، وہاں تک جواب اس کا نفی میں ملتا ہے، کیونکہ یہ خاصیت بجز طبیعت حضرت پیغمبر آخر الزماں کے کسی فرد بشر میں نہیں رکھی گئی، در رسول خیر خواہ دشمنان، کی مثل صرف اسی ذات پاک پر صادق آتی ہے، جس قدر صفات انہی، عفو، رحیم، کرم، احسان و غیرہ ہیں سب آپ کے وجود باوجود میں موجود تھے،

ہم مسلمان جماعت آپ کی امت اور پیرو ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ کیا ہم میں بھی وہی اخلاق پائے جاتے ہیں یا ان کے حاصل کرنا بھی کوشش کیجاتی ہے؟ افسوس یہ ہے کہ اس کا جواب سچا پاس بجز نفی کے نہیں ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جسم میں شیعہ اور سنی کا نزاع عادتوں تک پہنچتا ہے، ہر مجلس میلاد میں مقلد اور غیر مقلد کی تلم و دوات برسر کار آجاتے ہیں، اور کفر کے فتوے تیار کئے جلتے ہیں، اگر سنہ مذہبی معاملات میں علم نبوی سے کام لیکر استقلال، مبرا لیت اور نرمی کا استعمال کیا جاتا، اور نفاذیت پیشکے نہ پاتی، اسلام صرف دو چیزیں پیش کرتا ہے اور ہیں،

علم کیسے قرآن مجید و شریف و عزیز، عمل کے لئے اسوہ زندگی حضرت پیغمبر آخر الزماں اگر قرآن پاک کو ہاتھ میں لیا جائے اور زندگی پیغمبر پاک کو ہر کام میں دستہ اہل بنایا جائے تو بس یہی اسلام ہے، بے لوث و دل خوش اور وہی مسلمان ہے، پکا بے لوث و آلائش، ہم تو بہت جانتے ہیں کہ خدا ایسا ہی کرے اور پہر زندہ صحابہ کرام کا عود کرے، مگر افسوس ہے کہ طبائع مجڑ گئی ہیں، افریقہ میں فساد طربت لگ گیا ہے اب اس کا علاج یہی ہے کہ رہنے، پہننے، کہانے، اپنے، محبت، انور سب کاموں میں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا طریقہ اختیار کر لیا جائے، اس کے سوا نہ کوئی علاج ہے نہ تدبیر،

مصلحت دیدن آنت کہ یاں ہمہ کار گنبد اندہ جنم طرہ یارے گیرند
مسلمانو، کے عقیدے میں یہ کہ خدا کی عبادت بھی بجز اتباع پیغمبر جابر نہیں تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا؟
کہ دنیوی ترقی بجز پیروی حضرت پیغمبر آخر الزماں کے مسلم قوم کر سکے،
نہ کیجیے اگر حسب شرع رسول خدا کی بھی طاعت نہ ہو سکے قبول
توفیق رفیق ہو، واکام عملے من ابخ الہدے،
(غلام غوث از خیر پوشندہ)

القریش ہفتہ وار کریمہ تجویز

بہی خواہان قریش کے خطوط کا خلاصہ

(۱۱)

جناب رونق صاحب زاد عنایتہ ، علیکم السلام ، القریش موصول ہوا ، مطالعہ سے کمال مسرت ہوئی ، سچ تو یہ ہے کہ بدن میں خون دورہ کرنے لگا اور حالت اس طرح ہوئی کہ کیا عرض کروں ، اگر مالدار ہوتا تو تمام دنیا و دولت اس پر قربان کر دیتا ، انسان کو ہر حالتیں اسٹراپک کا شکر کرنا چاہیے ، احمد علی صاحب میرا نام مستقل خریداروں میں درج فرمایا ہے ، القریش کو ہفتہ وار کرنے کی تجویز مبارک ہے ، میں اس تجویز کو بے حد پسند کرتا ہوں ، مجھے یقین ہے کہ اس کا ہفتہ وار ہونا قوم میں زندگی کا روح پیدا کرے گا جو بے ہوگا ، مہینوں کا کام دنوں پر آسے گا ، تبادلہ خیالات کا جلد جلد موقع ملے گا ۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ القریش کے ہفتہ وار ہوئی تاریخ سے سالانہ چندہ کے علاوہ انشاء ، استغاثی دور و پے ماہوار ادا دہیجیا رہے گا ، یہ وعدہ اس وقت تک ہی ، جب تک کہ ملازمت کے موجودہ درجہ میں ہوں ، ادا اگر خدا نے ترقی دی جس کی بہت جلد امید ہے تو دو کی بجائے پانچ روپے ، ماہانہ پیش کرتا رہے گا امید ہے کہ میرے بہائی اسی طرح ماہوار ادا دے اپنے قومی رسالہ کو ، مالی مشکلات سے بے نیاز کر دے ، ہفتہ وار کرنے کے لئے انشاء اللہ قلعے پانچ خریدار بھی ہم پر پناہ دے گا ،

معلوم ہوا ہے کہ طلحی صاحبان بھی قریش کے مدعی ہوئے ہیں ،

بت بھی آرزو کریں حسدائی کی

شان ہے اس کی کسبیرائی کی

قریشی محمد امین بخش بیہ کنش

(۱۲)

کر مغزلے جناب ایڈیٹر صاحب ! السلام علیکم ، مزاج شریف ، ہفتہ وار القریش کی تجویز نہایت مبارک اور فروریات کو پورا کرنے والی ہے اور جلد تر عملی صورت میں لانے کے قابل ہے ، اب آپ براہ مہربانی ماہ ستمبر سے رسالہ میرے نام جاری کریں ، انشاء اللہ قلعے عنقریب اور بھی خریداروں لگے گا ، والسلام

قریشی عبدالقادر منیر کرٹ آف وادھر

(۳)

مکرمی بہاُ معاصِب ، اَللّٰہمَّ عَلَیْکَ ، اَپ کے رسالہ میں جو اپیل درج ہے کہ رسالہ اَلْقَرِیش کے لئے
نئے خریدار بنائے جائیں ، میں اس کے متعلق کوشش کر رہا ہوں کہ کم از کم پانچ خریدار مل سکیں ، فی الحال
اَپ ایک پرچہ بہتہ ذیل پر جاری کر دیں ،
عبدالعزیز دہل بانی نويس ، گوردھسپور

(۴)

محرم بیائی : سلام سنون ، اَلْقَرِیش کو ہفتہ وار کرنے کے لئے مزید خریدار ہسٹا کرنے اور ہر ممکن مدد دینے
کی جو مطبوعہ اپیل ارسال فرمائی ہے ، اس کی متعلق اَپ میری تئسا سے اچھی طرح واقف ہیں ، میرے دل میں
تو شب و روز یہ آرزو ہے کہ اَلْقَرِیش ہفتہ وار ہو جائے ، مہینہ کا کام ہفتہ میں ہو آواز میں اثر پیدا ہونے کی
بہترین صورت ہے ، خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے بہائیوں کو اس اہم قومی فريضہ کی طرف متوجہ کرے
تو کچھ مشکل نہیں ، اَلْقَرِیش ہفتہ وار ہو جائے تو ہم بھی غم کے ساتھ یہ اعلان کر سکیں کہ ہماری قوم بھی بسیار
اتوار میں سے ہے اور ہمارا بھی ایک ہفتہ وار اخبار نکلتا ہے ، میں اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مقدمہ
بہر کوشش کر رہا ہوں ، والسلام ، نیازمند (ڈاکٹر) محبوب عالم ، قریشی لدھیانہ

بزم قریش

اَلْقَرِیش ہفتہ وار کرنے کی تجویز سے جمیع ناظرین کرام کو اتفاق ہے ، لیکن توسیع اشاعت کی طرف
کوئی توجہ نہیں ، دی پی کثرت کے ساتھ واپس آ رہے ہیں ، ۱۷ اگست سے ستمبر تک ۲۲ دن کے عرصہ
میں ۴۵ دی پی اخبار ہی ہو کر واپس آچکے ہیں جن میں کچھ نئے بھی تھے اور کچھ پرانے بھی ،
نئے دی پی پکیٹوں کا واپس آجانا اس قدر افسوسناک اور رنجیدہ نہیں جس قدر کہ پرانے پکیٹوں
کا ، اور وہ اس لئے کہ یہ حالات کی نزاکت سے خوب واقف تھے اور اندرین حالات انہیں وسعت اشاعت
کے لئے کوشش کرنی چاہیے تھی نہ کہ اپنے ہی تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں تھے ،
۴۵ پکیٹوں کے اجراء پر سہ ہفتہ کی پکیٹ کے حساب سے آٹھ روپے سات آنہ کی رقم صرف ہوئی جو
زیادہ قریب تین خریداروں کی قیمت ہے اور یہ نقصان ایسا ہے جس کی کوئی مافی نہیں ہو سکتی ،
اجراء دی پی سے قبل احباب کو اطلاع دیجائی ہے کہ اگر وصولی دی پی میں کوئی امر باطل
۱۷ پرانے خریداروں کے دی پی پکیٹوں سے مراد ہے ،

ہو تو دفتر کو مطلع کر دیں، تاکہ نقصان نہ ہو، لیکن یہ لوگ کچھ ایسے عجیب واقع ہوئے ہیں، کہ انہیں نہ اپنے سود و زیل کی پروا اور نہ دوسرے کے نقصان سے سروکار، خاموش رہتے ہیں اور ہم بے سبب پر مجبور ہوتے ہیں کہ کوئی امر مانع نہیں، لیکن جب وہی پی ہو پوچھتا ہے اور تین روپے کا مطالبہ جوتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں اور دفتر کے نقصان کا کچھ خیال نہیں کرتے،

متذکرہ بینا لیس پبلک کن لوگوں کی طرف سے ”اپس آئے، اس کا تذکرہ مشذرات“ میں ملاحظہ فرمائے، اور دیکھ کیجئے کہ جس قوم کے تعلیم یافتہ اور متمول گروہ کا یہ حال ہے، اس کے دن بھی کبھی پہرہ سکتے ہیں، اس خیال است و محال است وجوہ،

اگت کے رسالہ کے ساتھ ساتھ ایک مطبوعہ مراسلت معاونین کرام کی خدمتیں ارسال کرتے ہوئے خواہش لگی تھی کہ وہ ”ہفت روزہ“ کرنے کے لئے وسیع اشاعت کی کوشش کریں، اس معنوں کی مراسلت اگر ”الرائی“ ”سلم باجوت“ ”کشمیری“ وغیرہ اخبارات کی طرف سے اپنی برادری کے نام جاری ہوتی، تو یقیناً میں دن کے اندر پانچ سو خریداروں کا مطالبہ پورا ہو جاتا، لیکن الترتیش کی برادری نے ایک دو انگیز اور رقت خیز صدا کی یہ قدر کی کہ ۴۵ وہی پی واپس آگئے،

گر یہی ہے اس گلستاں کی ہوا
شاخ گل اک روز جو نکلا گئیگی،

مئی گذشتہ سے مولانا فقیر اسماعیل صاحب ہاسٹن کی ”ایک آواز“ نے نئی تحریک کا آغاز کیا، اور بعض دروہد اجباب نے خریداری دینے کا پر زور وعدہ بھی کیا، لیکن کہتے ہیں جو ایٹھ عہد میں لپڑی اترے،

مولانا کفئی شاہ صاحب نظامی نے بارہ خریداروں کی قسم ارسال کر دی، چنانچہ غیر مستطیع اجباب کے نام الترتیش جاری کر دیا گیا،

کرمی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی خود خریدار ہوئے اور ڈاکٹر محمد یامین صاحب کو خریدار بنایا،

قریشی محمد رمضان صاحب صدیقی مانا نواز نے پانچ خریداروں کی قیمت اپنی گرہ سے ادا کیا پانچ خریداروں کا اضافہ کیا،

ملاوہ ازیں حسب ذیل اجباب نے توجہ فرمائی،

(۱) قریشی عبدالرشید صاحب لائف انشورنس ایجنٹ ایک خریدار

(۲) قاضی نقیر حسین صاحب ناروتی ۳ ..

- (۳) قریشی عبدالغفور صاحب (کھڑوہ) خود
 (۴) شیخ محمد شریف صاحب فاروقی خود
 (۵) قریشی عبدالرحمن صاحب خود
 (۶) قاضی محمد صادق علی صاحب قریشی خود
 (۷) قاضی حسین صاحب سلمہ خود
 (۸) قاضی یقین الدین صاحب قریشی خود
 (۹) قریشی محمد ایزد بخش صاحب فاروقی / خود

میزان کل اٹھائیس ،

چند ماہ میں ۲۸ کا اضافہ اور ۳۰ کی کمی ، اور اس پر آٹھ روپے سات کئے کا نقصان ، ان اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے کیا جہزی سولہ تک ہفتہ وار ہونے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے ؟ اس سوال کا جواب ہمارے ان کرمفراموش کے ذمہ ہے ، جو قوم کو تو معصوم سمجھتے ہیں اور قومی کارکنوں پر غفلت دہیں نگاری کا الزام دیتے ہیں ،

اس زمانہ میں جبکہ سامان طباعت کی سب ترین گرانی اور ضروریات زندگی نے تشویشناک صورت حاصل پیدا کر رکھی ہے ، انقرضی کے اخراجات کا حساب کیا جائے تو بقایا کا خانہ عاف نظر آئے گا ، ادیبی وجہ ہے کہ اکثر ہمیں قومی اصلاح کی ذمہ داری کے جوئے کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے ، مئی سے اگست تک رسالہ دکنی تعداد میں شائع ہوتا رہا ، اور اسی مقدمہ میں قریشی برادمان کو منوختہ بیسکرو قومی حالات کی جانب توجہ دلاتے ہوئے ان سے اعانت کی خواہش کی جاتی رہی ، لیکن نتیجہ کیا ہوا ؟ ۲۸ مہادین ، کیا کسی دوسری قوم کا بھی یہ حال ہے ؟

آج ہم بابل ناخوستہ یہ ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ ہمارے ذاتی اخراجات دیگر وہ مامور اساتذہ ایک ہفتہ وار اخبار کی ایڈٹ پر موقوف ہیں ، ورنہ اس کی آمدن پر نہ ہماری ذاتی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں اور نہ رسالہ چل سکتا ہے ، لیکن احباب کی یہ حالت ہے کہ اس بے اطمینانی میں اگر کہیں کتابت کی غلطی رہ گئی تو دگنہ اور اصلاح کی بجائے کو سنے دیگر کچھ جیلپی کر دیتے ہیں ، کیا درمندان قوم تحفظ و ناموس کے لئے ان مشکلات کا کوئی صحیح چارہ کار تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ؟

۲

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی ایک حساس بہانی ہیں ، آپ کا دل قومی درد سے معمور ہے ، قومی ہستی کے خباہت کی طعنیاں اکثر آپ کو بیقرار رکھتی ہیں ، اس لئے آپ ہمہ وقت قوم کے اصلاحی امور پر غور نہیں منہمک رہتے ہیں ،

ذیل میں ہم قارئین کرام کی واقفیت کے لئے آپ کے ایک گرامی نامہ کا خلاصہ درج کرتے ہیں جس

سے آپ کے درد مندانہ خیالات کا موازنہ ہو سکتا ہے، فردت ہے کہ فرزند ابن قرین اب جہود و سکوت اور پس و مستحق کی کڑیاں نوڑ کر میدان عمل میں آئیں، انجمن قریشیان پنجاب تو جہات خصوصی منہ دل کرے اور آپ کی تجویز کی تہہ کرتے ہوئے انعقاد اجلاس کا اعلان کر دے، میں قاضی نذیر حسین صاحب فاروقی سکرٹری انجمن مذکور کی قومی ہمت سے توقع ہے کہ وہ حالات کی نزاکت کا خیال رکھتی ہوئے بہت جلد اس تجویز کو عمل میں لانے کی کوشش کریں گے،

ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "قریشیان پنجاب سے اپیل کے عنوان سے ایک مراسلت ارسال خدمت کو چکا ہوں، آج پھر کچھ کاغذات ابلاغ ہیں، میں کوئی مضمون لکھا نہیں، لیکن دلی جذبات کا ہتھکنا مشکل ہے، اس لئے کچھ نہ کچھ لکھ بھیجتا ہوں، قوم کی جسمی نے کلیمہ جہدینی کر رکھا ہے، مگر... .. ان سینہ میں دل رکھتا ہوں اور وہ دل جسے قرین کو ممتاز دیکھنے کی تمنا ہے، میں قوم کو سوا سو سال پہلے ایسی دیکھنا چاہتا ہوں، ہمارے آبا کے کارناموں پر دنیا کے اسلام فخر کرتی ہے، ہمارے لئے ان کی زندگیاں مشغول ماہ ہیں، ان سے سبق لینا چاہیے، امیر و غویب، اگوست و کالے کا امتیاز دل سے نکال دینا چاہیے، خصوصاً ہر درد سکر بہائی کو اپنے سے بہتر خیال کرنا چاہیے، تب تو چلتا ہے کام، ادنیٰ خود نمائی اور دوسرے سے خواہ مخواہ کا حسد کرنے کا مرض ہو جاتا ہے، یا قومی ضروریات پر توجہ نہیں دیتی، اس کا علاج یہ ہے کہ بڑے کی بڑائی پر لات مار دی جائے، اور اس پر ایک چھوٹے آدمی کو ترجیح دی جائے، میں کیا سے کیا لکھ گیا، گذارش یہ تھی کہ

موجودہ حالات اس امر کے مقتضی ہیں کہ "قریشیان پنجاب" کا ایک عام اجلاس منعقد ہو جس میں تحفظ حقوق اور حفاظت ناموس کے وسائل پر غور و خوض ہو اور برادران پنجاب کو ان کی موجودہ ہستی سے نکالنے اور اپنی حیثیت گورنمنٹ اور عوام سے منوانے کی زبردست کوشش کی جائے۔" (ڈاکٹر صاحب کی تجویز کے ایک ایک لفظ سے ہمیں اتفاق ہے، اتفاق رائے وقت یہی ہے، احباب اپنی اپنی رائے سے مستفید فرمائیں۔ ایڈیٹر)

عجیب اتفاق ہے کہ اسی موضوع اور اپنی خیالات کے موافق آج قریشی محمد امیر پنجاب صاحب فاروقی کراچی اور قریشی محمد رمضان صاحب صدیقی مانا نوالہ کے خطوط موصول ہوئے ہیں، اول الذکر نے اس میں ایک قابل تہد اضاہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر برس ہر روز گارمبائی اپنی ماٹھ آمدن میں سے قومی ضروریات کے لئے ایک آنہ فی روپیہ ادا کرے، تاکہ جلد کے اخراجات اور دیگر قومی امور کی انجام دہی میں آسانی ہو، وہ خود سب سے پہلے اس چندہ کی ادائیگی کیئے آمادگی کا اظہار کرتے ہیں، ان خطوط نے ڈاکٹر صاحب کی تجویز کی غایانہ تائید کی ہے، دیگر احباب کی آراء کا انتظار کیا جا رہا ہے،

شذرات

یہ اشاعت میلاد شریف سے متعلقہ دو تین مضامین کے علاوہ مخصوص قومی مضامین پر مشتمل ہے اور یہ وہ ضروری مضامین ہیں جن کا احباب کی واقفیت کے لئے درج کرنا ضروری تھا، امید ہے کہ قارئین کرام مذاکرہ کی توجہ سے انہیں پڑھیں گے اور بسیار غور و خوض کے بعد ہمیں کسی نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دیں گے،

مراسیوں کی عیاری

اور قریشیوں کا مجسّرمانہ سکوت

مراسیوں کی اصلیت سے وہ احباب جنہوں نے انقریش کے گزشتہ چند نمبر غور مطالعہ کئے خوب واقف ہو چکے ہیں، لاریب اس بات کا تاریخی ثبوت ہم پہنچ گیا، کہ مراسی ہندی نژاد ہیں، اور ان کا ایک جزو ہنوز ہندو ہے، اور جو حلقہ بگوش اسلام بھی ہو چکے ہیں، وہ بھی اگر حکمہ عین اللہ آفتاب کے سے بہت دور پڑے ہیں، ان کے افعال و کردار شریعت حقہ اور اسوہ حسنہ کے سراسر خلاف ہیں، باین ہمارا نہیں عربی المنسل اور قریشی الاصل ہونے کا دعویٰ ہے، تاریخ کو جھٹلانا اور واقعات کی تردید میں کوئی ثبوت پیش کرنا ان کے حیطہ اقتدار سے باہر اور ناممکن ہے، لیکن وہ اپنی اڑھند، اور مٹ جوائی جیت ہے کو پورا کرنے کے لئے جلد جوی سے باز نہیں آتے، نسب کو تبدیل کرنا اور اپنے باپ کو ٹکاسا جواب دیکر دوسرے باپ کی اولاد ظاہر کرنا بجائے خود ایک کفر و بدعت ہو، لیکن مراسی ہیں کہ علی الاعلان کفر و بدعت کے اس بحر بے پایاں میں غرق ہو رہے ہیں،

پچھلے دنوں ہمیں لائق پور جانے کا اتفاق ہوا، برکت علی سمبڑیالی مراسی عوف شہزادہ آزاد کی قوم سدھار کینی کے کہنڈات کے بھی دہاں کچھ کچھ نشان باقی ہیں، مراسیوں کی قریشیت کو اگرچہ عوام کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں لیکن مراسی اپنے مذموم موبہوم دعوے پر اڑے ہوئے ہیں، انہوں نے اموات و پیدائش کے کاغذات میں اپنے تئیں "قریشی" لکھ کر ناما شریعہ کر دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر موجودہ مراسی قریشی نہیں بن سکتے، تو ان کی آئندہ نسل کے لئے قریستہ صاف ہو جائے یہ ایک عیاری ہے جو گورنمنٹ اور قریشیوں سے کی جا رہی ہے،

قریشی سؤ دزیاں سے بے نیاز ہیں، تحفظ نسب و ناموس کی انہیں مطلق پروا نہیں، مراسیوں کی عقیدہ

کے عتاب و تائبخ پر فوہ برابر بھی وہ توجہ نہیں دیتے، حالانکہ مستقبلی میں ان کی شرافت نبی اعلیٰ ذاتی پر یہ ایک کاری ضرب ہوگی، امر سر کی نام نہاد انجمن قریشیان "ہند" مرحی، اس کی ڈیاں راکھ کا ڈھیر جو کے رہ گئیں، انجمن قریشیان پنجاب کی حالت مذہبین میں ذاک کی معدق ہے، اسے کچی پریشان کر رہی ہے، وہ حالات کی نامساعدت سے نالاں ہے اور فرصت کا اقتضایہ ہے کہ کم از کم قریشیان پنجاب کسی خاص تاریخ کو ایک مرکز پر جمع ہوں اور تحفظ لب و ناموس پر تبادلہ خیال کر کے مؤثر تدبیر عمل میں لائیں اور بذریعہ اردو لیکشن گورنٹ پنجاب کو توجہ دلائیں اور استدعا کریں کہ وہ مراہم یہ ارکے شرمناک حملوں اور شرانگیز پراپیگنڈے کو حکماً روک دے،

پچھلے دنوں مولانا قریشی محمد یوسف ان صاحب نے ضلع شیخوپورہ کی طرف سے انجمن قریشیان پنجاب کو سالانہ اجلاس کی دعوت دی، تقریش میں اعلان کیا گیا، انجمن مذکورہ سے اس بارہ میں خط و کتابت کی گئی، لیکن معلوم نہیں کہ انجمن کے اراکین نے کس مصلحت کی بنا پر یہ معاملہ معرض التوا میں ڈال دیا، بجا یہ کہ حالات کی نزاکت پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ اس موقع کو اہتہ سے دینا قومی موت کا مترادف ہوگا، جلسہ سے متعلق اب بھی خطوط آرہے ہیں اور التوا اجلاس کے اسباب ہم سے دریافت کئے جا رہے ہیں، لیکن چونکہ ہم خود انجمن کی مصلحت سے کما حقہ واقف نہیں، اس لئے جواب میں خاموش ہیں، کیا اراکین انجمن اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی تکلیف کریں گے؟

قوم قریش نبی حیثیت سے اقوام عالم پر نفیلت رکھتی ہے وہ مسرتاج اقوام عالم، انی جاتی ہر لیکن عہد حاضر میں مراہمیوں کی رسوائی عالم دوم اسے مخلوط انسل بنانے کے لئے نادرہ حملوں سے ہم لے رہی ہے، کسی قوم کی شرافت نبی پر اس قسم کے کینے جلے کرنا شرعاً، قانوناً اور روحاً کسی طرح مناسب نہیں، اس لئے ہم گورنٹ پنجاب سے بذور استدعا کرتے ہیں، کہ وہ مراہمیوں کے دل آزار پراپیگنڈے کے لئے انداد و تدابیر عمل میں لائے، اور ایک دیاسر کر جاری کرے، جس سے عمال صیغہ مال اور سوسپلٹی کو ہارت کر دیجائے کہ وہ مراہمیوں کو کاغذات میں قریشی لکھنے سے احتراز کریں، مراہمیوں کی تحریک روز افزوں ہے، ان کے قومی اجلاس مشمل کی بندہ چوٹیوں پر بھی ہونے لگے ہیں، لیکن قریشی میں کہ شس سے مس نہیں ہوتے، انہیں قومی احمد سے کوئی کچھ نہیں، امیر اپنی امارت کے فتر میں سرشار ہیں، وہ قومی حالات معلوم کرنا بھی کسر نشان سمجھتے ہیں اور قومی فریادیات پر ڈیرہ بائی روزانہ کا اینار بھی ان کے لئے مارجانے کے برابر ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ،

جولائے کے تقریش میں تہرم قریشی کے تحت ان قریشی برادران کی نہرست شائع کی گئی تھی جنہیں مراہمیوں کی قریشیت کے طوفان بے تیر پر توجہ دلاتے ہوئے چند خطوط اور تین ماہ متوازر سالہ نمونہ بھیج کر

ہوا کرتے ہیں، جن کا ثبوت ماتم کے شرم ناک انفا سے ملتا ہے، شرم !
 ذیل میں ہم اصل خط اور اس کا جواب جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف سے موصول ہوا
 ہے، نقل کرتے ہیں، دیکھو !

مشر محب عالم صاحب (سلام علیک ویزہ کچھ نہیں، یہ ہیں مسلمان اور پھر قریشی
 اور اس قریشی۔ ایڈیٹر) یہ خط تمہارے مفاد اور تمہاری انجمن قریشیان پنجاب کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر
 لکھتا ہوں، تم نے اور تمہارے جیسے دیگر چند سرپرستوں نے القریش میں جو مرانی قوم کو غیر قریشی
 لکھنا اور دعویٰ بلا دلیل کرنا شروع کیا ہے (ربط و ترتیب اور طرز و اداسی آموز ہے، انسوس
 ابوہمضل زندہ نہیں، داد و دیتا۔ ایڈیٹر) اور ہماری قوم کے مایہ ناز فرزند (وہی سکول سے نکلے جانے
 والے، سرمد فرزند، جوگی، اور نیک چین رہنے کی ضمانت دینے والے۔ ایڈیٹر) جناب شہزادہ آزاد صاحب کی
 شان میں گستاخی کرنا اپنا سفید بنا لیا ہے، یہ تمہارے حق میں کسی طرح اچھا نہیں ہے، تمہارا اور القریش
 کے ایڈیٹر صاحب کا مفاد اسی میں ہے کہ مرانیوں کو قریشی تسلیم کر لو (اور اسانیوں کو سید؟ ایڈیٹر)
 اور اعلان کرو کہ مرانی ہمارے بہائی ہیں (پہلے مسلمان تو بنو، ایڈیٹر) اور صحیح نسب قریشی ہیں (پر ثابت
 ہوا کہ جعلی ہیں، ایڈیٹر) اگر تم نے ایسا نہ کیا اور مٹ پر قائم رہے، تو یاد رکھو، تمہاری قریشیت (بیان
 بے غیرتے محض اور گندہ لفظ استعمال کیا ہے، ایڈیٹر) میں گہیر و بجا لگی، اور تمہاری شخصیتوں کا (چہلچ
 تار و پو و بکھیر کر رکھ دیا جائیگا، تم نے یوں ہی مذاق بنا رکھا ہے، تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم مرانی ہیں
 (سچ ہے، لاریب فیہ، ایڈیٹر) اور تمہاری قریشیت سے بھی واقف ہیں،

جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں، (کیوں نہ ہو، ایڈیٹر)
 چپ کر دہ مجھ سے جائینگے ایسے کہاں کو ہیں (خود چپ گئے، اور اظہار
 نام کے وقت گھنگٹ نکال لی، کوئی بازاری عورت ہوگی، ایڈیٹر)

تمہارا ایک امرتسری خیر خواہ،

جواب منجانب ڈاکٹر صاحب،

ان کا کلام کلک شر بار دیکھئے
 اور میری گفتار دیکھئے

امرتسری کسی امرتسری نے میرے نام ایک گناہ خط لکھا ہے، جس میں اس نے ہمیں جی بہر کر گالیاں
 دی ہیں اور بانی پی پی کر کو سا ہے اور گنبد بہکریوں سے مرعوب کر نیکی ناپاک سعی کی ہے، ایسی کینیہ حرکت
 کے جواب میں خاموشی بہتر تھی، کیونکہ

گال کبنا ہے کینے لاشاں ہے ہذا التفتیق میں یہ بیان
لیکن اس خیال سے کہ میری خاموشی سے یہ نتیجہ نفاذ کر لیا جائے کہ میں رعب ہو کر چپ ہو گیا ہوں، ان
کینہ گالیوں کا جواب چند سطروں میں شریں گنٹاری سے دیتا ہوں، محبوب

میرے غائبانہ امرتسری خیر خواہ صاحب! خدا آپ کو دانت اور ایسی کینہ حرکات سے محترز رہنے کی
توفیق دے، گنہگار خط ملا جس میں آپ نے اپنی مراہی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے، ایسی لغو حرکات کا متکب ہونا
اور اپنی بد تہذیبی کا ثبوت دینا یقیناً آپ کے لئے نام نہ مند نہیں ہے، اگر آپ میں کچھ صداقت ہوتی اور آپ کوئی
معقول اور شریف آدمی ہوتے تو اپنا نام ہی ہر کرتے اور پردہ میں بیٹھ کر زمانہ گالیاں دینے سے باز رہتے،
شکر اس بت کو جو پردے میں خدا رکھا، درندہ ایماں تو گیا ہی تھا، خدا نے رکھا

آپ مخلوط مراہی معلوم ہوتے ہیں، کینہ کو مراہی تو عدد درجہ کے تان معلوم ہوتے ہیں اور چکنی چٹری باتوں
سے دلوں کو مودہ لینا اور گانے بجانے سے خراج تحسین وصول کرنا، ہر ایک کی خوشامد کرنا ان کا آبائی پیشہ ہے
مگر انکا طرز کلام تو نہایت بیہودہ اور انکی کینگی کا مین ثبوت ہے، جس کے جواب میں آپ کو درخواست کرتا ہوں کہ
پہلے کسی سے کینگی تہذیب کا سبق پھر کہوئے زبان شکر بار دیکھئے

آپ کی قوم مراہی کے مایہ ناز و زند بکت علی مراہی المعروف شہزادہ آزاد و ممبر مالی کمیٹین میر خاں تہا کہ کوئی متعل
آدمی ہوئے اندھ کی بڑی شخصیت ہوگی، مگر اگت کے القریں میں انکی شہزادگی کا تار و پود بکھرتا دیکھ کر میری حیرانی
کی کوئی حد نہ رہی، جب محجو معلوم ہوا کہ وہ شہزادہ ہیں اور نہ آزاد، بلکہ ایک معمولی مراہی میں،

بیت شور سنتے تھے شہزادگی کا جو دیکھا تو آزاد میسر اسی بھلا
باقی راقم اکوٹ اور محترم مدیر القریں مسر کے متعلق عرض ہے کہ ہماری غم میں آپ کیوں گہٹے جا رہے ہیں؟
ابھی آپ ہماری مفاد کا فکر نہ کیجئے، آپ اپنی ذہنیت کا فکر کیجئے جو آپ کے لئے وبال جان ہو رہی ہے، اور آپ نہ گہر
کے رہے اور نہ گہاٹ کے، اگر آپ مراہی قوم کو قعودت سے اٹھا کر منزل ترقی پر گامزن کرنا چاہتے ہیں تو مشرق
زمایے، ہیں اس مقصد میں آپ سے ہمدردی ہے مگر خدا کیلئے قریش کا خوشامد گر خاد و جامہ پرستی کی کوشش نہ کیجئے
یہ لوہے کے چنے چبانا آسان کام نہیں، میرے قلم سے کبھی کفر پچ نہیں سکتا، بچے خراج اذل کی پابند نہ ملا،
آخر میں بچے آپ کو پر عرض کرنا ہے کہ اگر آپ ترشی کھانا چاہتے ہیں تو معقولیت سے بحث کیجئے، تاریخی حوالہ جات
سے اپنا حوالی منسل ہونا ثابت کیجئے، جب کہ ہماری محترم قاضی فطیر حسین صاحب فاروقی نے تہذیبی شروع قریش کی
تاریخی مصیقت کے عنوان سے ایک مبسوط مدلل مضمون شروع کر رکھا ہے اور مستند تاریخی حوالوں سے مراہی قوم کو غیر
قریشی اور مسل ہندی ثابت کیا ہے،

تو ہر کے ترشہ وہیں لانی ہزار دے ہاں وہ لٹے نہیں جنہیں ترشی اتار دی
ہر ذوق نے ماموسی، مراہی ذوق کا قریشی ماموسی (ڈاکٹر) محبوب عالم قریشی، ادھیا نو

القریش کی مشکلات

یوں تو گذشتہ چند سالوں سے ہندوستان کی اخباری دنیا کا بیشتر حصہ اپنی مالی مشکلات کا اظہار کر رہا ہے لیکن ہندوستان کے سادات و قریش کا یہ واحد اہل جن مشکلات میں مبتلا ہے وہ باعتبار اپنی نوعیت کے سب سے نرالی ہیں،

نام کو تو یہ سادات قریش کا قومی، اصلاحی اور تاریخی مہوار رسالہ ہے اور سادات قریش کی مجموعی تعداد بھی ہندوستان بھر میں سترہ لاکھ سے تائیس ہزار چار سو پچاس نفوس پر مشتمل ہے جنہیں دلیان ریاست نواب روسا، امرا، خطاب یافتہ، جاگیردار، آئینری مجسٹریٹ اور سجادہ نشین بھی ہیں، لیکن سادات کا بیشتر حصہ شیعہ المذہب ہے، جو "القریش" کو چھوٹا تک نہیں اور اپنے آپکو تاریخی ناقضت کیوجہ سے قریش سے الگ سمجھتا ہے،

سادات کا بچا کچا حصہ جو سنی المذہب ہے وہ عموماً پیری مریدی کے مشغلے میں مشغول ہے اور اصلاحی امور کا حامی نہیں، رہ سہہ کر پنجاب بشمول دہلی اور صوبہ شمال مغربی ہی میں قریش کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک سو ستانوے ہے جس پر القریش کی امیدوں کا انحصار ہونا چاہیے، ان میں افلاس کیوجہ سے قومی و مانگی اور تعلیمی پس ماندگی دو ایسی روکاوٹیں ہیں جو ان کو ابھرنے نہیں دیتیں، مزید براں سرزمین ہند میں سادات قریش غیر منظم حالت اور منتشر صورت میں ہیں، انہ کوئی شیرازہ بندی ہے اور نہ کوئی قومی نصب العین، ایسی صورتوں میں نقاد خانہ میں طوطی کی آواز کون سننا ہے،

فلک بے رحم و دماں دشمن و دلدار مستغنی

مرا بر آرزوئے دل خود خندہ می آید

جس قوم کی زندگی اور موت میں کوئی امتیاز نہیں موجود نہ ہو جو قوم عزت اور ذلت کا فرق محسوس کرنے سے عاری ہو جس قوم کا طبقہ امرا، مراہٹ بطور اناطوفاں چہ باک پر عمل پیرا ہو، وہ قوم اگر دنیا کی زندہ قوموں کی فہرست سے خارج نہ ہو، تو کیوں؟

دنیا دار انقلاب ہے اور بخیر کی مضبوطی ہر ایک کڑی کی مضبوطی پر منحصر ہے، جو قوم زمانہ کی حالت پر غور نہیں کرتی اس کا تئیرل یعنی ہے،

القریش کے سود و سپرد کے متعلق اس سے قبل مسیوین تجاویز پیش ہوئیں اور بالگ لہجہ ابن کرہہ گئیں، حال میں ایک آواز کے عنوان سے جو تحریک پیش کی گئی ہے، اس کے اہم ضروری ہونے میں کیا کلام ہو سکتا

ہے، مگر چوں زمیطلی، سخن درین است،

اگر خدا نخواست اس تحریک کا شری بھی وہی ہو، جو اس سے پہلی تحریکوں کا ہو چکا ہے، تو اندیشہ ہی کہ ہمارے مولانا محمد علی صاحب صدیقی مدیر انگریز بھی ملک کے مشہور سیاسی لیڈر مولانا محمد علی صاحب پر جہد کی طرح دھم کی قدر ناسنا سوں کی وجہ سے گوشہ انزوا اختیار کرنے پر مجبور نہ ہو جائیں، پس پانچ سو میں سے پچیس خریداران کے ہم بیو بچانے کی ذمہ داری میں اپنے پر لیتا ہوا قوم کو قوم کی حالت پر چھوڑتا ہوں،

بنارک فقیروں کا مہم بھیں غالب
تماشاے اہل کرم دیکھتے ہیں

{ گوجرانوالہ
۲۵ مئی ۱۹۷۱ء } قاضی ظہیر حسین فاروقی، ربیاء رستمی

(یہ مراسلت تحریک کا آغاز ہوتے ہی موصول ہو گئی تھی، لیکن اس کی اشاعت میں خواہ مخواہ تعویق ہوتی گئی، اول بعض ضروری مضامین نے اس کا تیر خور لے لیا، یہ اشاعت چونکہ اتفاقاً مخصوص مضامین پر مشتمل ہو گئی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس اہم مراسلت کی اشاعت بھی کر دی جائے، یہ مراسلت اگرچہ چار ماہ کی تاخیر سے شائع ہوتی ہے لیکن ہنوز تازہ اور برص ہے، احباب کچھ توجہ فرمائیں، آبادی کے لحاظ سے سو داں حصہ بھی انگریزوں کی اشاعت نہیں ہوئی، اور اگر اتنی ہی ہو جائے تو غنیمت ہے،

ہفتہ وار کرنے کے لئے ذابانی جمع خرچ کی بجائے عملی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے، اگر ہر ایک بہائی پانچ پانچ خریدار دیے کا نتیجہ کر لے، تو شروع جنوری سے ہفتہ وار ہو سکتا ہے)

دو تیر ہفتہ نوٹ

اکسیروسوزاک، سوزاک نیا ہوا یا مزہ ہر درجہ میں مفید ہے، قرعہ تک نہیں رہتا، تعویذ، فضول، تجربہ بہتر شہادت ہے، چار یوم کے استعمال سے تقریباً آرام، قیمت چار سوزاک ایک روپیہ علاوہ محصول، پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا،

اکسیروسوزاک، حب و جمع المفاصل، عرق الذی، نفوس، امد تمام بارہ دروں کا شہید علاج، عجب و آرنودہ، میسوں شہادتیں موجود ہیں، تجربہ بہتر ہے، ۱۴ یوم آرام ملی، کتا ہی در و کیوں نہ ہو، چاہ پانی سے بھی اٹھ نہ سکتا ہو، دو ہفتہ کے استعمال کو تو مند ہو جائیگا، قیمت ۴ سوزاک ایک روپیہ علاوہ محصول، پرچہ ترکیب ہمراہ،

پتہ: ہیکم ڈاکٹر سید نذیر احمد صدیقی (ایل ایم ایس ایچ) مقام قنوج بہیلہ ڈاکخانہ رامدہولی مسلمان (امرتسر)

جَدِیْثُوعِ قَرِیْشِیوں کی تاریخی حقیقت

منبر

یہ بات اظہر من الشمس ہے، کہ اسلام دنیا میں جس غرض سے آیا تھا، کہ تفرقوں اور دشمنیوں کو مٹا کر سب کو محبت اور یکجہلیت کی سلک میں منسلک کر دے چنانچہ کل مومن اخوت کی پاکیزہ تعلیم اس کا دیا ہے۔ اسلام بذات خود نثار دینے والے ہے۔

ہرمیب کہ بہت مسلمان مانتے ہیں، امتد زمانہ پر اسلام میں سنی اور شیعہ دو ایسے متضاد فرقے بن گئے، جن کے درمیان اختلاف ہی نہیں بلکہ دشمنی اور مخالفت پھیل گئی اور اس مخالفت کو جو تاریخی نقطہ نگاہ سے حقیقت اور ملکی میں اختلاف پیدا ہونے سے پیدا ہوئی تھی اور جس کو مذہب سے چنداں تعلق نہ تھا، مذہبی جامہ پہنا دیا گیا اور اسی پر سخت ابدی کا دار و مدار رکھ لیا گیا، بجا ایک اس کی ضرورت اور اس کے سود و زیاں کا زمانہ گزر چکا اور اس اختلاف کے اسباب بھی جاتے رہے، مگر مابین ہم اب تک سنی اور شیعہ دو مختلف الہیت کشیوں پر سوار ہیں،

تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اس باہمی دشمنی کا ایک نتیجہ مہینہ الاسلام بغداد کی ہیت ناک تباہی اور بربادی کی صورت میں رونما ہو چکا ہے۔

اختلاف عقائد ہی کے جگرے کی بنا پر شیعہ المذہب حکیم نصیر الدین طوسی نے ہلاکو جیسے خونخوار و خونریز کو مسلمانوں کے گہر میں بلایا، صدیوں کی اسلامی شان و شوکت کو فنا کر دیا، یادگار زمانہ تاریخی عمارت کو مہدم کر دیا، نایاب علمی خزانہ کو دجلہ میں غرق کر دیا، اور انتخاب روزگار علماء و فضلاء کو ظلم و سفاک چمگزویں کے ماتھوں سے ذبح کر ڈالا،

اس حادثہ ناجعہ پر علامہ شہر آشوب کے یہ خونبار اشارہ رہتی دنیا تک دنیا کے اسلام میں پیام ماتم دیتے رہینگے،

اسماں را حق بود گر خوش ببارد بر زمین	بر ز دال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمد گر قیامت ہی بر آید سر ز خاک	سر بر آید قیامت در میان خلق میں
دیدہ بردار ایکہ ویدی شوکت بیت الحرام	قیصرانِ روم بر سر خاک و خاقان بر زمین

خون نہ زندانِ غم مصطفیٰ شد رنجست ہم برآں خلکے کہ سلطاناں نہادند جسے جبین
شتت و افتراق کی یہ لہر اپنے وقت پر سر زمین ہند میں بھی اٹھی اور بہ تبدیلِ نوعیت اپنا کام
کر گئی۔

کون نہیں جانتا، کہ میراٹھی قوم کے افراد سنی المذہب بھی ہیں اور اہل تشیعہ بھی، پس مہاتمن
صحابہ کبریٰ اسیوں اور جن لوگوں کا جزو مذہب ہو اگر وہ اولادِ صحابہ کے ساتھ صورتِ استہزاء کے برہا
رہنے کی غرض سے حالانہ ادعاے قریشیت کی تحریک کے علمبردار اور حامی ہوں، تو بادی النظر میں ہیں
بدوں اس کے ان سے اور کس بات کی توقع ہو سکتی ہے، لیکن زنا وغیرہ تامل سے دیکھیے اور سب لہر نہنگا
ڈالے، کہ جب اصحابِ ثلاثہ کا نسب جنابِ خضر کو من محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبِ مطہر منتہی
ہوتا ہے تو پھر کیا یہ حقیقت خصوصاً مسلم کے نسبِ پاک پر بالواسطہ گستاخانہ اور بے ادبانہ حملہ
نہیں؟ غاصبہ روایا دلی الالبعکار،

غزوہ سادات کے لئے نہیں بلکہ امتیازِ رشاخت کے لئے اسلام شرافتِ نسب کو تسلیم کرتا ہی
اور شرفِ قرابت کا معترف ہے، چنانچہ امام محمد غزالی دیکھو کیمائے سعادت شرفِ باصلاحیت محفوس
ربنسب قریش نگاشتہ،

در صحیح بخاری و مشکوٰۃ و معانی محرقہ حدیث صحیح ملاحظہ شد، کہ کُلُّ نَسَبٍ وَحَسَبٍ
لِنَبِیِّ طَمَعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا النَّسَبِیَّ وَحَسَبِیَّ وَجِہِیَّ، خلاصہ آنکہ شرفِ نسب بشرطِ صلاحیت
بدینا افتخار، و دعویٰ شفاعت و قرابتِ نبوی رسدگار، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیثِ مذکور
ام کلثوم و نثر حضرت علی مرتضیٰ از بطنِ ناطقہ زہرا و جب الہ نکاح خود آوردہ،

پس جہاں تک حالات و واقعات کا تعلق ہے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اسی حدیثِ شریف کا اثر
ہے کہ دورِ حاضرہ میں بعض ہندی الاصل اقدام "بنی قریش" بننے کو خواہشمند ہیں، بجا لیکہ ان کو یہ
حدیثِ شریف بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جو شخص اپنے باپ کو چور کر دے اسکے کے باپ کو جان بوجہ کر اپنا
باپ بتائے، اس پر جنت حرام ہے، لعنة اللہ علیہ دخل النسب،

تیرہ سو چالیس کے بے عرصہ تک تو میراٹھی قوم کے افراد کو نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن نسب
سے مسلسل بے خبری، متواتر لاعلمی اور قطعاً ناواقفیت رہی مگر عدمِ تعاون کے سلسلے میں کسی مرانی
کا جیلِ آشرم نہ ہو کر آنا اور پھر ادعاے قریشیت کا راگ الاپنا، اصل طلبِ معرے کم نہیں،
سلسلہ میں جبکہ میں نیابتِ بھاگ علاقہ بلوچستان میں ابتداءً جانبین (انتظامی اور

مالی امور میں بمنزلہ نائب مقتصدار اور دیوانی مقدمات کے اختیار سماعت کے واسطے بمنزلہ منصف تھا، تو زائف منصبی کے علاوہ نیابت مذکور کا گزیر مرتب کرنے کا زائد کام بھی میرے ذمے لگا یا گیا، موت قوموں کے تاریخی حالات کی تحقیقات کے دوران میں میراثوں یعنی لوہوں کی تاریخی حقیقت کے متعلق پایا گیا، کہ وہ ہندی نسل ہیں، اور نہ صرف سندھ اور بلوچستان ہی میں بلکہ ایران اور مغربہ مشرقی ممالک میں بھی اوائل میں ہندوستان ہی سے گئی لفظ GYPSY جو انگلستان میں لوہوں کے لئے مروج ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ GYPSY یا لوری جو مصر (EGYPT) سے انگلستان اور فرانس وغیرہ ممالک یورپ میں پہنچے، وہ اصل وہ بھی ہندوستان ہی سے گئے تھے، بلوچستان و نثرک گزٹیر جلد ۶ اے متعلقہ کچھ مطبوعہ سن ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۴۹ میں

"LORIS OR GYPSIES" باہم مترادف اور متحدہ المعنی خیال کئے گئے ہیں،

ویمبر ڈکشنری مطبوعہ سن ۱۸۸۲ء جلد ۵۹۹ میں یوں مرقوم ہے،

webster's Complete Dictionary

Printed 1884 Volume 1, Page 599

Gypsy, one of a Vagabond race, whose tribes Coming originally from India, entered Europe in the 14th or 15th Century, and are now Scattered Over Turkey, Russia, Hungary, Spain, England etc. living by theft, fortune-telling, horse-jockeying, tinkering and the like.

ترجمہ، لوری ایک آوارہ گرد نسل ہے جس کے قبائل اوائل میں ہندوستان سے آئے، اور چودھویں یا پندرہویں صدی میں یورپ میں داخل ہوئے، اور اس وقت ترکی، روس، ہنگری، ہسپانیہ، انگلستان وغیرہ ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، چوری، ریل، گھوڑوں کا بیوپار اور پرانی معمولی اشیاء کی مرمت وغیرہ سے گزارہ کرتے ہیں،

اس موقع پر یہ بات خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ ان ہی لوگوں میں سے ہیں، جن کو آج سے پونے سولہ سو سال پیشتر بعد ہیرام گور لوری "نام دیا گیا، اور یہ انہی گوتوں میں سے ہیں، جن کو آج سے ایک ہزار پانچ سو پچتر سال قبل راجہ شکر والئے قنوج نے طلبداشت

برہم پرہندوستان سے ایران میں بھیجا، دیکھو سائیکلو پیڈیا آف انڈیا، مطبوعہ ۱۹۶۳ء، جلد سوم،

Cyclopedia of India, Volume III

Printed 1873

Gypsy.

Porter tells us that the words mean black-race, and is the name given to gypsies in Persia.

ترجمہ لوریوں کے متعلق پورٹر میں بتاتا ہے کہ ان الفاظ سے سیاہ نسل مراد ہے، اور لوریوں کو یہ نام ایران میں دیا گیا تھا،

اس نوم کے افراد کے چند فضائل و خصائص کا تذکرہ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزٹیر سیریز جلد ۶ بی، متعلقہ جھالاواں، مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۰۵ میں یوں کیا گیا ہے،

Baluchistan District Gazetteer Series

Volume VI B Jhalawan Printed 1907.

Page 105 :-

LORIS.

These curious Gypsy folk are scattered Throughout The Country and a number of them may be found attached to every tribe or tribal group. Those in jhalawan are known as the Sarmastaris from Sarmast whom They Claim as their Progenitor These Loris are either handi-craftsmen such as Carpenters, blacksmiths and goldsmiths, or musicians and reciters of ballads at marriage and funeral Ceremonies in the families of leading Tribesmen in whose guest-houses They also discharge the necessary menial Services. They are under the Special

Protection of the clans and tribes to which they are attached, and are very jealous of their Privileges and rights. Those Loris who are not settled, but wander about the Country, besides pursuing the occupations above mentioned, practise jugglery and their women are said to be experts in palmistry and fortune-telling. The Loris are known as rogues and vagabonds and their pretty Thieving and cheating are proverbial. The total number of Loris in the District in 1901 was 4177,

ترجمہ: یہ عجیب سیاح نام (لوری) فرقہ تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے، اداان کی کچھ تعداد ہر قوم یا برتبیہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے، ان میں سے جو حمالاواں میں رہتے ہیں وہ سرستارری کہلاتے ہیں، اپنے آپ کو سرست کی اولاد سے بتلاتے ہیں، جوان کا مورث اعلیٰ تھا، یہ لوری (میرانی) یا تو دستکار ہیں، جیسے ترکبان، لوہار، دسنا یا مفتی (گوتے) اور سرکرگان قبائل کے گھرانوں میں شادی اور ماتم کے موقع پر شعر کہنے والے، جن کے مہمان خانوں میں وہ مطلوبہ ادنیٰ خدمات بھی انجام دیتے ہیں، وہ جن قبیلوں اور گروہوں سے وابستہ ہوتے ہیں، انکی خاص پناہ میں رہتے ہیں اور اپنے حقوق و مراعات کیمتعلق متک ہوتے ہیں، وہ لوری جو ایک جگہ بود و باش نہیں رکھتے بلکہ ملک میں آواہ گرد و بھرتے ہیں، مستذکرہ بالا پیشوں کے علاوہ بھانستی اور مدارسی کے کھیل کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ ان کی مستوات ہاتھ دیکھنی اور دست بنانے میں ماہر ہیں، لوری دوم، آواہ گرد اور بد معاش مشہور ہیں، اداان کی چوٹی چوٹی چوریاں اور غابازیاں ضرب المثل ہیں، انکی مجموعی تعداد 19۱۰ء میں ضلع میں چار ہزار ایک سو ستر تھی۔

جہاں لوراں کے لوری مذہبیاں مسلمان ہیں اور ہزارائی نس خان قلات کی رعایا، مگر یہ ہے اس قوم کے افراد کی قومی سیرت کا ایک مختصر خاکہ،

بلوچستان میں لگانے کے علاوہ اگر لوہار اسناد اور ترکمان کا پیشہ ان لوگوں نے اختیار کیا، تو پنجاب میں بھی میرانی قوم کے افراد چابک سواہی، عطاری، بینڈ ماشری اور ملازمت اور ددزی لڑکی کے پیشوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں، لیکن اس سے کسی تاریخی حقیقت میں فرق نہیں آسکتا، مہندو ازم میں برہمن، کشتری اور ویش کی سیداکرنا ہی شروع دروں کے لئے واپاک اخلاق کے برابر ہے، زندگی کے گدازہ کے لئے وے لوہار، بڑھئی اور دستکاری کا کام کرتے ہوئے باورچی کا کام بھی کر سکتے ہیں، دیکھو چھوٹ اور اچھوت "مطبوعہ ۱۹۲۷ء صفحہ ۷۷، ابوالکریم گڑ پراں باب ۴۴ چونکہ تاریخ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے توسل و توسط سے اقوام و مل کی زندگی اور انکی تعلقات کی کڑیاں ازمنہ واضیہ سے ملائی جاسکتی ہیں اور اس کے ذریعہ ہی قوموں کی تاریخی حقیقت بے نقاب ہو کر اپنے اصلی رنگ و روپ میں عالم شہود میں آسکتی ہے، لہذا تاریخ کا یہ ایک ناقابل تردید فیصلہ ہے کہ سندھ، بلوچستان، ایران، ترکی، مصر، فرانس، روس، ہنگری، مسابینہ اور انگلستان وغیرہ میں Gypsy یا لوری اور پنجاب میں "میرانی"، "امیر عامی"، "دوم ڈاڈی"، "اکھریا"، "راے"، "تجھ"، "سرنائی"، "ربانی"، "نقارچی"، "مطرب"، "کادت"، "خلیفہ"، "میر"، "میرا"، "دومنا" اور کماچی ایک ہی آبشار کے متعدد فوارے ہیں، جن کا سرچشمہ ہندوستان ہی کی بھارت بھومی ہے،

پس اندر میں حالات میراسیت کو قریشیت سے اتنا ہی بُد ہے، جتنا کہ غوث کو خوشبو سے اور تاریکی کو روشنی سے، مزید براں یہ ایک کہلی صداقت ہے کہ سیکھ کذاب کی طرح میسوں یہ میان نبوت پیدا ہوئے، اور ناکام و نامراد ہے،

خلاف عباسیہ کے ایام حکومت میں تو رسالت کے علاوہ الوہیت کے دعویدار بھی پیدا ہوئے جو حقانیت کی بے پناہ تندہی کے سامنے نہ ہٹھکے اور خاتمہ کو پہنچے،

لیکن پنجاب ایک ایسا عجیب و غریب خطہ ہے جس میں کل کی بات ہے کہ ایک چنگیزی انسل نے منصب نبوت پر حملہ کیا جس کے بعد فقط انسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی باقی تھا جو خطرہ سے محفوظ تھا، اب اس پر بھی بیباکی کے ساتھ شور و گلاس گروہ کے بعض ہندو لاکھل مسلم افراد نے دھاوا بول دیا، بجا لیکہ اسلام پر معاذ کو ہمیشہ ان الفاظ میں متنبہ کرتا چلا آیا ہے،
الاے بے ادب گستاخ و بے راہ برتر از سطوتِ شانِ محمدؐ
گوہر انوار، یکم ستمبر ۱۹۷۷ء، قاضی نظیر حسین نازوقی، استونی لاریناٹو،

شہزادہ آزاد

ذیل کی نظم انڈین پنچ "بھبی کی ایک نظم سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے، جو برادرانِ قریش کی دلچسپی کے لئے بعض اشاعت اسال کی جاتی ہے، وائسٹام، محبوب لدھیانوی،

اک سہرا لیں میرا سی ہوتا	مہا بخش نام وہ کہتا	سب مرا سی بلائے فی غلو	لی جیتہ قریش اس نے بنا
دیکھانے میں تھا وہ ہرکارہ	چھٹیاں بانٹا پڑا بہتر	معتہ آپ ہو گئے اس کے	ذات کو اپنی خود بدل ڈالا
ایک بیٹا دیا دلنے اُسو	نام برکت علی وہ کہا اس کا	پڑنے کے اخبار ہی بیخیں	بھگونی الفخضر یاد آیا،
جب دوا کچھ اسے سمجھ آئی	باپ کے دل میں یہ خیال آیا	یہ کتر بیت کرنا پڑتی ہے	
اس کو پیش سکھا سو کچھ اور	مہد سارنگی میں ہل چڑکیا	جب کہنے بدلتے ہیں چوہ	
اب کوئی دوجہ نہیں ہم کو	جب ہیرویاں گر مٹوٹ	ایسے چولے بدند دالاکو	ایک شاہو نے کیا ہی خوب کیا
دل میں سوچ کر مرا سی نے	اپنے لڑکے کو مدد بھیجا	رنگریزی ہے بکے دگر بڑی	اتو اک یورپی بنا کالا،
اتو پڑھنے لگا یہ دگر بڑی	ذہن ادب کے تیز نکلتا تھا	نہ ملگی شرافت ذاتی	بولے میں کی بولیاں کوڑا
جب مل پہن کر لیا اس نے	نوکری کی تلاش میں نکلا	نہیں باد تہسین رکھ دیکھو	نیچے میں کے ذراغ کا انڈا
پر قیمت کی بدھیبی تھی،	کہ نہ بڑا یا مدعا دل کا	جیکہ بچہ نکل کے ہوتا	دیکھو میں ہی یا کہ ہے کوڑا
اب یہ سمجھے کہ ہم مرا سی ہیں		راج منی بڑی بھلا کیونکر	چوٹے کا چار کا ٹڑکا
اس لئے نوکری کا ہے گھانا		شہد سو بھی اگر کوئی سنو	بن سکے گا نہ بانس کا پونڈا

اتنے میں ہند میں چلی تحریک	حریت حریت کا شہر اٹھا	اس پر پیشل مادیق آتی ہے
تھے حضرت بھی اندون بیکہ	کام تھا اکونڑ کوئی ملتا	سینے کی کو بھی لوز کام ہوا
لگایہ آزادی کی بٹ رٹو	اسی علت میں جیل میں پہنچا	عوض ہو میری انکی عزتیں
خیرے چند ماہ منہ کٹی	ہو گئی دنگو پیر دمالی عطا	تم قرشی ہو اور نہ عربی ہو
باہر آتے ہی میں نے سرعت کو	نام کو اپنی بس بدل ڈالا	نہ حوالہ ہے کوئی تاریخی
کل تو برکت علی تھے یہ حضرت	اب جو یہ جناب شہزادہ	تم مرا سی ہو اور ہندی ہو
شاہو کا کتا کچھ خط اس کو	بن کے آندا یہ بکلا دھنا	سب اسی اندس کی پیہمیر
میں مرا سی نہیں مستریشی ہوں		انظم ہو انکے واسطے لکھی

مجھ کو محبوب لوگ کہتے ہیں
پر تخلص مستریشی ہوں کرتا

نقد و نظر

سیرۃ المحمود

اس نام سے ایک محبوب تاریخی کتاب ہمیں بغیر من ریو یو موصول ہوئی ہے جو ۱۱۸ صفحات پر مشتمل ہے
 ہیں خواجہ جہاں عابد الدین محمود کا دس درجہ سلطان بہمنیہ کی مکمل سوانح عمری کے علاوہ دکن کی خود مختار
 سلطنتوں کی تاریخ، دکن کی بیڑی و اندر کی حالت، عہد ہمایوں شاہ بہمنی، افغان شاہ کی تخت نشینی اور ملکہ
 محترمہ جہاں کی رحمتی، رائے اڈیہ کی چڑائی، جہم کوکن فتح گوادر وغیرہ تاریخی امور کا بھی نہایت خوبی کے ساتھ
 تذکرہ کیا گیا ہے، "سیرۃ المحمود" اپنی گونا گوں دیکھنیوں کی وجہ سے دوسری دفعہ شائع ہوئی ہے، اور اس کے
 اس میں سینہ قد اعلیٰ کر دیے گئے ہیں، مولف اور بعض مشہر مقامات کے فوٹو بھی دئے گئے ہیں،
 کتابت و طباعت دیدہ زیب، کاغذ عمدہ، تقطیع کتابی، عمدہ دست احباب مزدور مطالعہ کریں، قیمت
 فی جلد پھر پتہ ذیل سے طلب کیجئے،

دی حیدر آباد دیک ڈپو چادر گھاٹ حیدر آباد (دکن)

بہترین اور سستا
 ہفت وار اخبار
 حال

جو ہفتی شکر کثرت کی بھی جیسے برکت اہل علم کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے

بہارِ معرفت

یہ ننگارِ کتب خانہ اپنی فصاحت و فصیحی کے لئے دو کا بہترین اور سستا بہترین شائع ہوتا ہے
 ایسے اور خوش رنگ میں رنگ کر

روایات حاضر و غائبہ بہترین ساری مضامین اور انگریز تاریخی مضامین نہایت اعلیٰ علمی مضامین
 تاریخی انسا نے نہایت شوق و ذوق سے ان مضامین کو لکھا ہے نہایت اعلیٰ علمی مضامین، جو کہ ہر
 عہدوں کا خلاصہ مضمون ہے، رنگین اور خوش رنگ کیا جاتا ہے، کاغذ نہایت اعلیٰ، سستا
 جگہ، ہر شکر کا خوش رنگ، کاغذ نہایت اعلیٰ، سستا ہوتا ہے، زیادہ۔

پیشہ بخیر اطاعت پوسٹ بکس نمبر ۳۴ جامع مسجد دہلی

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) "القریش" ہرائیزی بیٹھ کی تاریخ کو باضیاعا تمام پرٹ کیا جاتا ہے، لہذا
۲۵ تاریخ تک اگر کسی بیانی کو وصول نہ ہو تو وہ دسکے بیٹھ کی پہلی تاریخ تک دفتر
سے مکر طلب کر لیں، اس کے بعد پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی،

(۲) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو ضروری ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع
کر کے اپنے ایڈس کی صحت کرائیں، ورنہ عدم دہی کا دفتر ذمہ داندہ ہوگا،

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے، ورنہ جواب نہ دیا جائیگا
(۴) بیرنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے،

(۵) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ کئے جائیں گے،

(۶) ہر قسم کی غلط کتابت میں سبسبب خودیاری کا حوالہ دینا ضروری ہے،

(۷) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر مشاوری خودیاری و عدم خودیاری سے مطلع نہ
کریں گے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ انکی خدمت میں بعینہ دی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول
کرنا ان کا احتسابی و قومی فرض ہوگا،

(۸) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر ادیتین روپے وہ آنہ بذریعہ دی پی
مقرر ہے، طلبا بشرط تصدیق ۸ کی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں نہ
چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا ہوگا،

(۹) مضامین صاف، خوشخط اور کاغذ کے یکطرفہ لکھے ہوئے آنے چاہئیں،

فیضانِ مہند - پیچر

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِيَدِهِ حَتَّىٰ يَغْيِرَ مَا يَأْتِيهِمْ

خدا اس قوم کی حالت نہیں پرگزرتا ہے
نہ جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سَادَاتِ قُرَيْشِ كَأَقْوَمِيٍّ سَلَامِيٍّ أَوْ بَابِجِيٍّ مَأَزِ

رسالہ

الفرس

أَنْتُمْ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالْإِسْلَامِ

جو

بِفَرْمَانِ عَالِي نِشَانِ سُلْطَانِ اَعْلُوْمِ اَعْلَا حَضْرَةِ تَاجِدِ اَرْوَكَ نَ،

اَدَامَ اللّٰهُ اَقْبَالَہٗ وَاَجَلَاہٗ

مدارسِ معرورہ کے کاروباری کے لئے خرید کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے، فی پرچہ سہ ماہی، تاریخ اشاعت ہر ماہ کی ۱۶، مقام اشاعت امرتسر

فہرست مضامین

جلد اول الفہرست تہ تیہ ماہ نمبر ۱۹۲۸ء

۱	خیریت دم شاہ جہاں شاہ	۲۷	گزارشیدہ البیہ حضرت گرامی مرحوم
۲	شدات	۵	ایڈیٹر
۳	دنیا کا سب سے بڑا محسن	۱۰	جناب مولانا الف الدین صاحب دکنوی
۴	قصیدہ	۱۵	جناب فیروز درواری
۵	آہ سہماں	۱۶	جناب قاضی فیض محمد صاحب فاروقی
۶	سجیت	۲۰	جناب شیخ غلام حسین صاحب تشکر علی
۷	نصرت اور غم	۲۱	راہ ماخوذ ۲۱، جناب سید محمد احمد صاحب
۸	ادکار عالیہ	۲۶	جناب مولانا حقیقہ علی صاحب
۹	بہرہ شناسی و تفتیش کی تاریخی حقیقت	۲۶	جناب قاضی فیض محمد صاحب فاروقی
۱۰	نقد و نظر	۳۴	ایڈیٹر
۱۱	بزم شہین	۳۶	سکریٹری محمد دریشان صاحب دیگر اصحاب
۱۲	وفاقات و ملاقات	۳۹	ایڈیٹر

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں صرف دس روپے میں
آپ کے لئے + آپ کے گھر کے لئے + ہوی کے لئے

اصلی گھڑی کو تین روپے کا ہونے پر
در عالم ہلی جی میں بی بی بی بی
قابل بد گولڈن سٹیل





۱۹۲

۱۹۲

۱۹۲

۱۹۲

۱۹۲

۱۹۲

فوت اور ایک یا دو گھڑی کے خریدار کے لئے کوئی
بہترین موقع ہے۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ بالا
بہترین گھڑیوں کو اسٹاک میں ہونا ہے اور
آپ کی فراہمی کی گئی ہو سکے۔

نئے نئے تراشے، خوش فہمی
بہترین گھڑیوں کی فراہمی ہوگی۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ بالا
بہترین گھڑیوں کو اسٹاک میں ہونا ہے اور
آپ کی فراہمی کی گئی ہو سکے۔

نئے نئے تراشے، خوش فہمی
بہترین گھڑیوں کی فراہمی ہوگی۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ بالا
بہترین گھڑیوں کو اسٹاک میں ہونا ہے اور
آپ کی فراہمی کی گئی ہو سکے۔

نئے نئے تراشے، خوش فہمی
بہترین گھڑیوں کی فراہمی ہوگی۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ بالا
بہترین گھڑیوں کو اسٹاک میں ہونا ہے اور
آپ کی فراہمی کی گئی ہو سکے۔

میں نے کہا: امریکن وینڈر لاسٹ اسٹاکٹ ویسٹ اینڈ وائچ کمپنی میں مقیم دہلی

بِسْمِ اَرْحَمَنِ رَحْمَتِمْ

خیر مقدم شاه جهان پناه

هزار شکر بدی ز سر زمین دکن ستاره مرتبه شایه جهان پناه رسید
 ز دره دره تراود که آفتاب آمد ز گوشه گوشه بگو شتم رسد که شاه رسید
 بار و تو قد مبوس پیر و مرشد خویش حریف میکده شیخ خانقاه رسید
 بدست عقل عنان اب نگه داریم دیم بوسه رکابش که مرد راه رسید
 ز علم و فضل شهنشاه نکته تیغ میرس که نکته نکته با گاه پیش گواه رسید
 ز لغوی صغیر و نظم و نثر نظام بگوش چرخ فلک شود آه و آه رسید
 و لے نماند گرفتار آه در عهدش مگر زلف بتاں بیچ و تاب آه رسید
 فتح کشیم و ز شاخ میدگی چینیم که سرنگون شده حاسد بقعر چاه رسید
 بجان مدعی افسوس خود و خویش همان سیکه از برقی با گمبیه رسید
 ز بخت و دولت ما بندگان چیرسی کلاه گوشه ماتا با دوج ماه رسید
 بقای تن بجای مار داین و گر ز آمد آمد عثمان کج کلاه رسید
 خدا یگانه اجم چاکرا بستم سوزا منم امیر نگاہ که گاه گاه رسید

تصرف نظرت خاک را کند اکیر

عن زینب ابی بکر کرمی صوم

نظر بجاں گواهی که داد خواه رسید

تصرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المرئی

جستہ نمبر ۱۱، نومبر ۱۹۲۸ء

شذرات

حضور نظام اور مسلمان

اے مختصر و مفید نظام عالی مقام خلد اسد ملکہ و سلطانہ کی ذات ستودہ صفات کے اوصاف حسنہ کے لئے سائنس و ریاضت کے جو الفاظ بھی استعمال کئے جائیں، بجا و واجب اور موزون ہیں، اختیارات و رسائل، جرائد و صحائف آپ کی مدح و تعریف میں پروردہ مضین کہنے میں حق بجانب ہیں، ہمیں روزانہ پیچیدہ ایسے مضامین کے مطالعہ کا اتفاق ہوتا ہے، لیکن انہوں اور کمال انہوں کا مقام ہی اگر ان مقدمہ صحیفہ نگاروں نے آپ کے جائز مطالبات آپ کے واجب حقوق کے استدراست سے متعلق کسی متفقہ سامعی ہو کام بکرا ہی سچی اور حقیقی عقیدت نہ ہی کا اظہار نہیں کیا اور نہ کبھی مسلمان ہند کو ترغیب دی، کہ وہ اپنی محبوب غیر، محسن اور نیا من تہجد کے اس معاملہ میں حکومت انگریزی سے پروردہ استہ عا کریں، بلکہ حضرت کا مطالبہ مسلمانوں کا اپنا مطالبہ، سلطان، اہل علم کا حق مسلمانوں کا اپنا حق ہے، اس معاملہ میں تقاضائی، عدم تقاضائی، لا محسوسی، غیر لا محسوسی، انتہا پسند و اعتدال پسند، سرکاری و غیر سرکاری، خطابات یا انگلیں اور قاترہ اسلینز اگر سب یکساں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں تو بہر کوئی وجہ نہیں کہ وہ متفق اللہ ان ہو کر برطانیہ کے عدل و انصاف کو حقوق مطالبات کے لئے مسند مان کر میں، نظایام غلو میں ہم وضاحت و مراحت کے

ساتھ بنا چکے ہیں، اگر اسلامی جرائد اور مسلمانان ہند کا اس مسئلہ میں کیا رفق ہے، ہیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہماری بعض مغرور عناصر میں نے معاملہ کی اہمیت پر غور کرتے ہوئے اس موضوع پر اپنے قلم کو خلیج دی اور پر زور مضامین لکھے لیکن زندہ تواتر جاری رکھے گئے اور نہ ان کے نتیجے میں عام اسلامی اخبارات نے اوپر توجہ کی، حالانکہ ضرورت کا اقصایہ تھا کہ کوئی صحیح لائحہ عمل تجویز کر کے مسلمانان ہند کو اس پر کاربند ہونے کے لئے تیار کیا جاتا، ہنگامی مضامین اور عارضی جوسن کبھی نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا، لہذا ضرورت ہے کہ اس موضوع پر زور دار مضامین لکھے جائیں، عوام کو مطلع کیا جائے۔ نظام کانفرنس کے وجود میں ایک بار یہ روح بھڑکی جائے اور اپنی مطالبات کے لئے لامتناہی مساعی سے کام لیا جائے، یہی سچی عقیدت ہے اور یہی حقیقی لڑائی ہے جو ایک صحافت ایسا کا رفق نہیں ہے کہ وہ اس ضروری اور اہم رفق کی انجام دہی کے لئے کوئی صحیح راہ عمل اختیار کرے؟

اعلیٰ حضرت مولانا دہلی | دہلی خوش نصیب ہے، کہ اس کی سسر میں مسلمانوں کے محبوب فرماؤں اور محبت کی غرض و غایت سے **اعلیٰ حضرت مولانا دہلی** | تاجدار دہلی کی تقریب چلائے گئے ہیں، اجال فرما ہو اور پھر آپ دہلی افروز ہوئے ہیں، اہل دہلی کی خوش نصیبی میں کلام نہیں، کہ وہ اپنے دلوں کے بادشاہ کا دہلی تیاگ کے ساتھ خیر مقدم کر کے قلبی جذبات کا اظہار کر سکیں گے، اور ہر دہلی دہلی کو بلا کسی قسم کی تکلیف کے ایک نیکدل، عادل، میسر اور رؤس فیہ مسلمان تاجدار کی دید سے اپنی آنکھیں بندھی کر کے کاموقع ملے گا۔

آپ کے دربار دہلی کے متعلق اخبارات میں مختلف النوع خبریں شائع ہوئیں، بعض کا خیال بنا کہ اعلیٰ حضرت گورنمنٹ ہند کے کسی اعز میں کا جواب دینے کے لئے تشریف لارہے ہیں، لیکن یہ غلط ہے اور اسکی تردید صحیحہ سیاسیات سرکار عالی کی طرف سے ایک خاص مسلمان کے ذریعہ کر دی گئی ہے جس میں واضح کیا گیا ہے، کہ حضور مہدج انسان اپنی خواہش پر اور بلا کسی طبعی کے دہلی تشریف لائیں گے، اور وہاں آپ کی رونق افروز کی کی غرض زیادہ تر یہ ہے کہ میں عمارت کا خود بدولت معائنہ فرمائیں، جو آپ کی حکومت کی طرف سے دہلی میں تعمیر ہوئی ہے، اسیں آپ پر کسب نفسی نواب داسرائے سے بھی ملاقات فرمائیں گے، لیکن یہ ملاقات خانگہ اور رسمی ہوگی۔

ایک اعتراف کا جواب

انقرض میں مقاسد عظمیٰ کو لیکر لکھا، ان میں سب سے اہم اور ضروری مقصد وہ ہے جس سے ہم ایک قوم کے حقوق کی نگہداشت ہو اور اس کا مستند و پر گندہ شیرازہ جمیع ہو، اور اسی ایک مقصد میں برسوں کی تلاش و پیہر اور دینی و دنیوی ترقی کے لوازمات مستور ہو کر کرتے ہیں، جو غفلت کہہ گئی ہے، یہ سب کے لئے یہ سب دینا چاہتی

ہو، اسی بنا پر کہ قتالی عزائم سے بچانے کا شکر ہے کہ القزین اپنے مقاصد مجوزہ کی تکمیل میں ہمیشہ عہدہ برا
را، اور نہ کہ وہ معاملہ فہم اور تبحر سے اس واقعیت شناس بزرگانِ قوم نے ہمیشہ اس کی خدمات کی قدر کی سزا
اور تکمیل سے عطا مدد میں جود دی،

القزین کو کتبہ عدم سے وجود میں آئے ہوئے چودھواں سال ہے، اس اثنا میں مختلف النوع اقوام
مہذ نے مختلف طریقوں سے قزین "پر حملے کئے، انب ناموس کو خطرے میں ڈالا، اور القزین نے ہمیشہ ان
تمام دہشوں کی بغیر اس امن و امان کی اور کامیاب رہا، شیرازہ بندی کے لئے پنجاب کے مختلف حصوں اور نواح
مہذ میں قومی مرکزوں کی طرح ڈالی، برادری کو محبت و مودت کی سلک میں منسلک کرنے اور اتحاد و یکجا محبت
کی سیلج پلانے کے لئے پیہم ماسعی سے کام لیا اور لے رہا ہے، اگرچہ یہ بات بڑا بڑا خود میاں مٹھو بننے کی
مصدق ہے، لیکن میں غرہ ہے کہ یہی حوالاں دروہ سن ان قوم کی یاری گیری سے اس کی نتیجہ خیز ماسعی
رنگ لارہی ہیں، قوم میں اب وہ پہلا سا جود و خیر نہیں، اب وہ بیدار ہے اور سو رہی ہے، اب نہ وہ گراں
خوابی ہے اور نہ وہ قوم راحت، حالات اس کی بخشش میں اور خوش آئند مستقبل کی نوید دے رہی ہیں،
یہ تمام حسنات و برکات مسلمانوں کے ناجدار اور زلیش کے بخشندہ گوہر سلطان العلوم و عظمت سر میر
عثمان علی خان بہادر زرافرا مائے کن حسنا اللہ عنہ لستہ رفتن کے ان تحفات و تفضلات شانہ کی
وجہ سے حاصل ہوئے ہیں، جو اجائے القزین کے وقت سے آج تک جاری و ساری ہیں اور بخیر اللہ تبارک
المصاعف ہیں گے، دعا ہے کہ خدای برتر و اکبر و محضرت کو اپنے حفظ میں رکھے ادب کے باندہ لیلوں کو ذلیل و
خوار و معذور کرے،

این دعا از من و از جلد جہاں آمین باد

ان: القزین نے گزشتہ ۱۴ سال میں اپنے مقاصد کی تکمیل میں اصلاحی و تاجی، تبلیغی و ختمی
اور اقتصادی مضامین شائع کئے، قوم کو خواب نشیں سے بیدار کر کے لب ناموس اور حقون کی حفاظت کی
جانب متوجہ کیا، آج کل مرسیوں کے نقشہ قزینت کی بدلائل قاطع و بڑا میں ساطع تردید کر رہا ہے، تعجب اور
سخت تعجب اجرت اور کمال حیرت ہے کہ اس پر بھی جارے ایک شخص دوست، القزین کے ندیم کر مغرما، اور
قوم کے ایک سچے ہی خواہ کو اپنے احباب کے اس اعتراض پر کہ "القزین میں چند ایک معمولی فوجی بالوں، پچھلے
پرانے نقشے، اسلامی تاریخی واقعات و حالات بزرگانِ سلف کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اخباری حالات
تو ہوتے ہی نہیں، کوئی جواب نہ ملا، ہمارے عزیز دوست ۱۴ سال اور القزین کے پہلے پرچہ کی اشاعت
سے معاون ہیں، کوئی نیا اور ایسا شخص جو سال چھ ماہ کا ناظر ہوتا وہ اگر ان اعتراض پر ساکت رہتا تو تعجب
نہ ہوتا، ہمارے -

بہائی کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک مہوار تو ہی رسالہ میں جس کا مجسم اپنی حدود و اشاعت کی وجہ سے ہم منہ سے نیا نہ ہوا، ان باتوں کے سماجی کا ذکر اس طرفت میں آچکا یا جن کا ذکر انہوں نے اپنے گرامی نامہ میں کیا، جو بھی کہا سکتا ہے اور ایک مخصوص مقاصد کے رسالہ میں خارج از موضوع عنوانات کس طرح قائم کئے جاسکتے ہیں، اس کے لیے ہر اشاعت کا غالب حصہ قلمی مراسلت سے متعلق مضامین کی نظر ہو جانا ہے اور یہ اس لیے کہ جمالیات موجود سے بہت فردی خیال کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ عام بازاری مضامین اور اخباری مواد چاہتے ہیں، ان کے لیے قلمی مواد کی باتیں نظر انداز نہیں کی جاسکتیں، لہذا آپ ایسے لوگوں سے خریداری و اعانت کی سفارش ہی نہ کیا کریں، مقتضی بالذات قوم کی اصلاح اور لب و ناموس اور حقوق کا تحفظ ہے اور اسی مذاق کے معاون ہیں مفید ہو سکتے ہیں،

باقی رہا یہ کہ کئی سال سے انگریز کو ہفتہ وار کرنے کے لیے پانچو خریداروں کا مطالبہ چلا آتا ہے، نہ مطالبہ پورا ہوا اور نہ انگریز ہفتہ وار ہو سکا، اور یہ کہ چار چار روپے سالانہ ہفتہ وار اخبار جاری ہیں لہذا بتوکل علی اللہ نمبر سے اسے ہفتہ وار کر دیا جائے، اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ انگریز کا مطالبہ پورا ہونا تو آپ لوگوں کی ہمت پر موقوف تھا، اگر کوشش کی جاتی تو کچھ شکل نہ تھا، اس بات نحو آپ کو اتفاق ہو گا، کہ جو قوم کئی سال میں اپنے قومی آئین کا ایک حقیر ترین مطالبہ پورا کرنے میں قاصر رہی ہے، اس کے بہرہ پر ساتھ ستر روپے مہوار کی بجائے دوسو روپے مہوار کے صرغ کا حوصلہ کر لینا سر اسر غلطی اور دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالنے کے مترادف ہے اور توکل کیلئے تو صاف ارشاد ہے، کہ

بر توکل زانوسے مشتر بہ بند

یعنی بلا نہ بے توکل بے سود ہے،

چار روپے سالانہ ہی میں پہنے ہفتہ وار کرنے کا اعلان کیا ہے اور اگر کچھ نہ سنے خریدار مل جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ چار روپے ہی میں ہم ہفتہ میں دوبار کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور اس صحت میں جس قسم کے اخباری حالات بکار ہو گئے ہم شائع کریں گے، ۴۵ خریدار ہو چکے دوسو پورا ہو جائے پر ہم کو موجودہ قیمت ہی میں پندرہ روزہ کر دیں گے، اب کچھ اشاعت پر موقوف ہے، ہر بھی خواہ قوم کا فزین ہے کہ وہ اس کے لیے امکان بہر کوشش کرے، وَكَانَ ذُنُوبُهُ كَذِبًا

مراسی ہندوستان کی کس قوم سے متعلق ہیں؟

”جدید شیعہ قریبوں کی تاریخی حقیقت“ کا ترجمہ عربوں کی مہیت پر ایک کہلی ہوئی روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کا بدیہی ثبوت پیش کر رہا ہے، کہ مراسی ہندی نسل“ میں، اس سلسلہ کے چھٹے نمبر میں اس قسم

کی گونا گوں باتیں "پیش کرنے کے علاوہ مختلف اصلاح چنبھ کے جبرائیل مطہرہ رحمہ اللہ کی رو سے انکی قومیت بے نقاب کھلی گئی ہے، ادب ساتویں نمبر میں جو آپ اسی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے جناب آقا کے اس سوال کا کہ تمہاری اگر قریشی نہیں تو ہندوستان کی کس قوم سے ان کا تعلق ہے "سکت جب دیا گیا ہے، امید ہے کہ شرقِ فرشت کے دیونے اس جواب کو دل کی آنکھوں سے اگر انہیں سد و فیض سے عطا ہوئی میں پڑھیں گے اور مبہر سکوں سے اس پر غور کر کے اپنے دعویٰ بے دلی سے ہاتھ اٹھا کر گلائی ہوئے گلائی ہوئے کا سہارا نہ بنیں گے، لیکن

این مساوت برزد باز د نیت

ناز بخشہ خداے بخشندہ

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ سَبِيلًا

معاصر مشرق اور نہرو رپورٹ

نہرو رپورٹ اور اس کے مؤلفین کے خیالات تبصرہ کرتے ہوئے معاصر مذکور لکھتا ہے کہ
 "آنکھوں سے دیکھ کر کبھی نہیں کہانی جانتی، ہم میرٹھا دیکھ رہے ہیں، کہ ہمارے مذہب کے خلاف ایک عام پراپیگنڈا پسلا رکھا ہے، اور ہر جگہ ہمارے مذہب کے خلاف جارحانہ کارروائیاں ہو رہی ہیں، اور پھر محکومے وقوف بنا کر اپنا اوسیدہ کیا جاتا ہے، اگر اگر غلطی کے عہد میں بقول مولانا ابوالکلام گمراہ اور بددیانت اور خبیث طبیعت مولوی موجود تھے تو آج ہی ایسے مولوی اور ایسے حاجی اور ایسے فتنہ پرداز مولوی موجود ہیں، جو قوم کو قعرِ جہنم میں گرانی کی کوشش کر رہے ہیں، اگر خدا سے ہم ایسے نہیں ہیں، وہ کوئی نہ کوئی صورت بہتری کی پیدا کر دیجئے۔"

کتنی بد فہمی اور کس قدر مخالفت ہے، ان دوس مسلمانوں سے یہ نہرو سکا کہ وہ کسی ایک مرکز پر چین دھسنا کے ساتھ بیٹھ کر ان تمام نصیحتوں کے بہترین حل پر غور کر لیتے، کالی گلوچہ دھتکم لکھی میں دفت ہاتھ سے نکل چکا، اب جو ہونٹے ہو گئے رہے گا، اور دوسری بے جنتی جی چاہے کر لیجے،
 فاعستہ بر وایا اولی الا بصا

دعوتِ اسلام عزمِ بیانی و اکثر صحابہ میں جس تربیتی سکرزی بخشن تبلیغ الاسلام سکبر کی ادوات میں یہ ماہر و رسالہ اعلامیہ کلمہ الحق کیسے جاری ہوا ہے، اولی، اخلاقی اور تعلیمی مضامین کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، ارسال اور دناپس مندی اور اردو زبانوں میں شائع ہوا ہے، ٹائٹل بھی خوشنما کا نذر عہد قیمت یک سالانہ اور حروفِ تہ سے نمونہ طلب کیجئے، ایڈیٹر

جو عارضی عوارض کے پس پردہ چھپا ہوا تھا، اور یہی وہ دگرگرمی بہاغتیں تھیں، اپنی توحید اور توحید کے تحت وحدت انسان جو ہر قسم کی روحانی اور جسمانی ترقیوں کا اساس ہیں، اب سیرت یا تقویٰ معیارِ رفیقت ہے نہ کہ جاہ و چشم،

توحید روحانی تمدن کی بنیاد ہے، اگر کاروباری دنیا کے امور مجہد میں جائیں وہاں توحید کا ہی جلوہ ہے اور اگر مکارم اخلاق کی تعمیل کریں تو وہ توحید ہی پہنچتی ہوتے ہیں، توحید کی جس عظیم مثال طریق پر حفاظت کی گئی اور ہمیشہ کے لئے اسے شرک کی آمیزش سے پاک کر دیا گیا، اور جس عظیم منظر اور بیخ انداز میں علمی اور عملی رنگ میں مین کر کے علوی دنیا کا منظر ہمیں دکھایا، وہ ان کے مانوس اندر ہونے کے شاہد عادل ہیں اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ حق خاتم الانبیاء اور ان کا دین خاتم الادیان ہے، توحید توحید کا حق اور تکمیل دین مترادف ہیں، اور جب ہم غیر کی غلامی سے کبھی آزاد کر کے خدا کے حوالہ کر دیا ہوتی ہے تب لکھو اسلاہ دنیا کے معنی ہیں،

۳

عبدہ

تاریخ انسان میں یہ غرور و مکر م خطاب جو سب سے بڑے انسان کو دیا گیا، دورِ مہبوط کا اختتام اور دورِ معبود کا افتتاح ہے، قبل از بعثت انسان ذلیل و خوار، نابل و ناجار تھا، یہیں کسی قسم کی استغناء و بانابت تسلیم نہیں کی گئی تھی جس سے وہ اپنی ذات یا دیگر بنی نوع کی اصلاح کر سکے، یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کوئی مصلح یا راہی ان میں پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے اوام کی بنا پر یہی سمجھا کہ یہ خدا کا اوتار ہے، یا دیوتا یا دیوتاؤں کی اولاد یا اس خدا ہے، اس دور کو دورِ مہبوط کہنا چاہیے، کہ خدا ان کی شکل میں اصلاح خلق کے لئے اتر کر آتا تھا،

تاریخ مذہب اخلاق میں یہ پہلا دن ہے کہ سب سے بڑا راہی اور سب سے بڑا مصلح زمانِ مہید میں "عبدہ" کے اعلیٰ ترین خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے یہ تھا اعلان آزادی اور برہنہ تھا وہ نکتہ جہاں انسان غرور و کبر سے جھکا اور عزت پر کھن ہوتا ہے، شرف و مجد انسانی کی تاریخ کا آغاز ہو، انسان خدا کا بندہ اور غیر کی غلامی سے کبھی آزاد و تحت خلافت پر کھن ہے، اور نابت اور نابت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہی "عبدہ" کو معبود و واحد کا تحقق اور معبود کے تحقق میں، تعبدیت مستحق ہوتی ہے اور یہی تعبدیت اعلیٰ زندگی ہے، جہاں شرک اور شقاق منسوخ کی گئی، عبد اور معبود میں کوئی چیز خال نہ رہی، توحید شرک کی آمیزش سے ہمیشہ کیلئے پاک ہو گئی،

افضل الناس "عبدہ" ہے خطاب میں بشر شتم وہ عسالی جناب

اس عقیدہ کا اثر عیسائیت پر بھی ہوا، چنانچہ چھٹی صدی عیسوی میں تمام دنیا مہابنیت کے زیر اثر تھی، اور
عمل کے طور پر نفس پرستی اور نفس پروردی ہی اپنی انتہائی عروج پر تھی، مختصر یہ کہ زندگی یا رہبانانہ افسردگی کا نام تھا
یا حشریانہ وارفتگی محیط عالم تھی،

ان مختلف اور متضاد عقائد نے زندگی کو نباہ کر دیا تھا، ”ظہر البصار فی التبر والاجر“ اسلامی عقیدے نے
ان عقائد کو ناجائز قرار دیتے ہوئے قائم بالذات خدا کا معیار لیس کہ شدہ شی ”قائم کیا، تاکہ حلول اس پر
اور دیگر مشرکانہ عقائد کا ہمیشہ کیلئے سد باب ہو جائے، فلاسفہ نے نظریے بنائے توڑے پھر ٹپکے، پھر
توڑے اور لے دیکر دنیا کو ”لاادیت“ پر لے آئے۔ مگر جب اخلاقی نکتہ نگاہ سے زندگی کے مقصدیات کو پیش
نظر رکھ کر دیکھا جائیگا تو صاف طہر پر واضح ہوگا، کہ حقیقت اعلیٰ کا اثبات، عبد کی عبدیت اور روحانی
و اخلاقی زندگی اسلامی عقیدہ کی محض ہیں، اقوام قدیمہ اور انکی زندگیوں کا جائزہ لو اور انہیں امت مسلمہ
یا عباد الرحمن کے کارناموں کے سامنے لاؤ تو معلوم ہوگا، کہ ایمان اور عمل، آمنوا اور عملوا ہی میں توفیق
بے ہمت اور طاقت لایزال مضمر ہے، (۵)

خلاصہ

۱، معبود واحد، بیچوں بیچوں، مگر قائم بالذات حی و قیوم (۲، معبود واحد کے تعلق میں،
عبد شکور و تہ عبدیت پر نائز (۳، زندگی یا حشری زندگی نفس مطمئنہ کی زندگی، بالفاظ دیگر لوگوں کہو
انسان کل کی زندگی جس کی آبیاری عبدیت سے ہوتی ہے، اور اپنی نوبت میں ایسی عبدیت جو تخیل و
باخلاق اس کے نشان اپنے اندر رکھتی ہے، یہ تینوں لازوال نعمتیں ہیں، حضور کی مقدس اور بابرکات
تعلیم میں ملتی ہیں، ایا خدا ایا عبد، اور ایسی زندگی اپنی آپ نفیر ہے،
لا الہ الا اللہ کے لانے والے کو ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں، اگر دنیا تو لا اس حقیقت کی
نقدیق نہ کرے گی تو غلامی مانے گی، کہ ایا خدا پیش کرنے والے مامورین اللہ ہیں،

صلی اللہ علیہ وسلم

خاکار الف من دسکوی

تصحیح

”عبد الشیخ توفیق کی تاریخی حقیقت“ نمبر ۶ مطبوعہ اکتوبر میں حسب ذیل تصحیح نشر مایہ،

صفحہ ۲۴ پندرہ سولہ روپیہ کی بجائے پندرہ سو روپیہ، صفحہ ۱۱ unfoundd کی بجائے unfoundd

صفحہ ۳۵ گونڈ کی بجائے کوچہ ۱، صفحہ ۳۱ میزانی اس سے، کی بجائے میراسی اس سے) ہونا چاہیو۔

قصیدہ

مدحیہ بشانِ بھالیونی سلطانِ العلوم الخلفہ ماجد ارکُنِ اقبالہ واصلہ
اودام اللہ

بیاساتی اگر درگلشن بہارِ تازہ سے آئد
لبِ مرغِ خنجر خنداں گشت از بادِ فیوضِ تو
چنان در محنِ گلشنِ سبزہ بیکانہ سے پیچد
عباسستانہ میگردد غدارِ گل چو مے بوسد
خدا را پیرِ میخانہ بسوئم چشمِ الطافِ
ز فیضِ تو کے دریاں را ز سرِ شوریدگی رفتہ
بخوشم منت در بنی کے سناں یادوں را کہ آہنا
بخوشم خفت بر بالینِ کہ باشد خشتِ خمِ تکیہ
بخوشم لوشِ آن آبے کو سیالِ آفتِ نامش
بیاسطرب اجڑا بہشتِ خاموش در کجئے
کجا رفت است قاورنتِ اچہ شد مغربِ راتِ آخر
مرا از سینہ کا میدانِ جگر را کاستن سودی
جگو، سخنِ زان اکابرِ آن، این اہتمام آئد

مے صد گونہ عشرتِ بزمِ آن بجاہم آئد

سرورِ دہ و ماخ و راحتے در کامِ جاں آئد
بقصدِ راحتے کو تکیہ گاہِ آن مسلم است
فلک یک قبہ از بارگاہِ عظمتِ آن است
ز جہشِ لرزہ بر اندامش افتد ترش گرد
نیرتِ پیکرِ لکھنویاں مبینہ لکھنویاں
دامِ راجہ اسم میرِ عثمانِ دہلیاں آئد
زیرِ طوفِ دے ہر روز مہرِ آسمان آئد
باطِ قہرِ جہشِ دینِ زمینِ و داتاں آئد
نہم معِ متانہ چو در گلزارِ شان آئد
ز صورتِ آن کہ ناں گفتہ خدا اندر گلاں آئد

یہ منہ گام تدبیر میں کہ فدا روق و گرید است
 یہ منہ گام نفکر رازی و سطر اطو دیا بی
 نگاہ و مست آن کیفیت جہاں جے دارد
 بہ تقریب سخن اگھبائے گونا گوں لبش زائد
 بگوئم محقر از منزل آن مختصر افانی
 اذیں یک منزلی صد منزل ملکوتیاں پست
 فلک جامے است آن را بزم آن بزم سلیمان است

دراں حلقہ کہ معنوں حرم ناز عثمان است

نہ تاب ہر بے ، گوئے ز احوالش یک عنوانے
 نہ سنجہ گوہر جیش چو سن ہر بے سرو پائے
 بداند گونہ و فہمے سخن سنجے سخندانے
 نہ فطرت دیگرے زادہ چو آں دیگر دین گشن
 ز خاصہ اے آں بشکتہ خاصہ یافت عطارد
 فلک ناخن از اثر ہاں گشتہ لہلال نو
 حیات تازہ دریا بند برگ دبار بر آرد
 عدد و الرزہ بر اندام انت از جلال ہے
 معارف پروردی اگشن جہاں داند ز حد رفتہ
 نہ جو دے ختم بر حاتم شدہ نوے کہ مشہور است
 بکعبہ کے رعد ہر نہا ہے نامسلمانے
 مگر آں کس کہ یابد از داغ عقل سینہ انے
 کہ بہت آں عند لیے خوشنہاں گداز بکشا
 فصیحے ، نکتہ دانے ، نغمہ پرد از خوش اگھانے
 چنیں شد خوش رقم کاں ، انکے خستہ دیوانے
 ز خوان غمتش بگرفتہ بود آں ریزہ نانے
 ز باد لطف آں صد تفتہ قبلے سوختہ جانے
 عیاں بحر مروت ہمیش نگہ ادب دانے
 چہ جز از حد انجائے کہ مد بشکتہ عنوانے
 کہ آں یک بین خیمہ دلہ بود از حشم عثمانے

بایاں سیرت صدیق و آمد دگر چکر

بحکم عثمان است فاروقے بداد و در توں حید

باقی دلد و قریشی فیروز و ڈالوی

اسلام امیر شہر نشی محمد بن ابی طلحہ است بزرگ ہیں اور نہ ہی رنگ میں رنگے ہوئے ، یہ رسالہ پکی زیر دلا
 سات ماہ سے اسلامی تبلیغی اور مذہبی مفاد میں کی اشاعت کیئے جاری ہے اور یکال محنت و مصلحتی تزیین و ایمان
 کتابت و طباعت دیدہ زیب ، کاغذ عمدہ ، سرورق مطلق ، ادب باب ذوق کے کام کی چیز ہے ، قیمت سلاطین بھر فی پرچہ
 ہر منیجر صاحب "اسلام" امیر سے منگائیے ، ایک ڈسٹر ،

آہ سوزاں

نار را چہ چنہ میخوہم کہ پنہاں در کشم
سیدہ میگردد کہ من تنگ آمد منہ یاد کن

وُفیا میں ہر قوم اپنے اسلاف کے ان واقعاتِ ماضیہ کو تعلیمِ محکم کے ساتھ یاد کرتی چلی آئی ہے جن کے اندر اسنادِ قوم کی سود و بہبود اور ترقی کے لئے ایک ہیبتِ نظارہ اور مقناطیسی کشش موجود ہو۔ ایسے حالاتِ واقعات کی یاد اور ان کا تذکرہ ان کی عظمت و جلالت کے اظہار ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کے غم و ہتھکڑ اور ان کے بہترین افعال و اعمال کی یاد آمدی اور علویت کیلئے ہی ہوتے ہیں جو وہ اپنی حیات کے اندر موجود رکھتے تھے،

ایسے تذکرات کا مقصد حقیقی اور مدعائے اصلی یہ ہے کہ جو اعمالِ حسنہ، اعزازِ مہمہ اور تاجِ غلیمہ ان نامور ہستیوں کی ذاتِ ستودہ صفات سے وابستہ ہیں اور جنکی یادِ اخلاف کے لئے سب سے زیادہ موثر دعوتِ عمل ہے، انکو زندہ اور تازہ رکھا جائے اور ایسے مواقعِ بہم پہنچائے جائیں جن کے فیصلے حال و مستقبل میں وہ کارنامے آنکھوں سے ادھیں نہونے پائیں اور ان سے درسِ عبرت حاصل کر سکیں گوشہٴ کجی کا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تاریخِ ملکِ ماضی گاہ ہے، جہاں قوموں کے بننے اور بگڑنے کے عبرتِ ناک نمائشے دکھائے جاتے ہیں اور وہی نمائشے سب سے بہتر سبقِ کلام دیتے ہیں، بالفاظِ دیگر تاریخِ ایک عجائب خانہ ہے جس میں ہم اپنے اسلاف کے شاندار کارنامے سلیقہ اور نفاست کے ساتھ مختلف الماریوں میں چھپے ہوئے پاتے ہیں اور ان سے اپنی موجودہ حالت کا مقابلہ کر کے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا ہم برسہا برس ترقی میں یا رو بہ تنزل؟

دنیا میں حق اور باطل، روشنی اور تاریکی، صداقت اور جبر و استبداد کے درمیان جس قدر محاسنِ آویز ہوئیں اگر کتبہ کی انکی کوئی مکمل تاریخ مرتب ہوئی تو جو درستم اور غارت کے ان نہرہ گداز اور جگر پاش و آفتا کے رد سے جن سے ہماری اسلافِ کرام کو واسطہ پڑا، مظلوموں کی نہشت میں انکا نام چوٹی پر درج کیا جائے گا،

بناکر و ند خوش رسمو تحمل بر جف کردن
خدا اجرے دہد آں صابرانِ پاک طینت را

اگر ہم مذہباً دھتفاؤں

اگر عجز و جاہ بہت و گر ذل و تنید

من از حق شناسم نہ از عمر و زید

مگر برعادت اسبابِ ظاہریہ و ذاتِ آبائی بہ تبدیلِ نوعیت ذاتی حیثیت میں ذاتی طور پر میرے چند ایک

معاذینِ اہل نے مختلف حیلوں اور مختلف بہانوں سے مجھ تک بھی پہنچائی،

نہیں مٹا نشانِ خونِ کبھی دامنِ قاتل سے

کبھی جاتی ہے اک تحسیرِ خونِ بس سے

لیکن داد و انصاف کا وہ دن آخری دن ہو گا، جبکہ اس امر کی اتباع ہو گی اگر

چوں بگذر و نظیری خویش کفن بہ حشر،

خلفے فغاں کنند کہ اس دادِ خواہ کیت؟

ہمارے لئے جو تعظم کا وہ پہلا سنگ بنیاد تھا، جو ظالم و سفاک چنگیز تاتاری نے کابل میں اپنے ظالمانہ

ہاتھوں سے رکھا جس میں برداشتِ سیرالادبِ ہمارے بعد مجسمہ حضرت شیخ احمد فاروقی رح شکر چنگیز سے

جنگ کرتے ہوئے از دستِ کفار شہید ہوئے جس کے بعد حضرت علامہ قاضی شعیب مثنیٰ ثبوت مال و

املاک کو چھوڑتے ہوئے سرزمینِ کابل سے ہمیشہ کیلئے پنجاب میں نقل مکانی کر آئے پر مجبور ہوئے، اور

فلک نے ہم کو کب منتخب مٹانے کو

ہمیں سے داد بھی چاہی خوش امتیازی کی،

جد بزرگوار قاضی شعیب (نور سمرقندہ) کی سلسلہ اولاد میں سے فاضلِ اجل، عالمِ بے بدل، معظم

علامہ شیخ محمد ہاشم نارتی ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ کو بمقام امین آباد منیا پاشا عالمِ امکاں ہوئے، آپ علم

منقول و معقول، نقد و حدیث، حکمت و طبیعت اور نجوم و ہندسہ میں دستگاہِ علم رکھتے تھے، اصطلاحِ مسی

شرحِ زیچ، تعویف، طب، اسباق و حساب و قدر، انشا و کتابتِ بے نقطہ اور شعر و تاریخ کوئی میں آپکا پایہ

بہت بلند تھا، آپ صائم الدہر اور قائم الدلیل تھے، آپ کے زہد و اتقا کا یہ عالم تھا کہ سنِ تمیز سے لیکر دم

واپس تک نمازِ پنجگانہ ہوتے پائی،

آپ پرگنہ اے گوجرات، حافظ آباد اور تارخہ کا اعجازہ بطریقِ مستاجری حاصل کیا کرتے،

حکومتِ وقت کے نزدیک آپ کے اثر و اتسار اور قدر و منزلت کی یہ کیفیت تھی، کہ آئینِ حکومت کے

مطابق آپکو اسبابِ حکومت از قسم مسپاں و قاطران اور خیمہ و نقارہ و شتران مہیا تھے،

سے تاریخ وصال نہیں لگتی، آپکا مزار پر نور امین آباد میں چاہ ظاہر والا پروردہ ہے، قاضی،

۱۔ یہاں تک کہ اس نے میرے چند ایک معاذینِ اہل کو مختلف حیلوں اور مختلف بہانوں سے مجھ تک بھی پہنچائی،

دنیلے اسلام میں جن شاہیر قومی ہر تاریخ کا طرہ پر نمودار کرتی ہے، جن ممتاز اور برگزیدہ ہستیوں کے شانہ کا نام آئیواں انسانوں کے لئے سبق آموز ہو سکتے ہیں، جن بزرگوں کی سوانح حیات عبرت اور بصیرت کا درس دے سکتی ہے، جن بزرگ نفوس کے افعال و اعمال بعد کی انسانوں کیلئے سرمایہ ہدایت و ارشاد ہیں، جن پاک سرشتوں کے آثار و کوائف اپنی نوع انسان کے لئے ذخیرہ خیر و سعادت ہیں، انہیں نفوس تکسب میں سے ایک آپ بھگتے، جنہوں نے دنیا کے سامنے فضائل اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا، جسکی سرگزشت استقلال اور الہامی کی ایک تابناک اور روشن مثال ہے،

آپ صاحب تصنیف و تالیف بھی تھے، آپکی متعدد قابل قدر تصانیف و ستر زمانہ سے محفوظ رہ سکیں اور ضائع ہو گئیں، تاہم آپ کے علم و فضل کی یادگار میں سے، بسنے ازانکہ باقیماندہ انساب جدی الکامل و الاطہر حضرت فرید الملتہ والدین بخش کرور، نسب نامہ خاندان، مراتب الاساتات، تفسیر لمشی بانقطہ و جواب نیغنی کہ بے نقطہ گفتہ بود، اور خلاصہ الحکمتہ وغیرہ کتب مرجع ہیں جنہیں سے کئی ایک کے بعض اوراق امتہ اور زمانہ سے کرم خوردہ اور ویک زدہ تھے، مزید براں متعدد مراسلہ بات و شتمیر خط و تعلق خط کوئی اور خط معکوس بھی تھے اور کچھ متفرق مطلقا اوراق و جوس زمانہ کے خط و عری کی نادر و تاباں یادگار تھے،

اسلاف کرام کے علم و فضل کا یہ قیمتی ورثہ یکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا چلا آیا جیسی ہم اپنا مورد ثانی خزانہ اور خاندانی ناچ و تخت سمجھتے تھے،

اس واقعہ نادرہ کی بنا پر جس کا تذکرہ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے افریقہ میں ہو چکا ہے، جب ظالم چرٹ سنگہ (جد ماجہ رنجیت سنگہ) نے ۱۹۱۷ء کے دوران میں ہسپانیا آباد میں لوٹا، تو خاندان پر افتاد زمانہ اس قسم کی اپڑی کہ بھگڑ اور افراتفری میں میں قیمت اثاثہ اور قیمتی مال و املاک کا چھوڑنا تو ربا ایک طرف، فقط جانوں ہی کا سلامت لے نکلنا مقدمات سے ہوا، اور کچھ چونکہ جان کے لاگو ہو چکے تھے اور تعاقب جاری تھا، اس لئے حفاظت سر کی غرض سے تمام خاندانی حیثیتوں کو باہر بحوری مستور رکھنا لازم آیا جو ضرورت پیش آمدہ کی اہمیت کے لحاظ سے علین دربار اور دانشمند از مصلحت تھی، اس کے بالمقابل دوسری طرف قدرت کے زبردست آہنی پنجے نے چرٹ سنگہ کیسے بیسبغ ظلم و فساد اور مصدور و جفا کی نسل کا خلق حکمرانی بالآخر سرزمین پنجاب کے ہمیشہ کبے شقیعہ کر دیا، اسکا تاحی مال و املاک غیروں کے تصرف اور قبضہ میں دیا گیا اور ہر گاہ (۱۹۲۲ء) تک باقی نہ چھوڑا۔

جنہوں نے کی ستم کو شہی وہ ظالم سنگہ آخر کیا ہے بار اثبات یہ تاریخ سخی مثالوں نے

جب یہ سین ڈراپ ہو چکا تو پھر اس سے پون صدی کے بعد ان بچے کچے علی جوہر ریڈوں کی سیوا کے خاتمہ کا زمانہ بھی آگیا اور وہ مایاب علی خزانہ حوادث روزگار سے نہ بچ سکا، آہ کن الفاظ میں بیان کیا جائے کہ ۲۴ اور ۲۵ اگست ۱۹۱۹ء کی مسلسل ۸ گھنٹے کی بارانِ رحمت ان کے خاتمہ سیوا کا پیغام اپنے ساتھ لائی جس کو ٹھڑی میں یہ سب کچھ تباہ پر زور اور لگاتار موسلا دھار سینہ کی تابِ مقاومت نہ لاسکی،

اب جہاں اس گرانمایہ وراثتِ علی کے منافع جانے کا نہیں قلبی رنج ہے، وہاں ساتھ ہی اس دیرینہ قلبی شجرِ نسب کے تلف ہو جانے کا بھی بے حد ملال ہے جس کی تصدیق ۱۹۱۹ء کے اخیر تک ایک مخصوص پابندیِ ملامت تھی،

زمانے نے اگرچہ ان کتب و کاغذ کا وجود اور نشان بک باتی نہیں چھوڑا، مگر انکی یاد ہماری سینہٴ بریاں میں آہِ سوزاں کا کام کر رہی ہے، ہم ان سے اپنے نامور آباؤ اجداد کی عظمت و شوکت کی یاد کو تازہ رکھنے کا کام لیا کرتے تھے، اس لئے آج ہم انکی ابدی جدائی کی یاد گاریں اپنے قومی پیغامبر اور قومی نقادہ "القریش" کی وساطت سے الفاظِ ذیل میں آنسوؤں کے چند پھول انکی یاد پر بچاؤ کرتے ہیں،

فریش خستہ جاں تو نے کبھی سوچا بھی ہو دلیر	رہمت تلک زیرِ بگلیں تیرے جہاں سارا
یہ ایک انقلاب آیا حکومتِ چین کی ساری	نثرِ بے زبں پر آسمان نے ہم کو دے دیا
حکومت کا تو کیا روناک وہ اک عارفی شہنشاہی	نہیں دنیا کی آئینِ مسلم سے کوئی چاہا
مگر وہ علم کے موتی کتاب میں اپنے آباؤ کی	بتاک اک درق جن کا ہجو جانِ دل بھی پایا
اٹھ طوفانِ بادیں کیلئے پیغامِ حبس آیا	کن ہوں کا خزانہ گر گیا برباد ہو سارا
یہی لے دے کے بس اسٹاک کی میراث باقی تھی	کیا جس فی دل اپنا حسرت و اداں کا گہوارا

بیادِ نرِ سیاہِ ماحشرِ میاں ماما شاہن

سپریم اس متاعِ بیش قیمت بادِ بارانِ را

تلک کا سب سے زیادہ سایا ہوا

قاضی، نظیر حسین فاروقی مستوفی (ریٹائرڈ)

گو جسے روزِ داد
۸ ستمبر ۱۹۲۸ء

اس سوجھ بوجھ میں ابے نہ ایک ہی پرانا قلبی شجرِ خُشبِ خاندان میں باقی ہے جو ہر جگہ جہاں بزرگیدہ صمدیہ قاضی نظامِ محققِ قاضی نور محمد کے بارِ زادہ قاضی علی اختر صاحب مرحوم نے تاریخِ خاندانِ موسرہ جو اہلِ آبِ ہشتیہ میں مشہور ہے وہاں میں یہی نظم فرمایا ادا ہے وہ بہرِ محرم قاضی فضل حسین صلا اللہ علیہ میں آباؤ کے آبائی کتبِ خاندان میں موجود ہے، نظیر،
سے علامہ سر محمد اقبال کے کام میں تعریف کیا گیا، بیشتر حصہ آپ کے استاد کا ہے، قاضی،

سرِ محبت

(از جناب مولانا غلام حسین صاحب شاکر صدیقی)

حدیثِ حسنِ او د ادم زباں را ، ز چشم انداختم ہر این و آن را
 من آن مستِ شرابِ عشقِ اوئم کہ ببنیم غرق در حنش جہاں را
 گرفتارِ شکرِ عافِ چرائی باغوشِ عیتیں آدرگساں را
 بسرِ دارم چرا سودائے سودے کہ ایں بختیدہ اند حبیبِ زباں را
 بخلوتِ اند کے بادلِ نشتم نہاں دیدم سجود کون و مکاں را
 دلم در حبسِ او ہم ہیرہ یا باست کہ یادش میدہد تکیں جاں را
 چمن از جتو لطفِ دگر خود ، بگواے دل ز مقصدِ کامراں را
 ازاں نورے کہ میثرب گشت سینا منور ساز بزمِ کن فکاں را !
 چو عسرِ عشقِ خود بر من اثر کرد برا و روم ز گلِ انوارِ جہاں را
 باں رفت محبتِ مے پراند کہ میداتم زینے آسماں را
 شہیدِ نغمہ و متالِ ہتم
 بگوشتِ اکو ز من صاحبِ لاں را

ایک صفحہ فوری اطلاع
 جن احباب کا سالِ حشر یہ ادبی اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے وہ مہربانی کر کے سالِ آئندہ کا زچہ بندہ بذریعہ منی آرڈر پہنچا کر شکور کریں اور ندوی پی وصول کرنے کیلئے تیار رہیں، کیا اچھا ہو کہ احباب ایک ایک غویہ کے اضافہ کے لئے بھی سی ہندہ کر میں مزید شکر یہ کاموقع دیں، نیاز مند میجر،

بصائر و عبر

دم واپسین پر ایک انگریز کا دروازہ گیر پیغام

سٹر جسٹس ہاؤس لندن کا مشہور کرڈ ہتی تھا لیکن ایک زبردست خسارہ نے اسے دیوالیہ کر دیا۔ گذشتہ ماہ اس نے زندگی سے ہزار ہوں کو خودکشی کر لی، لیکن مرنے سے پہلے ذیل کی تحریر لکھ کر منبر پر لکھ دی تھی، میں اس وقت عبدیت اور غلو کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور دنیا کے نام اپنا آخری پیغام لکھ رہا ہوں میں نے زندگی پر اس نکتہ نظر سے نگاہ ڈالی ہے، جو ایک مرنے والے انسان ہی کا نقطہ نگاہ ہو سکتا ہے۔ میرے فنا پذیر عقیدے میں دنیا کا قدیم عالمگیر تمدن، اگست ۱۹۱۴ء (یعنی جنگ عرصی کے آغاز کے طیف اشارہ کرتا ہے)، میں مر گیا، اس کے بعد اب تک جدید عالمگیر تمدن کی پیدائش نہیں ہوئی ہے، میں نے بادشاہوں کی میزبانی کی، امیٹوں کو بے تکلفانہ انکسارہ ناموں سے پکارا، میری ملکیتیں شاندار جہاز تھا جس پر میں نے پورے کرہ ارضی کی سیر کی، میری صلیب میں صلیب گھوڑوں کی صفیں بند ہی تھیں، میں تھیروں کا بھی مالک تھا، بڑی بڑی اقدار جاری کر نیوالی کپٹیوں میں بھی میرے حصے تھے، میں نے عظیم الشان تجارتی کاروبار کئے، میرا اس المال پذیرہ کرڈ پاؤنڈ تک پہنچ گیا تھا، میں نے صرف ایک دن کے اندر ... ۱۵۰۱ پاؤنڈ نفع کمایا تھا، ان حالات میں امید کرتا ہوں کہ سب لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مجھے زندگی کے بابے میں اظہار رائے کا حق حاصل ہے،

مجھ پر زندگی کے گرم اور سرد ہر طرح کے موسم گزر چکے ہیں، میں نے فاقہ کشی کی معیبت کا مزہ بھی چکھا ہے اور میں نے دولت کی سرگرانی بھی محسوس کی ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تین دن کے بھوکے کا احساس کیا ہوتا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ دولت کی فراوانی دل و دماغ پر کیا اثر ڈالتی ہے، مجھ پر وہ وقت گزر چکا ہے جب میری کوئی آرزو بھی ایسی نہ تھی جو میری قدرت سے باہر ہو، میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب ہزاروں انسان اپنے پیٹ کی روٹی کیلئے میرا ہاتھ تھکتے تھے،

گھوڑ دوڑ کی ایک دوڑ میں میں نے ... ۱۱۰۰۰ پاؤنڈ جیتے تھے، لیکن ایک وقت وہ بھی تھا جب تاش کی ایک بازی میں میری جیت صرف ایک شنک تھی، دولہندی کے ایک لاکھ اور غوث کو اشنک دروں کی جیت کنگ الگ الگ اثر میرے دل نے محسوس کئے، ایک مرتبہ ۱۹۱۹ء میں لندن سے ڈبل تک کی

۵۔ اس کی مسافت میں نے اپنے پیڑوں سے طے کی تھی، کیونکہ میرے پاس ریل گاڑی نہ تھا، پہر ایک وقت وہ بھی دیکھا جب پوری ٹرین صرف میرے لئے روانہ ہوتی تھی، تاکہ مجھے مختصر پہنچا دیا کرے، میری زندگی کے آخری لمحوں میں میرا مافظہ زندگی کے تمام انقلابات ایک ایک کر کے میری آنکھوں کے سامنے سے گزرا ہے، اس وقت میں اس قابل ہوں کہ زندگی پر ایک منعقدہ فیصلہ کی نظر ڈالوں، زندگی کمیتوں میں انرم سے نرم فیصلہ یہ ہے کہ وہ ایک عظیم انسانی کرٹھائی ہے، جو طبع، شہوت اور طاقت کے سبب آتشیں مادوں پر یک ہی ہے، تمام بلند ارقیق، شریف جذبات ناپید ہو چکے ہیں انکی جگہ غیبت ناجوانہ پر شور غماص نے لیلی ہے، اوت اور مال کی خواہش اس قدر زبردست ہو گئی ہے، کہ بالآخر کم سے سو کوئی دوسری قوت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی،

زندگی کے تمام دن باہم مشابہ ہیں، آتا دلتے دلتے ہیں، ایک ہی قسم کے چہرے، ایک ہی قسم کے مزاج، ایک ہی قسم کے دل، ایک ہی قسم کی چیزیں، ہر نیا دن دیا ہی بڑا جیسا پچھلا دن تھا ہر نفس طمع سے اسطرح لیریز جطرح دنیا کا ہر باشندہ زیادہ مال کی مجنونانہ طلب زیادہ عیش کی غصہ پرستانہ خواہش، مگر کام بہت کم، نیکی اور ہی کم، ان لوگوں کی بیئر مال جمع کرنے پر ٹوٹ پڑی ہے، کسی کو خود داری کا خیال نہیں، کسی کو شرافت کی پروا نہیں، ایک حساس آدمی کھیلے بنظر موت سی کم نہیں، ایشیج پر دولت کا کوئی دیوتا نمودار ہو سکتا ہے، خوشامیوں، چالوں، سوں، ابن الوقتوں کی بھٹی میں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں وہ کھلتا پلاتا ہے، جلسے کرتا ہے، لہو و لب کے تمام سامان ہسپا کرتا ہے، نیکی بڑی تعریفیں ہونے لگتی ہیں، اسکی دوستی کا لاکھوں دم بہنے لگتے ہیں، اسے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے، کہ اس زمیں پر مجھ سے بڑا مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی انسان نہیں، میں خدا کا پسندیدہ اور اس کی مخلوق کی آنکھ کا تارا ہوں،

لیکن ادھر اس کا سونا چاندی غنم ہوا اور دنیا کی نظریں بھی پیر گئیں، اب نہ دوست دوست ہیں نہ عزیز عزیز، حسرت اور مذمت صرف بد و مکروہ رفیق زندگی ہر کی رقابت کے لئے اک بیلو میں رہ جاتے ہیں، میرے خیال جو کوئی بھی زندگی کو اس نظر سے دیکھ لے گا اور اس معیار و نظریے و وزن کو بگاڑ دے ہرگز نشیہ کی نیند سو جانے پر افسردہ نہیں ہو سکتا،

لیکن ٹھہرو، مجھے اپنے زندگی کے اس آخری لمحے میں ایک نظر اوپر اٹھانے دو، آہ بابہ دلاؤں پر میری بیوی کی محبت و اخلاص سے لیریز آنکھیں بھیجو دیکھ رہی ہیں، آف یہ میرے لڑکے کے تسمہ ہونٹ بل رہے ہیں، جیسے یہ آواز ستائی دے رہی ہے، بابا! یہ تم ہو،

ابھی! یہ میری دونوں لڑکیاں کٹھڑی ہیں، اپنی طویل ہلکوں کے اندر سے مجھے دیکھتی اور پردہ شفقت کے بوسہ کیلئے بڑھ رہی ہیں،

ان! اب میں زندگی کی مسرت محسوس کرتا ہوں، لیکن ہم اس مسرت سے بھی کیوں نرسوت برداشت ہو جائیں! کیا حقیقت نہیں ہے کہ انسان زندگی تمام مصائب و آلام اپنی مجبوریوں کے درپردہ پہنچ کر پہل جاتا ہے، لیکن یہ دیکھو! میری مجبوریوں کی تصویروں پر پردہ چڑ گیا، اب میل سرچکا رہا ہے، میری سینے کے اندر شعلے سے بھر کر رہے ہیں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک دیکھتے ہوئے تنہا پرکھتا ہوں، میں نے تمہارے میں اپنی پوری دنیا کھودی، مجھے اس مصیبت کا کفارہ ادا کرنا چاہیے،

میری بیوی، میرے عزیز بچو! میرے وہ تمام دوستو! جو اس وقت بھی میرے دلیس موجود ہو، خدا تمہیں برکت دے اور تمہارے ساتھ ہوا، خدا اگر رحم دنیا کی زندگی کو اس سے زیادہ نہ سمجھو حقدار وہ فی الحقیقت ہے

جوتی کی سرگزشت

از کلنگ گہر سلک جناب سید ظہور احمد صاحب مدیر تعلیمی دہلی

بھینک دو بجے کوڑے میں ڈال دو، خاکروب کے ٹوکڑے کی نظر کرو، تمہیں اختیار ہی لیکن یاد رکھو کہ میں بھی زبان رکھتی ہوں، تمہاری طرح عضلات کی بنی ہوئی، زبان نہ مہی، زبان حال ہی، زبان بھی رکھتی ہوں اور تاریخ بھی رکھتی ہوں، آج تم مجھے ذلت سے دیکھتے ہو لیکن کل میں ذلیل نہ تھی، میں خود بھی عزت رکھتی تھی اور تمہارے ساتھ تھی اور ہر مسئلہ میں تمہارے ہمراہ تھی،

مجھے ذلت سے نہ دیکھو، میں اس مغز مہی کا ایک جزد ہوں جسے میں کروڑ ہندوستانی ماں کے نام سے پکارتے ہیں، بسنے میں گائے کے شانے کا پوست ہوں، مجھے دھنسا ب، نے گوشت سمجھا کیا، مدتوں میرا سودا ہوتا رہا اور میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوئی، اس کے بعد مدرس کی مشہور ٹیٹری میں میری وباغت کا آخری سرسرن ادا کیا گیا، ادا کیا فدا اور میں ناپاکیوں اور بدنامیوں کی سخت ہاکر روپ، کی دنیا میں آئی، ٹیٹری کی حسنا عیوں نے ایک فدا اور مجھے رنگ بول کی دولت عطا کی، ایک فدا اور میرے اندر رونق اور چمک پیدا ہوئی، اور اسے ناسپاس انسان ایک فدا اور میں اس قابل ہوئی کہ تیری خدمت کے سکون ٹیٹری کی تکلیفات کے بعد میرے گاہک پیدا ہوئے، میں ریلوں میں سفر کرتی ہوئی اور شہر و شہر پھرتی ہوئی

ایک شو فیکٹری میں آئی، اب میری منت مریجی کے ہاتھ میں تھی، مجھ میں روح نہ تھی، احساس نہ تھا، لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ کس بیدری کیا تہہ اس کی راسیاں میرے سینہ پر چلتی تھیں، اس نے جتنے جاؤ گھڑے کئے اور مجھے ایک قاب (کابلہ) پر چڑھا کر پرگس جڑویں، کیا پوچھتے ہو میری سرگزشت،

ہفت صد ہفتا و قاب دیدہ ام

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

ہر حال میں ایک شو کی شپ میں لائی گئی، پہر ایک چنبر بنی، پہر میرطف غنیت کی نگاہ اٹھی، پھر مجھ پر دیکھنے والے کو پار آئے لگا، ایک کس میں بند کھینچی اور چند روز کے بعد آنکھ جو کھولی تو اپنے آپ کو دہلی کے مشہور بازار چاندنی چوک میں پایا، آہ! میں جس نے بنارس میں جنم پایا، فیض آباد میں جوان مولیٰ لکھنؤ میں زندگی ختم کی، ایسی میں کہاں بنکر گئی، اس میں پکا کی گئی، اگر وہ میں جو تھی ابھی آج دلی میں تھی اور "پپ شو" میرا لقب تھا، میں کس میں بند تھی اور ہندوستان کی ناکھڑا لڑکیوں کی طرح نہیں جانتی تھی کہ میرا نسب کب کہاں سے آیا، میں کس کے ہاتھ بچنے والی ہوں اور کن پیڑوں سے مجھے واسطہ پڑنے والا ہے، میرا سودا ابھی نہیں ہوا تھا، لیکن تاجر مجھے دن میں کئی مرتبہ کس سے نکالتا تھا، اور اس خیال سے کہ مجھے کسی نہ کسی کے سر منڈھ دے، ہر گاہک کے سامنے جس کو وہ بیکر لے موزوں سمجھتا تھا میری ٹائٹ کرنا تھا اور وہ کہاں بے حسیتی کے ساتھ بھجوا گئے پیچھے سے تھام کر گاہک کے پاؤں کو درائشی اجانت دیتا تھا، لیکن کسی کا پاؤں اتنا چوڑا ہوتا کہ میں اس سے بڑی ثابت ہوتی اور کسی گاہک کا میرے اندر پس جاتا، کہ وہ ان ان کی مدائیں بند کر کے مجھ سے جدا ہو جانا، کبھی میں کسی گاہک کے پاؤں میں ٹھیک آتی تو قیمت کا معاملہ نہ ہوتا، غرض اس کشاکش اور کشمکش میں کئی مہینے گزر گئے اور تاجر اپنے بازاری تجارت اور چرب زبانی کے باوجود میرے دام کھرے کرنے اور بیکر ذریعہ سے کچھ کمائیں کامیاب نہ ہو سکا،

آخر کار مراد کی کچی کھلی، وہ مبارک ساعت آئی جس کا انتظار تھا، میرا حقیقی گاہک آیا، پوچھا، دو کاغذ! نے اپنی دستی رومال سے میرا منہ پونچھا، اور بڑی تیز سے خریدار کو پیش کیا، اس نے دیکھا پہلا، پاؤں میں ڈال، دام ادا کئے اور مجھے بستو کس میں بند کر کے اور کس بغل میں دبا کے گھر لے چلا، یہ کون تھا؟ شرمائی نہیں، آنکھ ملائی، یہ آپ تھے، ہاں آپ تھے جناب منشی صاحب، آج مجھے گھر کے گوشہ میں رکھو گے روادار نہیں، لیکن چہ ماہ قبل آپ مجھے بغل میں دبا کر لائے تھے، ہاتھوں ہاتھ میری رونمائی ہوئی تھی، آپ کے گھر میں شخص نے میری رعنائی اور خوشنودائی کی تعریف کی تھی، جب آپ مجھے پہنکر کہیں جاتے تھے تو آپ کی نگاہ بار بار میرے عرف متوجہ ہوتی تھی، ہفتوں آپکا دستور تھا کہ اپنے پیڑوں سے دوسروں کے پیڑوں کا موازنہ

کرتے تھے اور اپنے پاؤں میں مجھے دیکھ کر خوش آتے تھے۔ وہ ابتدائی آواز میں جو میری دوشیزگی اور ترو تمانگی کا ثبوت تھیں، آپ کیلئے نغمہ اغصوں سے کم مست کر سوائی نہ تھیں، یہ وہ زمانہ تھا جب آپ حضرت لقمان کی اس ترقی صحت کو بھول گئے تھے، (ترجمہ زمین پر اتر کر چل) اور اس امیرانی خوش آہنگ صدا سے آپ دانستہ اغماض فرماتے تھے۔

آہستہ خرام بلکہ محسرام زیرِ قدم ہزار جان است

جب میں آپ کی رفیق بنی، اس کے تیسرے دن جو واقعہ پیش آیا، کیا اب وہ آپ کے حافظہ میں نہیں؟ اس خیال نے کہ پوشاک بھی اچھی ہے اور جوتی بھی نئی ہے، آپ کو ایک روز رات کے اچکے کہاں پہنچا دیتا تھا میں اگرچہ پاؤں سے آگے نہ بڑھ سکی تھی، لیکن آپ کی سب گفتگو میں نے سنی تھی اور آپ کی ہر حرکت میری نظر سے گزری تھی، کیا میں اس تین گنہگار کی تفصیل غم کروں، یا روز محشر کیلئے اٹھا رکھوں، مجھو بارہا اچکے ہمارے قوس و سرود کی محفلوں میں یہی شرکت کا اتفاق ہوا جہاں اگر آپ میری لپری حفاظت نہ کرتے، تو انکو رہنمہ پائی کی حالت میں گھر واپس آنا پڑتا، لیکن یہ دفعہ ہے جب کاکہ آتش جوان تھا، اب وہ جیسے کہاں، اب تو میری خدمات صرف بیت الخلاء تک محدود رہ گئی ہیں اور مجھے اس خدمت سے بھی سبک دہش کیا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہتی کہ آپ کبھی مجھے ساتھ لیکر نیکی کی راہ نہیں چلے، ہاں آپ دو تین دفعہ مسجد میں بھی تشریف لگئے۔ جب آپ مجھے صغیرِ فعال میں چھوڑ کر اندر تشریف لگئے۔ تو فضا میں یہ آواز گونج رہی تھی،

اپنی جوتی سے ہیں ساری نازی ہشیار ایک بزرگ آتے ہیں مسجد میں غفر کی صوٹ

بہر حال میری رفاقت پر عذر فرمائیے اور میری خدمات کا اندازہ کیجیے، کہ میں ہر نیک بد میں آپ کو بہتہ رہی اور اپنی تمام قوتیں اور عنایاں آپ کے قدموں پر نثار کروں، لیکن دنیا کی کسی مطلب پرست ہے کہ جب کسی شے یا شخص میں اس کا مطلب باقی نہیں رہتا تو پھر وہ اس کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتی، بیشک میں آپ کے مطلب کی نہیں رہی ہوں، آپ مجھ کو بہتر شرکوں پر چلیں گے تو آپ کی سوسائٹی جو پوشاک سے عزت اور ذات کا معیار قائم کرتی ہے اگر جس کیلئے اس معیار نے نہ معلوم کتنے خاندان تباہ کر دیے، آپ کو ذات کی نظر سے دیکھی، لیکن مجھ کو پہنیک دینے سے یہ بہتر ہے، کہ آپ کسی چار کے ہاتھ مجھے دو تین آنے کو فروخت کر دیجئے، تاکہ آپ بھی فائدہ میں رہیں اور میں بھی اپنے آخری انفاس سے کسی غریب کی خدمت میں بسر کر سکوں، کیونکہ وہ مجھ کو گناہگار ایک دفعہ اور نئی روح پہنک دیکھا، اور اس طرح میں کچھ دھوؤں اپنی زندگی قائم رکھ سکوں گی،

چمن ام ترسیر ایک بچہ پندرہ سال کی کسی گذشتہ شاخہ میں ہم تعارف کراچے میں، اپنا سال ختم ہو چکی تعویذ پر کارہ و ازین چمن نے جنودی کار و اساتذہ گزشتہ نکلنے کا اعلان کیا ہے جو غیر معمولی شان میں شائع ہوا، خریداران کو مفت اور بیکار شاہین کو ہر فی پرچم کے حساب سے دیا جائیگا، منجر چمن امرتسر سے طلب کیجئے، انڈیا

افکارِ عالیہ

ہوا بھی خوشگوار ہے گلوں پہ بھی نکہار ہے

ترنمِ حسنا ہے بہار پر بہار ہے

کہاں چلا ہے ساقیا، ادھر تو ٹوٹ ادھر تو آ
سبواٹھا پیالہ بکسر، پیالہ بہر کے دے ادھر
وہ کالی کالی بدلیاں، افق پہ ہو گئیں میٹاں
یکیا گماں ہے جگماں سمجھ نہ چکھو نا توں

عبادتوں کا ذکر ہے

جنون ہے ثواب کا

مگر سنو تو شیخ جی، عجیب تھے ہیں آپ بھی،
حسین جیوہ ریزہوں، ہوا میں طسیر تیزہوں
نگار اے نقشہ گر، کوئی ادھر، کوئی ادھر
چوچی قسمہ مخمّر، متبار نقطہ نظر

یگشت کو ہمار کی

یہ گلوں کے قہقہے

کسی سے میل ہو گیا، تو رنج و فکر کہو گیا
یہ عشق کی کہانیاں، یہ ریس پیری و امتیاں
یہ آسمان یہ زمیں، نظارہ اے دلنشین
ہے موت اس قدر قریں، مجھ کو نہ آنگاہیں

نہ غم کشو دلت کا

نہ بدو کا نہ ہمت کا

امید اور باسِ گم، جو کس گم، قیاس گم
نہ مے میں کچھ کمی رہی، قدح سے ہمو می ہے
وہ مانگ چیر مڑا! طرفِ فرا! الم رہا
ہر ایک لب پہ ہو صدا نہ داتہ، دیکھ ساقیا

نظر سے آس پاس گم، ہمہ جز گلاس گم،

نشت یہ جی رہے، یہی ہما بھی رہے،

اثر صدا اے ساز کا، جگر میں آگ دے لگا

پلائے جا پلائے جا، یہی تو میں جوان ہوں

یہ لہجہ

جدید الشیوع قریشیوں کی تاریخی حقیقت

نمبر ۲

مراسی طبقہ میں یہ کہاوت زبان زد عام ہے کہ کپاس۔ کما۔ کنگ اور مراسی سے سب کچھ بن سکتا ہے۔

بادی النظر میں یہ بات بہت بڑی حد تک صحیح پائی جاتی ہے۔ کیونکہ مراسیت کا دائرہ اثر وسیع ہے کہ پنجاب کے جاٹوں اور دیگر ہندی نژاد اقوام کے علاوہ چوہڑوں کے بھی مراسی مراہٹوں کے بھی مراسی۔ اور اسی پر ہی بس نہیں بلکہ سانپوں کے بھی مراسی۔

ازمنہ ماضیہ کی روایات اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ایک زمانہ میں مراسی بلحاظ فن حاضر جو اپنی اور ظرافت و بذکر سخی کے ام کی محفلوں کے کھلونے سمجھے جاتے تھے۔ اور روزمرہ کی مشق کے لحاظ سے طلیق اللسانی ان کا عام پیشہ تھا۔ لیکن اب بعد جون جون زمانہ بدلتا گیا۔ تو ان کے پیشہ کی اکتسابی نوعیت میں بھی فرق آتا گیا۔

شد آن مرغ کو خانہ زریں نہاد

زمانہ دگرگون آئیں نہاد

بیسویں صدی عیسوی میں تو تعلیم جدید کے تاثرات نے کمین کلاس طبقہ کے پیشوں پر نہایت ہی متغیر اثر ڈالا۔ چنانچہ انظر من الغمس ہے کہ جس طرح دائرہ کس کی طغیل پانی کے نلوں اور لاریوں نے جھیروں اور سقوں کی ضرورت میں تخفیف پیدا کر دی۔ اسی طرح مارونیم گراموفوں اور ہرما سٹروڈانس کی روز افزوں ترقی نے مراسیوں کے گانے کے آبائی پیشہ پر ایک کاری ضرب لگا دی۔ تھیٹر ٹیکل کمپنیوں اور سینما کی ٹیکیلوں اور تماشوں نے طلبہ کی تھاپ سارنگی کی سُر اور رباب کے رواج کو مدہم کر دیا۔ ڈاک خانہ اور تار کے محکمہ جات۔ نے شادی اور غمی کے ہیامات ڈوموں کے ذریعہ پہنچانے کے طریق کو یکسر بدل دیا۔ ریل۔ لاری۔ اور موٹر کی سوارپوں نے سفر کی راہیں آسان کر دیں۔ جس کی وجہ سے مراسیوں ایسے کمیوں کا خدمت میں ہمارا رکھنا چنداں ضروری نہ رہا۔ تعلیم جدید کی روشنی نے رشتے ناطوں کی تلاش ڈوموں کے ذریعے لازمی نہ رہنے دی۔ شادی بیاہ کی تعاریب پر پڑنے رواجات کے مطابق کلیان اور فلانے آن کا دستو

جاتی ہے۔ ہندوؤں ہی سے مسلمان بنائے گئے۔ ان کو کہیں ڈوم۔ کہیں ڈوم اور کہیں ڈوم کہتے ہیں۔ یہ ایک جنگلی مٹ جاتی ہے۔ یہ بھارت دیش کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ راجپوتانہ میں بھی ہیں۔ جہاں یہ بہت غریب ہیں۔ یہ اپنے جھانوں کی "پیر مہیاں" (انساب) یاد رکھتے ہیں۔ اور جب ان کی کلیان کرتے ہیں تو دس دس بیس بیس پشتوں تک سرزبانی کہہ جاتے ہیں۔ اور ان کے اچھے اچھے گیت بنا کر سازنگی اور رباب پر گاتے ہیں۔

دہرم شاستروں میں ان کی پیدائش "اگر استری" اور "کشتری" سے کہی ہے اس لئے تم کی کفایت کے لحاظ سے یہ جاتی چھتری ورن میں شمار ہوتی ہے۔

دوسری روایت کے رو سے ڈوم لوگ راجہ بن کے خاندان میں سے ٹھہرتے ہیں جس سے ان کی ایک شاخ بن نہی مشہور ہے (بحوالہ مسٹر کرک)۔

لیکن ان کے بھیدوں (فرق) کے دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ ان میں کئی طبع کی جاتی شامل ہیں جس سے ان کی حالت ہر جگہ ایک جیسی نہیں۔ جیسے تزکیہ۔ گپہ۔ گائے مار۔ گھار کر۔ چھری۔ چریلیا۔ ست چریلیا۔ سمند۔ اسرپ۔ ہتمان۔ نہرکارے۔ منگربا۔ نانیت کی عقل۔ سوادور۔ جوگن۔ رنگرند۔ بھیریا۔ بڑا۔ سرکھیا۔ بکریا۔ گجریا اور لنگوٹیا۔

یو۔ پی۔ میں ڈوموں کی تعداد ۲۹۸۹۲۳ ہے جن میں سے ۲۸۲۶۳ مسلمان ہیں اور باقی ۲۵۰۶۶۰ ہندو۔

دیکھو کشتری ولس پر دیپ۔ مطبوعہ ۱۹۲۸ء جلد دوم۔ صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲۔

نہ یوں تم ادعا کرتے نہ ہم ترویید یوں کرتے

نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

۱۔ مراسیہ میں چہ؟ ۲۔ ہر داو معروف۔ ۳۔ ہر داو مجهول۔ ۴۔ علاقہ کچی (بلوچستان) میں ڈوم۔ ڈومب۔ مراسی اور لوی ہر چہار سمتل ہیں۔ ۵۔ ہندوستان کے جنگل کی۔ ۶۔ اسی جگہ کی پیداوار جھڑے۔ ۷۔ سب جگہ ایسے ہیں۔ ۸۔ پنجاب میں بھی یہ انکا پستی پیشہ ہے۔ ۹۔ روزمرہ کی مشق کا نتیجہ ہے۔ ۱۰۔ آبائی پیشہ ہے۔ ۱۱۔ کھتری سے یہاں گئی عورت شہور میں سے مات پن سنیکیرن (دوغلا) دن۔ دیکھو۔ ۱۲۔ چندراکوش سنکرت۔ ۱۳۔ راجپوت باپ۔ ۱۴۔ فارسی زبان کے لفظ میر زادہ بروزن مشہور زادہ کی وجہ سے کیا؟ ۱۵۔ ترشیت جدیدہ کجارت۔

۱۶۔ جد امجد معلوم شدہ۔

۱۷۔ پنجاب میں بھی مراسیوں کی بے شمار گوتیں ہیں۔

یہ کہنا کہ میزاسیوں یا ڈوموں کا وجود غیر مسلموں میں نہیں پایا جاتا۔ تاریخی ناواقفیت اور قلت معلومات پر مبنی ہے۔

Minotrel (Mirasi or Domb)

گو تباہی نے میراثی یا ڈومب، دیکھو۔ گزیر علاقہ کبھی۔

ہس میراثی یا ڈوم قوم کے وہ افراد جنہیں حال میں چار سال سے ادعا ئے قرشیت کا نیا شوق چرایا ہے۔ کشتری ولس پردیپ یعنی ”چھتری خاندانوں کا چراغ“ کی روشنی میں ڈوم کی پیدائش کے راز حقیقت کو معلوم کر لیں اگر اچھا ناپہلے معلوم نہ ہو

بچوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پا کاں برد

کہا اندریں صورت ڈوموں کو حد و عرب سے ہی کوئی جزا فیائی نسبت حاصل ہو سکتی ہے؟ چہ جائیکہ قوم قریش سے۔

آہ۔ کس قدر نامی و نامہ رادی اور کس قدر دولت و ثروت کا مقام ہے کہ نسب تو وہ ثابت ہو۔ جو دو غلاموں کی حقیقت کو افشا کرے۔ اور مین بنسی کا اطلاق ادعا ئے قرشیت کو باطل ٹھہرائے اور پھر تاریخی لحاظ سے اس نتیجہ کے مترتب ہونے کا موجب ہو کہ انہیں سو واندہ واراں سو واندہ۔

نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ لوہر کے رہے نہ اوھر کرے

کاش کہ ادعا ئے قرشیت سے پہلے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیا ہوتا۔ یا اپنے بڑے پوڑ پوڑ ہی سے پوچھ لیا ہوتا۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آر دیشیمانی

ہمیں بے حد ہمدردی ہے۔ لیکن تیاریج ہمارے بس کی بات نہیں۔ لہذا یہ بھی سن لیجئے کہ ڈیپٹرڈ کشتری میں ڈوم یا لوری یا چپی (Gypsy) کی تشریحوں کی گئی ہے۔

Gypsy (1) one of a vagabond race, whose tribes

Coming... originally from India living by theft... Pardon.

(2) a dark Coloured person (3) a Cunning or Crafty

ترجمہ۔ لوری (۱) آوارہ گرد قوم کا ایک فرد جس کی قبائل اوائل میں ہندوستان سے آئے۔

..... چوری وغیرہ پر گزارہ کرتے ہیں (۲) سیاہ فام آدمی (۳) مکار اور غیار آدمی۔ علاقہ جہاں لورا

The Dorias are known as rogues and vagabonds and their Petty Thieving and Cheating are proverbial.

ترجمہ۔ لوری یا ڈوم۔ آوارہ گرد اور بد معاش مٹھور میں اور ان کی چھوٹی چھوٹی چوریوں اور دغا بازیوں ضرب امثال ہیں۔

ایکٹ نمبر ۶۔ مجریہ ۱۹۲۷ء۔ متعلقہ اقوام جرائم پیشہ میں یوں مذکور ہے۔

The Criminal Tribes Act VI of 1924, List of Notified Criminal Tribes and Gangs in The Native States
Bharat-pur State

"Gypsy Tribes".

ترجمہ دیسی ریاستوں میں مشترکہ جرائم پیشہ اقوام یا گروہ کی فہرست۔ ریاست بھرتپور۔
"لوری اقوام" یعنی ریاست بھرتپور میں منجملہ چند دیگر افراد یا اقوام کے "لوری یا ڈوم" جرائم پیشہ قوموں میں داخل ہیں۔

اب یہ بتانا ہمارے لئے ضروری نہیں کہ جرائم پیشہ لوگوں کی نقل و حرکت اور ان کے بود و باش کے متعلق کس قسم کی نگرانی اور کس قدر پابندی روا رکھی جاتی ہے اور ان کو سوسائٹی اور حکومت کس نگاہ سے دیکھتی ہے؟ اگر ضرورت ہو۔ تو کسی ذمہ دار پولیس آفیسر سے معلوم کر لیجئے۔

لوری یا ڈوم قوم کی اپنی ایک جدا گانہ بولی بھی ہے جس کے متعلق مردم شناری ہندوستان سال ۱۹۰۱ء متعلقہ بلوچستان جلد ۲ حصہ اول کے صفحہ ۷۱۔ میں یوں لکھا ہے۔

Dorichini is spoken by the Doris or Professional Musicians and is probably a Gypsy language.

ترجمہ۔ لوری چینی لوریوں یا پیشہ درمطربوں میں رائج ہے۔ اور غالباً یہ "چپوں" کی زبان ہے۔

گانا میراثیوں کا آبادی اور قدیمی پیشہ ہے۔ اسی لحاظ سے سٹوڈنٹ پریکٹیکل ڈکشنری میں "میراثی" کے معنیوں بیان کئے گئے ہیں۔

A Singer by hereditary profession.

یعنے گوتیا لچاٹ پیشہ موردنی۔

جنگ یا امن کے ایام میں چونکہ گھوڑوں کی نعلبندی اور معمولی ضروریات از قسم چوب کی سرانجام دہی بھی بلوچستان میں لوریوں ہی کے ذمے ہے۔ اسلئے ادارے اپنے آبائی پیشہ کے لوہارہ اور ترکھانہ کام کی طرف بھی ان کو رجوع کرنا پڑا۔ چنانچہ بلوچستان کے علاقہ جھالاوان کے گزنیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۰۹ میں یوں مرقوم ہے۔

The artisans are chiefly derived from among the Doris.... Their chiefly occupations are those of blacksmith, Carpenter, bard, and musician.

ترجمہ۔ کارگر عموماً لوریوں میں سے ہوتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے پیشے لوہار، چمکار، جھٹ اور گوتیا ہیں۔

علاقہ جھالاوان کا مجموعی رقبہ اکیس ہزار ایک سو اٹھائیس مربع میل ہے۔

۱۹۰۷ء میں جبکہ میں "چیف آف جھالاوان" کا اتالیق تھا۔ تو اس وقت وہاں ایک قبائلی جنگ کا نظارہ بھی دیکھا جس میں فریقین کے لوری (میرانی) اپنے اپنے کیمپ کے لشکر کاؤ بڑانے کے لئے فی البدیہہ زرمیہ اشعار گاتے تھے اور ہر وہی زبان میں ان کے آباد اجداد کے جنگی کارنامے یاد دلاتے ہوئے بلوشید۔ بچوشید۔ بجزوشید۔ اور سر بفروشید کے نعرے لگاتے تھے۔ قاموس العلوم والظنون یعنی سائیکلو پیڈیا آف انڈیا۔ جلد سوم۔ مطبوعہ ۱۹۰۷ء میں میرانیوں کے اذیں قبیل پیشہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

In Sind, the Mirani is a bard, who accompanied his... Chief to the field and sang the Shair or War Song during the Combat.

ترجمہ۔ سندھ میں میرانی ایک بھٹ ہے۔ جو اپنے آقا (جہان) کے ہمراہ میدان میں جاتا اور دوران جنگ میں شعر باجی گیت گاتا۔ کی تصدیق ہو چکی۔

قطع نظر اس کے پنجاب ہی میں نہیں بلکہ میرانی قوم کے افراد جہاں جہاں پہنچے۔ اپنی ہجو گیتا عادات کو بھی ساتھ ہی لیتے گئے۔ چنانچہ بلوچستان کے علاقہ جھالاوان کے گزنیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۲۳ میں یوں مندرج ہے۔

۴ اور ایک شہید کہتے ہیں اور شہید سے زاصل ہے۔

The Doris were specially dreaded for their ability to compose satirical poems.

ترجمہ۔ میراثیوں سے خاص طور پر اسلئے خوف کیا جاتا تھا کہ وہ ہجوئے نظمیں مرتب کرنے میں دستگاہ رکھتے تھے۔

جھالاواں میں شادی کے موقع پر ایک خاص قسم کے نایح کارواج ہے جس کو بروہی زبان میں چاٹے کہتے ہیں۔ گزئیئر مذکور کے صفحہ ۱۱۹ میں اس کا یوں تذکرہ کیا گیا ہے۔

The dancers move in a circle, clapping their hands. Dori generally stands in the centre and

ترجمہ۔ رقص دست افشانی کرتے ہوئے ایک دائرہ میں حرکت کرتے ہیں۔ ادر مرکز میں ایک میراثی کھڑا ہو کر ڈھول پیتا ہے۔

گانا بھی میراثیوں کے پیشہ میں داخل ہے جس کا ذکر گزئیئر مذکور کے صفحہ مذکور میں یوں

کیا گیا ہے۔ Singing is also a popular amusement, but is practiced generally by Doris, who make a speciality of ballads Commemorating tribal heroes, each tribe generally possessing a musician whose services are requisitioned on festive - occasions.

ترجمہ۔ موسیقی بھی عام پسند تفریح ہے لیکن عام طور پر یہ میراثیوں تک ہی محدود ہے جن کا پیشہ قومی بہادریوں کی شان میں گیت تصنیف کرنا ہے۔ عام طور پر ہر ایک قوم کا اپنا اپنا مطرب (گوٹا) ہوتا ہے جس کی خدمات سے مختلف تیوہاروں کے موقع پر استفادہ کیا جاتا ہے۔ پس یہ مراسمی قوم کے افراد کے حسب و نسب۔ پیشہ۔ عادات و اطوار۔ اور خصائص و نقصائص کی تفصیلاً کا ایک مرتبہ جس سے باآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ شرافت و نجابت۔ اور غیرت و حمیت جو پیشہ کا خاص جوہر ہے۔ اس کے ساتھ ان کو کوئی دور کی نسبت بھی ہو سکتی ہے؟

اے برہان پنجابی۔ سسٹھ جو ٹانہ جو میراثیوں کا عام شیوہ ہے۔

اے پنجاب کے "بھنگڑا" سے مشابہ۔

beats the drum.

نادر ہے بلبل شوریدہ ترا حسام ابھی

اپنے سینے میں اسے اور ذرا قہام ابھی

اب مرا سیت کے لئے صعب ترین مشکل اور انشل مصیبت یہ ہے کہ تباخ و جغرافیہ بناری اور ہندی لٹریچر گزیٹیر اور مردم شماری کی رپورٹوں کی تصریحات اور عام واقعات اس کو تشریح کی ہوا کے نزدیک تک نہیں پہنچنے دیتے اور سکندری کی طرح حایل ہیں۔

۱۹۱۱ء کی مردم شماری ہندوستان۔ جلد ۱۴ متعلقہ بلوچستان حصہ اول مرتبہ سر ڈینیئر برے۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ کے صفحہ ۱۷۲ کا بھی ملاحظہ فرمائیے۔

Census of India, 1911 volume 14 Baluchistan

Part-1 by Denys Bray, J.C.S. Page 173, 174

Lori of more than local interest, I fancy, are the Lori, who ought to have little difficulty in worming themselves into any Congregation of the Catholic brotherhood of gypsies all the world over. They are dispersed throughout the whole Country, and reach far away into persia and beyond, Asked about their origin, they usually spin some yarn connecting them with the particular race among whom they live.. By Craft they are tinkers, first and last; after their own fashion they work well enough in gold and silver; They are not bad hands at Carpentry; They are expert.... beggars; Several of them are dumb

۱۹۱۱ء میں جب مردم شماری بلوچستان کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ تو بحیثیت مسخونی بھی بھاک آپس شوق تعارف حاصل ہوا۔ لوریوں میں جب آپس ایکٹ گورنر جنرل چیف کمنٹر بلوچستان کے فٹ اسٹنڈنٹ تھے۔ تو آپ نے ایک اہم معاملہ میں جو میری ذات خاص سے متعلق تھا۔ ازراہ انصاف معقول معاونت فرمائی جس کا میں شکر گزار کے ساتھ معترف ہوں۔ اب آپ "سہ" کے معزز خطاب سے مفتخر اور گورنمنٹ آف انڈیا کے فارمن سکریٹری ہیں۔ قاضی۔

or professional minstrels; the wives of the domb are the midwives of the Country It is in Makran, Therefore, that we find The Lori in his element, And This is The way This merry, Careless, Ne'er-do-well gypsy - This tinkler, goldsmith, minstrel, ballad-monger, donkey-Coper, juggler, Circumciser, quack, This jack-of-all-Trades, everything by starts and nothing long - Sums up The story of his life:

"Wanders we were born, wanderers we live, and wanderers we shall die, When our bellies are full we pray. When our bellies are empty, we cheat - for are we not the rightful sharers in the food and the drink of you all? No birthplace nor home nor burying-ground is ours. Our birth is in The jungle and the

(ترجمہ) مقامی دلچسپی سے زیادہ اہمیت رکھنے والا میرے خیال میں لوری فرقہ ہے جس کو دنیا جہان کے وحشیوں کی کسی وسیع المشرب برادری کے ساتھ ملنے میں مطلقاً کوئی دقت نہیں ہو سکتی۔ وہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایران اور اس سے بڑے تک پہنچے ہوئے ہیں اگر ان کے حسب و نسب کے متعلق ان سے پوچھا جائے تو وہ بالعموم اپنا تار و پود اس خاص قوم کے ساتھ وابستہ کر لیتے ہیں جس کے ساتھ کہ وہ رہتے ہیں۔ بلحاظ پیشہ ازاول تا آخر وہ بین ساز ہیں۔ اپنی طرز کے مطابق وہ سونے اور چاندی کا اچھا کام کر سکتے ہیں۔ بخاری میں بڑے نہیں ہیں۔ گداگری میں کمال رکھتے ہیں۔ کئی ان میں سے ڈومب یا پیشہ ور مطرب ہیں۔ بدوؤں کی مستورات ملک بھر میں دایہ گری کا کام کرتی ہیں۔ لیکن علاقہ کران میں لوری

کو ہم اپنے صحیح عنصر میں دیکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بدوش باش - لا ابالی - رند - لم بزل - خانہ بدوش بین ساز - سنار - گویا - کبکٹ گو - خرکشس - مداری - فتنہ کرنے والا - نیم حکیم - فرنگی - ہر ایک امر میں جلد باز - لیکن کسی امر میں بھی پائیدگی نہ رکھنے والا ہے۔ وہ اپنی داستان زندگی کو ان الفاظ میں تلخیص کرتا ہے کہ "ہم خانہ بدوش ہی پیدا ہوئے۔ خانہ بدوش ہی جئے۔ اور خانہ بدوش ہی مرے گئے۔ جب ہم شکم سیر ہوتے ہیں تو اس دقت تجھید کرتے ہیں اور جب ہمارا

پیٹ خالی ہوتا ہے۔ تو دسیسہ کاری یا خداعی کرتے ہیں۔ کیا ہم آپ سب کے سامان خورد و نوش میں جائز حصہ دار نہیں ہیں؟ نہ ہمارا کوئی مولد و منشا ہے۔ نہ ہمارا کوئی مسکن۔ اور نہ کہیں ہمارا دفن۔ ولادت ہماری جھگل۔ گھر گھاٹ ہمارا بیابان۔ اور قبر ہماری صحرائے

اب ایک طرف یہ تمام تر تاریخی حقیقت ہے۔ اور دوسری طرف مراثیت کا ادعا و قرینیت۔ پس ناظرین کرام اب ازراہ الصفات خود ہی فرمائیں کہ پنجابی زبان کی اس ضرب المثل کا کہ ذات دی کو ہڑ کرنی۔ چیتیراں نوں چھ

محل استعمال کیا ہے؟۔

جو جھگل کی جاتی سے موسوم تھے وہ بنتے ہیں فخر زمن دیکھ لو
جو کرتے تھے جھک جھک کے سوسو سلام انہیں اور ہی اب لگن دیکھ لو
کریں دعویٰ برتری بوالعجب تماثلے چرخ کمن دیکھ لو

قاسمی نظیر حسین فاروقی مستوفی (ریٹائرڈ) { گوجرانوالہ
یکم نومبر ۱۹۳۸ء

نقد و نظر

”روزگار“

اس نام سے القلمین کے سائز و حجم کے برابر ہمارے دوست منشی عبد الرحمن صاحب نے علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، زراعتی، صنعتی، تجارتی اور طبی مضامین کا ایک ماہوار رسالہ امرتسر سے جاری کیا ہے جس کا دوسرا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ مولد و عنوانات کے تحت چھوٹے چھوٹے مضمون، مگر مفید، دلچسپ اور پراثر معلومات مضامین ہم پر پونچنے میں نہایت محنت و عورتیزی سے کام لیا گیا ہے۔ صنعتی اور اقتصادی مضامین میں گونا گوں مفاد کی باتیں اور عملی صورتیں بتائے کیئے وسیع معلومات اور بہت بڑی ذخیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، رسالہ کی ترتیب، تنظیم اور تکمیل اس بات کی شہادت ہے کہ ”روزگار“ نے اس کیلئے خاص انصرام و التام کر لیا ہے، بلکہ اور خاص کر مسلمانوں کی اقتصادی حالت اس بات کی محتاج ہے کہ ایسے مشیروں کی قیمتی راؤں سے استفادہ کرنے کیلئے ذوق و شوق کا اہتہ بڑایا جائے اور ”روزگار“ صدی و معنوی حیثیت میں دلچسپ و دیدہ زیب ہی قیامت سالانہ عکاس ”میگزین“ ”روزگار“ امرتسر سے طلب کیجئے۔

وطن

مشہور ادیب اور صحیفہ نگار مولانا فاضل احمد صاحب کا مشہور ہفتہ وار اخبار آبکی وفات کے بعد مدنی ادارت میں نئی معلومات کو جوئے سے سائز پر کھنا شروع ہوا ہے۔ محنت و عورتیزی سے ترتیب دیا جاتا ہے، ادیب کے ترقی کرے اور مرحوم کی یاد زندہ رہے، میگزین صاحب اخبار ”وطن“ کا جو سے طلب فرمائیے۔

واقعات و حوادث

ناجدار دکن کا سفر

روانگی انجیک درآباد | اعظمت شہزادہ دکن خداداد ملکہ وسطا نے اس تقریباً ہی کا جو حضور نے چلی میں تعمیر کیا ہے، خود پُلٹ معائنہ فرماتے اور رسم افتتاح اور کرنے کیلئے دہلی تشریف لائے ہیں، حیدرآباد دکن سے یکم نومبر پانچ بجے شام آپ اور آپ کے حسب ذیل ارکان دولت کو شاہی سلامی کے ساتھ

بفرزستہ مبارک باد سلامت روی و باز آئی

کی دعاؤں کے ساتھ دواغ کیا گیا،

(۸) نواب عثمان یار اللہ دلہ کما نڈرا فوج شاہی،

(۹) نواب مہدی یا جنگیہا و معتد سیاسیات،

(۱۰) نواب ناصر نواز الدولہ بیاد مصاحب

(۱۱) نواب قدرت نواز جنگ بیاد مصاحب

(۱۲) حبیب یار جنگ بیاد

(۱۳) مسٹر رنڈر گاسٹ اتالیق صاحبزادگان

(۱۴) مسٹر میوگاف،

(۱) شہزادہ میر حماد علی خان اعظم جاہ بہادر و بیہد

(۲) شہزادہ مظہر مس جاہ بہادر

(۳) شہزادہ اصالت جاہ بہادر برادر شاہ جمجاہ

(۴) شہزادہ بسالت جاہ بہادر برادر شاہ جمجاہ

(۵) نواب انجہ جنگ بیاد مظہر علی بہت ذات خاص شاہ

(۶) نواب سر امین جنگ بیاد حیف سکرٹی

(۷) نوابہ انزلہ دلہ بیاد کما نڈرا خجیف،

مہاراجہ دتیا کی طرف | اعظمت قدرت کی سپیشل ٹرین بی بی سے ہوتی ہوئی جب ربات دتیا کے ریلوے

سیٹرکلف دعوہ | اسٹیشن پر پہنچی تو فرما زو اے دتیا کی خواہش پر حضور و اہل بیہر گئے، مہاراجہ بیاد دتیا

اور آپ کے وزیر اعظم خان بیاد قاضی عزیز الدین احمد نے سٹیشن پر آپ کا پرچون خیر مقدم کیا اور ۲۱ اتوپ کی سلامی کے

بعد حضور کو ارکان شاہی سیت قدم میں لگئے، جہاں بیعہ دتیا نے دوبارہ حال کی ٹیڈی میں حضور کا خیر مقدم کیا۔ ریا

کے اعلیٰ حکام و سرداران حضور میں پیش کئے گئے، اور ۳۲ مہانوں کے سامنے حاضر ہوئے و چاندی کے برتنوں میں

کھانا پیش کیا گیا، اس بعد مہاراجہ نے اعظمت کا جام صحت تجویز کیا اور آپ کی تشریف آوری پر فرخو مبارکات کا اہل کیا

کوئٹہ شاہی کا ورود دہلی | اہل دہلی اور دیگر مشائخین ویدار کو بذریعہ خاص اعلان معلوم ہو گیا تھا کہ

جہاں پناہ کی سپیشل ٹرین ہم تاریخ کو دہلی ریلوے سٹیشن پر پہنچ جائیگی لوگ جوق در جوق سٹیشن کی طرف رواں

دوں دورے لگے اور اس قدر مجمع ہوا کہ دہلی ریلوے سٹیشن سے نظام الدین اولیا کے ریلوے سٹیشن تک انسانوں

کے دل کے دل لگ گئے اور میں چاروں تک شرک کے اطراف و جانب آدمیوں کا ایک جھل نظر آتا تھا شوق و انتظار میں مضطرب لگا ہوں، شہر ہی میں اور لوگ فرط عقیدت میں کھڑے تھے، کہ شہیک ۱۱ بجے دن سپینل سنیشن پر پہنچ گئی، چونکہ انظر کے ہمراہ پرودہ نشین بلیات تھیں، اور سنیشن پر چاروں نظروں پر رد کا انتظام کر دیا گیا تھا، اس لئے علوم حضور کے شرف و بار و سحر بہرہ و نہر کے، ایک سچو سپینل تقریب ہی کھینچ رواند ہو گئی اور مجمع مایوسی کی تہہ منتشر ہو گیا۔

دہلی میں چیل چیل | ہندوستان کے مختلف مقامات کے لوگ جہاں پناہ کے علوم و عقیدت کو کچھ چلے آئے ہیں، اس لئے دہلی میں غیر معمولی رونق ہے، مطالب میں سہاس نامے، تنقید سے اور معدومے اس کثرت سے چپ رہے ہیں کہ کوئی حساب نہیں، اہل مطالب کو دم لینے کی یہی فرصت نہیں، خواجہ حسن نظامی نے اس تقریب پر "نظام گرت" نامی ایک اخبار جاری کر دیا ہے، جو دن میں دو بار صبح و شام شائع ہوتا ہے اور حضور نظام عالی مقام سے متعلقہ خبریں ہمہ پہنچاتا ہے،

پیرہ کا انتظام | انحضرت کے تفر کے چاروں نظروں فوجی پیرہے اور راندن رہتے ہیں، پولیس کی ڈیوٹی بھی ہے جو باد دی دے دردی چاروں نظروں گشت دکاتی رہتی ہے، صدر و روادہ پر ایک نیا خیمہ و رافت و معلومات کیلئے نصب کیا گیا ہے، وہاں ہر قسم کے سائل جمع رہتے ہیں، جہانوں اور ملاقاتوں کیلئے ایک اور خیمہ نصب کیا گیا ہے، تاکہ جو لوگ بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے ہوں وہ یہاں بیٹھ کر شاہی حکم کا انتظار کریں،

چشم شاہی | تقریب شاہی کے گنبد پر شاہی پیریز لہر آئے اور بچنے والوں کو دوسے بیت بیلا معلوم دینا؟
والسٹراے و ملاقات | تاریخ کو حضور وائسٹراے نے انحضرت کو بیچ میں رکھ کر کیا اور ان کو خود وائسٹراے انحضرت کے محل مبارک میں تشریف لگئے، جہاں آپ کے ساتھ پائے نوٹس کی،

پیرائے قلعہ کا معائنہ | تاریخ کو انحضرت بغیر نفیس تہا پرانے قلعہ میں تشریف لگے، کوئی امیر و مصاحب آپ کے ہمراہ نہ تھا، قلعہ کے اندر جاکر حضور نے شیر شاہ کی مسجد اور مشیر منزل کو بڑے عزت سے ملاحظہ فرمایا،

نماز جمعہ | ۹ نومبر کو انحضرت حضور نظام سرکاری طور سے پہلی بار پرائی دہلی میں نہایت فرما ہوئی، نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد تشریف لگئے، ایک بڑے مجمع نے اسد اکبر کے نعروں سے ہکا بکا استقبال کیا، ہجوم اعتقاد تھا کہ ایک مسجد کا مینار جس پر بیت آدمی چڑھے ہوئے ہے، گر پڑا چند انشا میں مجروح ہوئے، حضور مدوح جب شاہی دروازہ سے جامع مسجد میں داخل ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کی معیت میں نماز جمعہ ادا فرمائی تو دونوں میں مغلیہ عہد حکومت کی یاد تازہ ہو گئی، تمام نمازیوں نے انحضرت کے جاہ و جلال کی زیادتی کے لئے بارگاہ الہی میں حمد و ثناء دعائیں کیں، امام مسجد نے وعظ کے دوران میں حضرت اقدس کی سلامتی و اقبال کے لئے دعائیں کیں،

آپ کا قیام دہلی | معلوم ہوا ہے کہ حضور مدوح اثنائ کم، بیشین تین ہفتہ دہلی میں مقیم فرما کر رہیں گے،
(باقی حالات پھر مدوح ہو گئے)

سائیکیشن اور وسایک

اور اعلیٰ اکتوبر میں گیش کا وردو ساحل ہند پر ہوا، اب تک مختلف مقامات پر کئی ایک اجلاس ہو چکے ہیں، لغات و ادب و تمدن کے مسائل کا تذکرہ ملک کوئی بہترین لائحہ عمل تجویز نہیں کر سکے، یہی وجہ ہے کہ کوئی صحیح راہ اختیار نہیں کیا جاسکی، اس سلسلہ میں ہندو گیش نے جو رپورٹ مرتب کی ہے متفقہ طور پر نہ وہ قابلِ ملاحظہ ہے کہ اسے قبول کیا جائے، اس میں براہِ نفس اور قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ وہ خواتین کو پوائنٹ سیشن پر انجمنی حرمت دیتی ہے، پورے فنز خواتین کو بے نقاب کرنا چاہتی ہے جس کی نہ میں اسلامی روایات کو مشاویہ کا رازہ منکر ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا غالب حصہ گیش کی سفارشات کو تسلیم نہیں کرتا اور مخالف ہے، مستند اخبارات اور پریشر میڈیا ہم دست و گرمیاں ہیں اور تو میں میں کی انجمنوں میں یہ قسمی دقت صانع ہوا ہے،

۳۰۔ اکتوبر کو سرکاری گیش کا وردو بلا میں ہوا، دفعہ ہمہ کا لغات و مسائل کا لاگتس نے جلسے کئے، جس میں کالے اور زبردست مظاہرہ کیا، دوسری جانب لغاتی لوگوں نے پرتاک متقابل کیا، ہمیں کہہ سکیں کہ یہ دو رنگی آخر کیا رنگ پیدا کرے، سچ تو یہ ہے کہ ملک میں ایک مذہبی قویا نہیں جو نفسیات اور ذاتیات سے بے نیاز ہو کر صحیح معنوں میں ملک کی خدمت کر رہا ہو اور یہی وہ غائی ہے جو کشتی امید کو ساحل مراد پر پہنچائے نہیں جاتی، خدا فضل کرے،

ایک جانب توجہ بیان

سر جان سائمن اور دھاتے لاہور میں اپنی کارروائی شروع کر دی ہے، ہندو مسلمان اور سکھ بیانات قلمبند کر رہے ہیں اور اپنے اپنے مذاک کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسابقت کر رہے ہیں، لیکن ان تمام میں اگر کوئی جانب توجہ اور انقلاب انگیز سائن یا مطالبہ ہو تو وہ ان لوگوں کا ہے جنہیں مشورہ اپھوت "گنا جاتا ہے، ان کی قومی سوسائٹی "اودھم منڈل آف پنجاب" کی طرف سے ایک میوٹل مین کیا گیا ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم اس قوم میں سے ہیں جو آئین قوم کے ہندوستان میں عمل آؤدہ ہونے سے شیراز سے پہلے حکومت کر رہی تھی، مذہب آئین کی وحشی ذہنت نے ہمیں جھگڑوں میں دھکیل دیا، آئین میں کی موجودہ اس اپنے آپکو اپنی ذات کہتے ہیں، ہمارے ساتھ بہت بڑا جہاد سلوک کرتے آئے ہیں، ہماری قوم میں تعلیماتہ اور قابلِ آدمی ہو چکے، ہمارے وہیں کوئی اعلیٰ سرکاری جگہ نہیں دی جاتی، ان لوگوں کے مقام کا وردو انجمنی ہو کر کرتے ہوئے "اودھم منڈل" کے اس وفد نے کہا، کہ ہماری "کرانہ" کے حقوق سے ہندو ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں، ملامت و مذہب میں متقا نہیں اور نہ ہی اس کے لئے عزت ہے، ہم ہندوؤں کے ساتھ کشش یا پولٹیکل رشتے نہیں رکھنا چاہتے، ہم اپنے آپکو ہندو کہنا پسند نہیں کرتے، موجودہ حالات میں ہم سہارا چاہتے، کیونکہ اس کا مطلب ہندوؤں کا اجارہ ہو گا، "اور مطالبہ کیا کہ منوسمری او دیگا رہی کتا میں معین ہمارا ذکر معیری سے کیا گیا ہے، ضبط کی جائیں، اس کے بعد ہمارے حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے، ہندو مخلوق میں اس جموں نے ایک سنی سی پیدا کر دی ہے، اگرچہ اس اب ہندو رجعت کیا، وہ اختیار کرتی ہے اور انکی بہت کم کیا فیصد ہوتا ہے، اگر کوئی طاقت کی سروروشیوں نے مسلمانوں کے دلوں میں گہرا کر لیا تھا، ان کے ایک اشارہ پر جانا

ایک تجویز اختصار

یہ سادہ، دلائل و مضامین کر دیا، روپے پیسے کے معاملہ میں اگر کوئی شخص، جماعت یا فرقہ اپنا فرض عین نہیں کرتا تو اس کی تمام عدا تمام قربانیاں اور جانفروشیایں جناب آسامٹ جاتی ہیں، وقار و اعتماد ہٹ جاتا ہے اور قوم اسے عزت کی بجائے بے اعترافوں کی یہ سادہ بات نہیں ہوتی، البتہ یہی حالت اربابِ خلافت کی ہوتی، عوام کو شکاستہ ہے کہ نایات کے معاملہ میں انہوں نے کمال احتیاط کے ساتھ کام نہیں لیا، اور یہ شکاست اب بھی کسی نہ کسی صورت میں تازہ ہو جاتی ہے، چنانچہ حال ہی میں پٹنہ ۲۷ بار روپے کو سرٹ بھیجا جا کر تانگیز و مختلف ہوا ہے، یہ گروں گروں ہمارے مولانا محمد علی صاحب نے لندن کے "انگریزی اخبار ڈیلی میرلڈ" کو اس غرض کے لئے عطا کی تھی کہ اخبار مذکور ملکیت بریت کے خلاف جہاد کرے، معاصر ذوالقرنین کا ترجمہ اودھ اخبار بیان ہے کہ اس گرفتار بذلِ بخشش کے خلاف کے سبب میں کہیں ذکر نہ کیا گیا، یہ میں وہ باتیں جو مجالس خلافت کی بدنامی اور تباہی کا موجب ہوئیں اور یہ میں وہ بے پرواہیاں جو قوم سے روا رکھی گئیں اور یہ میں وہ باعتمادیاں جو نیک و بد سب کو ایک نظر دیکھو کیلئے عہد کرتی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون،

خبر، مذکور کرتا ہے کہ حضرت مولانا اب جب ولادت تشریف لینگے، تو آپ نے شاہ اس خیال سے کہ انشاء اللہ وہ وہاں نہیں
کیا رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس پر گانچہ کے پورے خیر نے آپ کو ٹکا سا جواب دیا، کہ میں اس سے بات کرتے ہو ہم تو آپ کو جاننا
ہی نہیں، حضرت مولانا صاحب یہ سکر دم بخود رہ گئے، اور ضرورت سمجھی کہ مہلک، تقریروں کے ذریعہ سے اخبار مذکور پر زور دلائیں،
ہمعصر مذکور کا خیال ہے کہ مولانا کو یہ رقم اگر اب بھی خاموشی کے ساتھ وصول ہو جاتی تو بلیک کو خیر نہ ہوتی، لیکن ایسا نہ ہوا اور
رازدہیں گیا، یہ ہے مسلمانوں کی حالت، یہ ہیں انکے معتمد، یہاں کو یہاں کی کیا رہا ہے، ابہر میں تو کیسے سہنیں تو کوئی کچھ ناغہ رہا یا ادنیٰ

بائیان رسم و رواج کا نغمات سے احتراز

بچپن سے دونوں ہر دور میں جیتلہ اس پرنسپل کی شادی رام دیو پرچمری کی لڑکی سے عمل میں آئی
بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شادی ذات پات کی تہہ و بندہ سے آزاد اور سوا سے بے نیاز ہو کر گئی
ہے، وہاں کیلئے دہن کے لئے سادہ کپڑوں کی ایک ساہی دی گئی اور دوات میں صرف
ایک انگٹری، برات کا مجمع صرف اٹھ اوسوں پر مشتمل تھا، جس کا سٹیشن پر استقبال کیا گیا اور کوئی بات ایسی نہیں کی گئی
جس سے اسراف کا کوئی پہلو نکلتا ہو، یہ ان لوگوں کی اسلامی کوششوں کا نتیجہ ہے، جو ہندوستانی رسم و رواج کے مانی
میں، لیکن جنہیں ان اندلایک المشرعین کی تعلیم دی گئی ہے وہ اپنے اہل کی ادنیٰ سے ادنیٰ تقریب پر بھی دل کھول کر
خرچ کر دیتے ہیں، اقرض لیکر آبرو بچکر، اور جس طرح بھی بن پڑے رسم و رواج کی پابندی سے نہیں چمکتے، اگر کوئی ذرا
احتیاط سے کام لے لے تو بار و افیاء اس کی پینٹاں اڑاتے ہیں، ذہین کرتے ہیں اور ناک کھٹے کھٹانے کے طعن و تشنیع
سے انکی جان عذاب میں ڈال دیتے ہیں، خدا ہے کہ میں ہمارے وہی اور صراط مستقیم دیکھنے کے لئے دیدہ بینا عیا کرے،

نشاٹھ کر ڈر سالانہ شمار و اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان سترہ کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرتے ہیں اور چار گز
کا نقصان روزانہ کا وہ ہندو دو کا اندازوں سے سودا خریدتے ہیں اور اس طرح سے ۶۰ کروڑ کی گرانقدر رقم
مسلمان سال بال غیروں کی نظر کر دیتے ہیں، جیسے غریب کہ جو رقم مسلمانوں میں بیکار و بی غیر
کو دیتے ہیں کے باوصف اپنے حالات کی اصلاح کی جانب متوجہ نہ ہو، اس سبیل دواں کو جو اسے مذہب فقرات میں گزار رہا ہے
روکنے کے لئے اندادی تدابیر میں لانے میں کمال سستی و کاہلی سے کام لیتی ہو، وہ کبھی اپنے پاؤں کے بل کھڑا ہونے
کی تاب لاکھتی ہے؟ مسلمانوں نے کبھی اس بات کا خیال تک بھی نہ کیا ہوگا کہ ان کی اپنی تجارت نہ ہونی چکی وہ سو نہیں
کس قدر سالانہ نقصان کا تحمل ہونا پڑتا ہے اور انکی عدم توجہی کے عواقب نہ سچ آؤ کیا رنگ لائیں گے، کاش ہم لہو و
عقب سے نجات پا کر اپنی قوم و طاقت کے بحال کرنے کی کچھ فکر کریں

شجرہ خوانی اور میراثی وغیرہ | مسلمانوں کا رسم و رواج ہے کہ ایک شخص کا حاصل "پنجاب میں سانس" اور
میراثی و دو تہ میں، جن کا کام ہاتھوں اور راجپوتوں کا شجرہ نسب یاد رکھنا اور بیان کرنا ہے، راجپوتانہ میں سانس اپنی
آپ کو بھلا کہلاتے ہیں، جن کا پیشہ ہی راجپوتوں کا شجرہ نسب یاد رکھنا ہے، فیروز پور کے دو گروں، ضلع گوجرات کے
وڑاچے جاٹوں، ہریشیار پور و جالندھر کے راجپوتوں اور آئندہ پور کے سوڈوں کو بھی یہی لوگ کام دیتے ہیں،
مراشیوں اور سانسوں کی نسبت اور ان کا اصل پیشہ اور شجرہ والی کی حقیقت ایک غیر جانب دار کی زبان سے
سنئے، اور پیران کے دعویٰ قریش پر غور فرمائیے، سبحان اللہ

یاد رکھنے کی باتیں

- (۱) "القریش" پرائیوی بیسنے کی تاریخ کو باضیاعا تمام پوسٹ کیا جاتا ہے، لیکن
- (۲) تاریخ تک اگر کسی پہائی کو حوصل نہ ہو تو وہ دوسرے ہینے کی پہلی تاریخ تک
- سے مکمل طلب کر لیں، اس کے بعد پرچہ نہ ملنے کی شکایت بے معنی ہوگی
- (۳) اگر کسی وجہ سے پتہ تبدیل ہو جائے تو فریدی ہے کہ جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کر کے اپنے ایڈس کی محنت کر لیں، ورنہ عدم دسی کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا
- (۴) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے، ورنہ جواب نہ دیا جائیگا
- (۵) میزنگ خطوط وصول نہ کئے جائینگے
- (۶) ناقابل اشاعت معنوں واپس نہ کئے جائیں گے
- (۷) ہر قسم کی خط و کتابت میں منسبہ خودیاری کا حوالہ دینا ضروری ہے
- (۸) نمونہ ملاحظہ کرنے والے حضرات اگر منشا خودیاری و عدم خودیاری سے مطلع نہ کرینگے، تو دوسری اشاعت کا پرچہ انکی خدمت میں بعینہ دی پی بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا اختلافی و قوی ذمہ ہوگا
- (۹) قیمت سالانہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر ادھ تین روپے دو آنہ بذریعہ دی پی
- مقرر ہے، طلبا بشرط تصدیق ۸ رکی رعایت لے سکتے ہیں، ایسی صورت میں ذر
- چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا ہوگا
- (۱۰) مضامین صاف، خوشخط اور کافہ کے لیکچرٹ لکھے ہوئے آنے چاہئیں

نیا زمند - میجر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتابخانه

جامعہ اسلامیہ

۱۔ دربار علی بن ابی طالب
۲۔ جامعہ اسلامیہ
۳۔ جامعہ اسلامیہ
۴۔ جامعہ اسلامیہ

دربار علی بن ابی طالب

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

۱۔ جامعہ اسلامیہ
۲۔ جامعہ اسلامیہ
۳۔ جامعہ اسلامیہ
۴۔ جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

۱۔ جامعہ اسلامیہ
۲۔ جامعہ اسلامیہ
۳۔ جامعہ اسلامیہ
۴۔ جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ

